کتاب مستطاب مسمی بہ

تصنیف افضل المتقین بلقب آیۃ المتین الحاج الحافظ مولوی محمد محدث تھانوی

اعلی پریس مرزا پور

درر نثار الخطاب المعروف بـ

کتاب مستطاب مسمی بہ

تصنیف افضل المحققین مقتدی المتاخرین مولانا الحاج الحافظ مولوی شیخ محمد محدث شاہ صاحب

طبع یافتہ مطبع مجتبائی

ودین پر پہونچیں کہ نتیجہ جدال و قتال نزاع ہی ہوتا اور کیا ہوتا ناچار
بحکم وجادلہم بالتی ہی احسن ط نرم و نازک و بموجب فاصدع بما تؤمر ط جب و خواست
بعض ناصحان دین و ایمان بطور معاودہ و محاکمہ صحیحہ جہاں کہ ملحوظ خاطر فاطر رہا اس شتابی
میں اندرین باب ایک سوال مشتمل بر طلب جواب بطور استفتاء مرسلہ بعض احباب و اصحاب
بہوبچا موکد بعزیمہ زاید از سابق ہوا پس اظہار حق ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
فتوی مع ثبت مواہیر و دستخط علماء و فضلاء جسکی موید بہ کتاب ہی بعینہ آخر کتاب
میں بعد خاتمۃ الکتاب حوالہ قلم کیا گیا۔

اور نام اس تحریر کا قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا للہ المنۃ و
بیدہ العصمۃ اور بجای فصل لفظ قسطاس قرار دیا۔ اور بعض قسطاس مشتمل بر اثبات مطلب
بدلائل جلایل اور بعض متضمن بہ نقض دلایل ناموزون و ناسہوار باطلہ واری میزان ناطمان
و استقرار۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی و من اہتدی
و ما علینا الا البلاغ المبین۔ و فوق کل ذی علم علیم۔ اور اپنی صمیم قلب سے بکمال
تصحح ستول کر بخوف کریمہ۔ و نضع الموازین القسط لیوم القیمۃ۔ فلا تظلم نفس شیئا۔ و ان
کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا و کفی بنا حاسبین۔ و نیز بدہشت و عبد کریمہ
ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوہم او وزنوہم یخسرون آ
بلاجانب داری لکہتا ہوں بقول غالب ہم سخن سنج ہیں نا غالب کے طرفدار نہیں فقط
فقط ۱۲ منہ جس کسی صاحب کا قصد تحریر ہو بنسبت اس تحریر کی تو پابندی شرایط مندرجہ
صحیحہ ضرور ہے۔ ۱۲ اور نظر اندازی از اول تا آخر و اجتناب ۱۲ اور استیعاب جواب
مفصل ہر ایک مطلب قسطاس بدلیل جو بنظر اختصار کتاب ہے لازم ۱۲ اور رستہ
انصاف بہت انصاف ہی جو و اعتساف فقط

قسطاس اول

قسطاس اول جاننا چاہیئے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف در حقیقت اثر

ودین پر پہونچیں کہ ثمرہ جدال و مرار اور نتیجہ قیل و قال نزاع ہی رہا اور کیا ہوتا ناچار
بحکم وجادلہم بالتی ہی احسن ط نرم و نازک و بموجب فاصدع بما تؤمر ط جیب درخواست
بعض ناصحان دین و ایمان بطور معادلہ و محاکمہ صحیحہ جہاں تک ممکن ملحوظ خاطر فاطر رہا اس اثنا
میں اندریں باب ایک سوال مشتمل بر طلب جواب بطور استفتاء مرسلہ بعض احباب و اصحاب
پہونچا موکد بعزیمہ زیادہ از سابق ہوا پس اظہار حق ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
فتوی معہ ثبت مواہیر و دستخط علماء و فضلاء جسکی موید تمام کتاب ہی بعینہ آخر کتاب
میں بعد خاتمۃ الکتاب حوالہ قلم کیا گیا۔

اور نام اس تحریر کا قسطاس فی موازنۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا للہ المستعان و
بیدہ العصمت اور بجای فصل لفظ قسطاس قرار دیا۔ اور بعض قسطاس مشتمل بر ابطال مطلب
بدلائل جلایل اور بعض متضمن بہ نقض دلایل ناموزون و ناہموار باطلواری میزان بطلان
و استقرار۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی و من اہتدی
و ما علینا الا البلاغ المبین۔ و فوق کل ذی علم علیم۔ اور اپنی صمیم قلب سے بکمال
تضرع ستول کریم۔ و نضع الموازین القسط یوم القیمۃ۔ فلا تظلم نفس شیئا۔ و ان
کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا و کفی بنا حاسبین۔ و نیز بدہشت و عبد کریم
ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوہم او وزنوہم یخسرون
بلاجانب داری لکہتا ہوں بقول غالب ہم سخن سنج ہیں غالب کے طرفدار نہیں فقط
مقدمہ جس کسی صاحب کا قصد تحریر ہو نسبت اس تحریر کی تو پابندی شرائط مناظرہ
صحیحہ ضرور ہے۔ ۱ اور نظر اندازی از اول تا آخر و احباب ۲ اور استیعاب جواب
مفصل ہر ایک مطلب قسطاس مبدل جو بنظر فصل کتاب ہے لازم ۳ اور رستہ
انصاف پر ست انصاف بلی جور و اعتساف فقط

قسطاس اول جاننا چاہیئے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف درحقیقت اثر

قسطاس اول

معنی مذکور نسبت اس اثر کی سوا اسی بہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت
وجماعت کی اور کچھہ ثمرہ پیدا ہوا بلکہ بدولت اس صحت کی شوآزار زیادا زتپ دق
لگ گئی بالفرض اگر صحت اثر مذکور ہین تفرد راوی جو مخالف ثقات روایت نکری محل
نہین پگر یہہ امر ضرور ہی کہ خبر واحد بمقابلہ نص مقبول نہین جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی قدس سرہ نی مدارج النبوۃ کی جلد اول مین تحریر کیا پس یہ قول عبارت
دافع الوسواس کا کہ اس حدیث کو صحیح سمجھا جاوی اور جسقدر اسکی ظاہر سی ثابت ہوتا ہی
بغیر چون وچرا التسلیم کرنا چاہیئے ۔ پس یہ امر مسلم نہی ہوسکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی
نص قطعی نہو والا واجب التاویل ہے اور بفرض التوجیہہ جیسا کہ عمدہ ائمہ سلف
صالح امام قسطلانی وزرقانی وسیوطی وغیرہ وقوع مین آیا مگر یہہ امر کیسی مسلم ہو کہ جو معنی
عبارت دافع الوسواس وغیرہ نی حکایت کری اور سمجھی وہ بھی بغیر چون وچرا التسلیم کرے
جاوین اور معنی اثر مذکور جو ائمہ مذکورین بیان کئی ہین بعنایت الہی جلسانہ تمامہ
قسطاس مین مدلل بدلایل عقلیہ ونقلیہ کی گئی وہ غلط سمجھی جاوین اور کچھہ باقی تحقیق اس
مطلب کی اوس قسطاس مین ہے جو متعلق بجواب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول
الجاہلین مذکور ہے ۔

قسطاس

قسطاس دوم حق تعالی وتبارک جزای خیر دی علما حامیان ملت ودین حمایت
کو جہد بلیغ بالا زیادہ قیل وقال البسیار ومناظرات بیشمار اسقدر تو تخفیف دی کہ درجہ
مماثلت خواتم مفروضہ سی ساتھہ ہماری خاتم النبیین صلعم کی درجہ مشابہت پر باظہار
اضافت توفر دولائی ۔ ماشاء اللہ تعالی وتقدس ہمین ذات حضرت اعلی واقدس یہہ
اشتباہ ہے جسکا منشا لفظ نبی کنیکم وارد اثر مذکور ہی باسلوب بدیع قسطاس
آیندہ مین حسب منطوق لازم الوثوق قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا ۔ اور نیز تفسیر آیت ہو الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن الایتہ

معنی مذکور نسبت اس اثر کی سوای ہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت
وجماعت کی اور کچھہ ثمرہ پیدا نہوا بلکہ بدولت اس صحت کی شوآزار زاید از تپ دق
لگ گئی بالفرض اگر صحت اثر مذکور مین تفرد راوی جو مخالف ثقات روایت نکری مخل
نہین مگر یہہ امر ضرور ہی کہ خبر واحد بمقابلہ نص مقبول نہین جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی قدس سرہ نی مدارج النبوۃ کی جلد اول مین تحریر کیا پس یہ قول عبارت
دافع الوسواس کا کہ اس حدیث کو صحیح سمجہا جاوی اور جسقدر اسکی ظاہر سی ثابت ہوتا ہی
بغیر چون وچرا التسلیم کرنا چاہیئے ۔ پس یہ امر مسلم نہی ہو سکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی
نص قطعی نہو والا واجب التاویل ہے اور مفترض التوجیہہ جیسا کہ عمدہ ارباب ائمہ سلف
صالح امام قسطلانی وزرقانی وسیوطی وغیرہ وقوع مین آیا مگر یہہ امر کیسی مسلم ہو کہ جو معنی
عبارت دافع الوسواس وغیرہ نی حکایت کری اور سمجہی وہ بہی بغیر چون وچرا التسلیم کیے
جاوین اور معنی اثر مذکور جو ائمہ مذکورین بیان کیی ہین بعنایت الہی جلسانہ تمامہ
قساطیس مین مدلل بدلایل عقلیہ ونقلیہ کی گئی وہ غلط سمجہی جاوین اور کچھہ باقی تحقیق اس
مطلب کی اوس قسطاس مین ہے جو متعلق بجواب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول
الجاہلین مذکور ہے ۔

قسطاس دوم حق تعالی وتبارک جزای خیر دی علماء حامیان ملت ودین حمایت
کو جہلین ملبس بالباطل بدلایل عقلیہ ونقلیہ وقال وقیل بسیار ومناظرات بتکرار اسقدر تو تخفیف دی کہ درجہ
مماثلت خواتم مفروضہ سی ساتہہ ہمارے خاتم النبیین صلعم کی درجہ مشابہت پر باظہار
اضافت توفرد دلائی ۔ ماشاء اللہ تعالی وتقدس ہمین ذات حضرت اعلی واقدس یہہ
اشتباہ ہے جسکا منشا لفظ نبی کنبیکم وارد اثر مذکور ہی باسلوب بدیع قسطاسین
آیندہ مین حسب منطوق لازم الوثوق قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا ۔ اور نیز تفسیر آیت ۔ ہو الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن الایتہ

اگر کہا جاوے کہ سرکار ایمان متشابہات پر بلا کیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ نبی کنبکیم
اثر مذکور پر بلا تاویل و بلا کیف ایمان لانا چاہیئے مانند آیات مذکورہ کی تو جواب یہ ہی کہ
ذات نبی اور وصف نبوت بلا کیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالی جلشانہ اور اوصاف
اوسکی کے کہ اسمین چند ان ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلا کیف ممکن ہے نزد
ہی نہیں اور امر مشروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ نبی کنبکیم کی کہ بوجہ مقطوع ہونے
خاتمیت کی آیتہ خاتمیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین بسانہہ انتہا رسلسلہ نبوۃ
کے اور بر خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمین تاویل ضروری اونکی ہی نزدیک لہذا ایمان
بلا کیف غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ نزدیک محدثین کے کلیہ نہیں اور فقہا اور متکلمین رحمہم اللہ
کا مذہب درباره متشابہات تاویل ہر لفظ متشابہ سری ہی سی بلا تفصیل مذکور واجب التاویل
ہے کہ سوائے تتمہ عذر سی بعض مواد مین اور زیر بار ہی اوسکی ہی غنی ہے ہر لفظ متشابہ کو ایک معنی مناسب
اور ایک وصف ملائم اوسکی پر فرود لاتی ہین بانتظار الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف الہیہ پر
مشتمل قدرت و غلبہ و تصرف و تسلط اجمالی و تفصیلی حفاظت و قبض و انفاق و بسط رزق
و جلی رنگ بیچونی و بیا چگونی امر فارق و ممتاز مذاہب باطلہ محرفہ مشتبہہ سی اور اہل زیغ اور کجی اور
الحاد سی فرود لاتی اور غایت اور حکمت ایراد لفظ متشابہ امتحان ہی اور افتتان اہل زیغ
جو مریض القلب اور زدگی سخت ہین فتنہ اور تاویل باطل کے راہ چلتی ہین اور راسخان فی العلم راہ
سلامت اور سداد قبول کرتی ہین اور تاویل حسن مطابق دین الہی اور محبت الہی جلشانہ
کی جو عقاید اسلامی کو مخل نہو ثابت ہی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور قیاس اور اجماع
حجج اربعہ حقہ سی بلا تعارض اور بغیر تخالف سی معتبر کری آیات بینات اور احادیث صحیحات اشتمال
کرنیکا متولی اور متکفل ہے علم تفسیر اور علم اصول اور علم عقاید اور قابل ہوتی ہین وہ راسخان
فی العلم بقبول امتثال بالتعداد اور اعتراف کرتی ہین کہ پوری تاویل علم الہی مین ہے جلشانہ مگر اسکی
رکھتی ہین فضل الہی سے فیضان علم رسول سی ہو حسب اس کرمیہ کی عالم الغیب فلا یظہر

اگر کہا جاوے کہ ہمکو ایمان متشابہات پر بلا کیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ نبی کنبکیم
اثر مذکور پر بلا تاویل و بلا کیف ایمان لانا چاہیئے مانند آیات مذکورہ کی تو جواب یہ ہی کہ
ذات نبی اور وصف نبوت بلا کیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالی جلشانہ اور اوصاف
اوسکے کہ اسمیں چند ان ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلا کیف ممکن ہے نزد
محققین اور امر متروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ نبی کنبکیم کی کہ بوجہ مقطوع بہ ہونے
خاتمیت کی آیتہ خاتمیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہیں ساتھہ انتہا رسالہ نبوۃ
کے اور بہ خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمیں تاویل ضرور ہی اونکی ہی نزدیک لہذا ایمان
بلا کیف غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ نزدیک محدثین کے کلیہ نہیں اور فقہا اور متکلمین رحمہم اللہ
کا مذہب درباره متشابہات تاویل ہر لفظ متشابہ بصری ہی ہی بلا تفصیل مذکور واجب التاویل
ہے کہ موجب تہمت عذر ہی بعض مواد میں اور زیر بار ہی اوسکی ہی غنی ہے ہر لفظ متشابہ کو ایک معنی مناسب
اور ایک وصف ملائم اوسکی پر فرود لاتی ہیں بانداء الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف الہیہ پر
مثل قدرت و غلبہ و تصرف و تسلط اجمالی و تفصیلی حفاظت و قبض و انفاق و بسط رزق
اور جملی ہر نیک بیچونی و بی چگونی امر فارق و ممتاز مذاہب باطلہ محرفہ مشتبہہ ہی اور اہل زیغ اور کجی اور
الحاد ہی فرود لاتی ہیں اور غایت اور حکمت ایراد لفظ متشابہ امتحان ہی اور افتتان اہل زیغ
جو مرض القلب اور بد رگی سخت ہیں فتنہ اور تاویل باطل کے راہ چلتی ہیں اور راسخان فی العلم راہ
سلامت اور سداد قبول کرتی ہیں اور تاویل حسن مطابق دین الہی اور محبت الہی جلشانہ
کی جو عقاید اسلام کی محل ہیں ثابت ہی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور قیاس و اجماع
حجج اربعہ متفقہ سی بلا تعارض اور بغیر تخالف ہمدگری آیات بینات اور احادیث صحیحات اصحاح
کہ جسکا متولی اور متکفل ہے علم تفسیر اور علم اصول اور علم عقاید اور قابل ہوتی ہیں وہ راسخان
فی العلم بقبول امنا باللہ اور اعتراف کرتی ہیں کہ پوری تاویل علم الہی میں ہے جلشانہ مگر اسکا
رکھتی ہیں فضل الہی سے فیضان علم رسول سی ہو جسپر اس کریمہ کی عالم الغیب فلا یظہر

مین جملہ متفرق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہوں اونکی
کو لوجہہ صرف دخل عقل کے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور نہم مین مجملہ ان احتمالات عقلیہ
کی ایک احتمال کو یعنی بہلی وجود خاتم الانبیا حقیقی سی وجود اور خواتم کا جو مکمل ہوا قصر نبوت
اونکی طبقات کا بانگ بلند تمکر تو کیا بلکہ مرتبہ قطعیت مین بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔
چنانچہ اسپر شاہد ہی لنا دلیل طباری سلسلہ کا جو مشتمل ہی اوپر مبدا اور مختم کے اور کہا ثبات
اسکی نبر ہوین صفحہ مین یہہ کہ لہذا مین نی اطلاق خواتم کا کیا اور نبر صفحہ تسیر مین جسن جگہہ تین
احتمال کا بیان کیا ہی کہ دوسری یہ کہ مقدم ہوے ہون تیسری یہہ کہ ہم عصر ہوی ہون اور تقدیر
ثانی آنحضرت صلعم کی خاتمیت مین کچھہ شبہہ نہین
کیا بلا جراءت ہی کہ جس کسی اہل علم نی سلفا و خلفا کوئی احتمال واسطی اصلاح اور تطبیق اور
توجیہہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی مذکور یعنی۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین اور اثر
مذکور مین یعنی فیہ ادم کا دیکم الخ ابتدا امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ پیدا کیا اور
منضم بدلیل شرعی نہی ہے چنانچہ شرح اوسکی مساطین مین اگر جاہز کو ہی تو نسبت اوسکی
عبارت دافع لوسواس ناطق ہوئی کہ احتمال عقلی مین نص کو اس سے علاقہ نہین علی ہذا القیاس
اس قسم کی جواب دیکر ٹال دیا اور حالانکہ حال اس قسم کی قال کی خرابیون اور صعوبتون
کا جو کچھہ کہ عبارت مذکور کو اور مین معہ و من تبعہ و من عاضدہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام
قسطاسون آیندہ سی واضح ہوتی ہی۔ انچہ برخود مسلمندی بدیگری مسلمند کے الزام کا
کچھہ خیال نہ کیا سو اسلی کہ باوجود اس قول مذکور کے بہر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی
واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی لستم مین یہ عبارت ہی کہ علاوہ بریں ادیکم
کادیکم مین تشبیہہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔
اور معقول مذکور عام ہی اس سی کہ بمعنی مصطلح ہو یا بمعنی ما یدرکہ العقل بدون انضمام
الدلیل الشرعی سی معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف بہی درست ہی باوجود تسلیم نا درستی

مین جملہ تشقوق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہوں اونکی
کو بوجہہ صرف دخل عقل کے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور نہم مین منجملہ ان احتمالات عقلیہ
کی ایک احتمال کو یعنی بہلی وجود خاتم الانبیا حقیقی سی وجود اوخواتم کا جو مکمل ہوا قصر نبوت
اونکی طبقات کا بانگ بلند محکم تو کیا بلکہ مرتبہ قطعیت مین بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔
چنانچہ اسپر شاہد ہی لنا دلیل طباری سلسلہ کا جو مشتمل ہی اوپر مبدا اور مختم کے اور کہا نسبت
اسکی نسبر ہوین صفحہ مین یہہ کہ لہذا مین نی اطلاق خواتم کا کیا اور نیز صفحہ تسیر مین جسن جگہہ تین
احتمال کا بیان کیا ہی کہ دوسری یہ کہ مقدم ہوہون تسیری یہہ کہ ہم عصر ہوی ہون اور تقدیر
ثانی آنحضرت صلعم کی خاتمیت مین کچھہ شبہہ نہین
کیا بلاجرات ہی کہ جس کسی اہل علم نی سلفاً وخلفاً کوئی احتمال واسطی اصلاح اور تطبیق اور
توجیہہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی مذکور یعنی ۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین اور اثر
مذکور مین یعنی فیہ ادم کا دلکم الخ تا بتدا امام قسطلانی و زرقانی وسیوطی وغیرہ پیدا کیا اور
منضم بدلیل شرعی نہی ہے چنانچہ بشرح اوسکی قسطلین مین اگر جاہاذ کور ہی تو نسبت اوسکی
عبارت دافع لوسواس ناطق ہوئی کہ احتمال عقلی بن نص کو اس سے علاقہ نہین علی ہذا القیاس
اس قسم کی جواب دیکر ٹال دیا اور حالانکہ حال اس قسم کی قال کی خرابیون اور صعوبتون
کا جو کچھہ کہ عبارت مذکور کو اور من معہ ومن تبعہ ومن عاضدہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام
قسطاسون آیندہ سی واضح ہوتی ہی ۔ انچہ برخود پسندی بدیگری پسند کے الزام کا
کچھہ خیال نہ کیا سو اسطی کہ باوجود اس قول مذکور کے بہر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی
واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی بستم مین یہ عبارت ہی کہ علاوہ بر ین ادلکم
کا دلکم مین تشبیہہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے ۔
اور معقول مذکور عام ہی اس سی کہ بمعنی مصطلح ہو یا بمعنی ما یدرکہ العقل بدون انضمام
الدلیل الشرعی پس معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف بہی درست ہی باوجود تسلیم نا درستی

احتمال نامقبول ہے اور نہ عبارت دافع الوسواس کو مقبول۔ احتمال اول یعنی ہونا خاتم
کا بعد وجود ہمارے خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہی فلہذا قابلیت
اس بحث سی کہ خواتم طبقات تحتانیہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ہمارے خاتم النبیین حقیقی
کے ہین یا اپنی اپنی طبقہ کی شریعتیہ ہین مستقل ہین خارج ہی کہ ظاہر ہی اور احتمال
دوسرا کہ یہ خواتم اس خاتم حقیقی سی مقدم ہوی ہون البتہ قابلیت اس بحث کی رکھتا ہے
لیکن اس صفحہ تیسرے کی عبارت یک لخت ساکت ہی اور اکیم مگر تیسرے ہوین صفحہ مین باتباع
شریعت محمدیہ صلعم بدین مضمون قایل ہوئی کہ چونکہ اثر ابن عباس رضی وجود سلاسل
نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک اخر ضرور ہی بنا علیہ مین
نے خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی نہ یعنی اسکی کہ لعنت نبوت اس سے
طبقہ کی خاص ہی اور ہر ہر طبقہ مین وہان کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہی کیونکہ یہہ
امر کسی دلیل سی ثابت نہین اور میری رائی ہرگز اس طرف مایل نہین جو میری طرف
اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری ہی۔ پس جاننا چاہئی کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم ہی
جو اکیم نہی باین کلام متکلم ہوی اور بول اوٹھی کہ اس صورت مین ہی یعنی مقدم ہونی ہین
خواتم سته اضافیہ کی ہمارے خاتم النبیین صلعم پر ہی وہ متبع شریعت محمدیہ ہی کی ہین
نبوت مستقلہ یعنی شریعت مستقلہ نہین رکھتی جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق
دوم مین عبارت دافع الوسواس نسبت اتباع خواتم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ
بانداز صورت گویا ہوئی پس وہ مجمل واقع صفحہ تیسری کا بھی باین تفسیر مفسر ہوکر متعین المراد
ہوگیا یعنی شریعت مستقلہ نہین رکھتی تھی پس اب بتامل نیک جانا چاہئی کہ در صورت
ہم عصر ہونی ان خواتم سته کی کیا بلکہ بعد عصر کی بھی ایک ہی زمان بنوت ہی کیونکہ یہہ
تفصیل تو نسبت زمان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلعم ورنہ روز بعثت
سی تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہی اسلئی کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہین پس زعم

احتمال نہ مقبول ہے اور نہ عبارت دافع الوسواس کو مقبول۔ احتمال اول یعنی ہونا خاتم
کا بعد وجود ہمارے خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہی فلہذا قابلیت
اس بحث سی کہ خواتم طبقات تحتانیہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ہمارے خاتم النبیین حقیقی
کے ہین یا اپنی اپنی طبقہ کی شریعتہ مین مستقل ہین خارج ہی کہ ظاہر ہی اور احتمال
دوسرا کہ یہہ خواتم اس خاتم حقیقی سی مقدم ہوی ہون البتہ قابلیت اس بحث کی رکھتا ہے
لیکن اس صفحہ تیسرے کی عبارت یک لخت ساکت ہی اور اگلے مگر تیرہوین صفحہ مین باتباع
شریعت محمدیہ صلعم یہ مضمون قایل ہوی کہ چونکہ اثر ابن عباس رضی وجود سلاسل
نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک اخر ضرور ہی بنا علیہ مین
نے خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی نہ بمعنی اسکی کہ لعنت نبوت اس
طبقہ کی خاص ہی اور ہر ہر طبقہ مین وہان کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہی کیونکہ یہہ
امر کسی دلیل سی ثابت نہین اور میری رائی ہرگز اس طرف مایل نہین جو میری طرف
اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری ہی۔ پس جاننا چاہئی کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم ہی
جو اگلے ہی باین کلام متکلم ہوی اور بول اوٹھی کہ اس صورت مین ہی یعنی مقدم ہونی ہین
خواتم ستہ اضافیہ کی ہمارے خاتم النبیین صلعم پر ہی وہ متبع شریعت محمدیہ ہی کی ہین
نبوت مستقلہ یعنی شریعت مستقلہ نہین رکھتی جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق
دویم مین عبارت دافع الوسواس نسبت اتباع خواتم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ
بانداسی صورت گویا اوٹھی پس وہ مجمل واقع صفحہ تیسری کا بھی باین تفسیر مفسر ہوکر متعین المراد
ہوگیا یعنی شریعت مستقلہ نہین رکھتی تھی پس اب تامل نیک جانا چاہئی کہ در صورت
ہم عصر ہونی ان خواتم ستہ کی کیا بلکہ بعد عصر کی بھی ایک ہی زمان نبوت ہی کیونکہ یہہ
تفصیل تو نسبت زمان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلعم ورنہ روز لعنت
سی تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہی اسلئی کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہین پس نعم

کہ اصول دین ہیں جنکو نظم قرآن شریف حاصل ہے یہہ امور جو عبارت ہی پوری شریعت محمدیہ
سی بذریعہ الہام بجانب انام حاصل ہو کر اطمینان بخش اور تسلی وہ کہ قابل اعتقاد و عمل
قطعی ہو شروع بشریعت الہی و مسنون بسنت اللہ ہرگز نہیں اور نزول و انزال کہ جو
لازمہ ہی پوری شریعت کا کہ جسکا متکفل اور ذمہ دار ملک ہی یعنی جبرئیل علم کہ جو قرار
داد عبارت دافع الوسواس بھی ہے واقع صفحہ ہشتم ہی کہ اوسمیں وساطت ملک خصوص
جبرئیل معتبر رکھی ہے اوسکی بھی خلاف ہوتا ہی اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہی۔ اور تیسرے
یہہ کہ یہہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ ہی کہ درباره انزال شریعت اور ارسال رسل یہہ
طریقہ باقی اور مسلوک نہیں ہوا ہی۔ قولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن
تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور قولہ تعالی ولن تجد لسنت اللہ تحویلا۔ اسکی سند مسندی ؛
چوتھی یہہ کہ شناعت اس امر کی از قبل بشقیہ ماضا قبل از ذکر علاوہ برین ہی در پردہ جو دعوے
خاتمیت مطلقہ کیا ہی نسبت ان خواتم ست کی کیا فایدہ پھر صاف ہی کہنا تھا اسلئے کہ گاہ
یہہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات بابرکات ہی کہ جسکو خاتم حقیقی کر تعبیر کرتی ہو باسرھا
تمامہا بہر منہا بہیئت کذائی مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدون وجود باجود اور بغیر ظہور
پرنور خاتم حقیقی کی پہونچی گو بذریعہ الہام ہی سہی کہ یہہ بھی ہم معنی وحی ہے نہ عین وحی بحق
انبیاء علم بعض امور میں جو از قبیل احکام اور عقاید نہ ہو نہ کہ پوری شریعت میں جو کہ من حیث العمل
والاعتقاد ہی مانند ما نحن فیہ کہ اسمیں پوری شریعت درکار ہی مگر اگر بفرض محال شرع قبول الہی کیلیا جاوی اول تو
ما نحن فیہ میں مفید نہیں کیونکہ ظاہر ہی السیاق فرض ہی لغو ہی کہ جس سے کار برہی نہ ہو اور مہملات الہام حقیقی کیونکر
بالفرض ہوا اور کیا ہی بات رہی بجز اتمام و اتہام حقیقی کے۔ پانچویں یہہ کہ تکرار شریعت تامہ کاملہ
کہ جسمیں سر مو بھی تغیر و تبدیل نہ ہو جو کہ مستلزم ہی استدراک کو اسی لئے خلاف سنت الہی ہے
جیسا کہ قولہ تعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا گذرا یا تو ارث شریعت جو مستوجب ہے نسبت
نسیان اور سہو اور غفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کے نعوذ باللہ منہا کہ موجب کفر

کہ اصول دین ہیں جنکو نظم قرآن شریف حامل ہے یہہ امور جو عبارت ہی پوری شریعت محمدیہ
سی بذریعہ الہام بجانب عام حاصل ہو کر اطمینان بخش اور تسلی وہ کہ قابل اعتقاد و عمل
قطعی ہو مشروع بشریعت الہی و مسنون بسنت اللہ ہرگز نہیں اور نزول و انزال کہ جو
لازمہ سی پوری شریعت کا کہ جسکا متکفل و ذمہ دار ملک ہی یعنی جبرئیل علم کہ جو قرار
داد عبارت دافع الوسواس بھی ہے واقع صفحہ ہشتم ہی کہ اوسکی وساطت ملک خصوص
جبرئیل معتبر کہی ہے اوسکی بھی خلاف ہوتا ہی اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہی۔ اور تیسرے
یہہ کہ یہہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ ہی کہ دربارہ انزال شریعت اور ارسال رسل یہہ
طریقہ باقی اور مسلوک نہیں ہوا ہی۔ قولہ تعالی سنت اللہ التی قد خلوا من قبل ولن
تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور قولہ تعالی ولن تجد لسنت اللہ تحویلا۔ اسکی سند سنی۔
چوتھی یہہ کہ شناعت اس امر کی از قبیل تنقیح ماط قبل از ذکر علاوہ بریں ہی در پردہ جو دعوی
خاتمیت مطلقہ کیا ہی نسبت ان خواتم ست کی کیا فایدہ پھر صاف ہی کہنا تھا اسلئے کہ گاہ
یہہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات با برکات ہی کہ جسکو خاتم حقیقی کر تعبیر کرتی ہو ما سر ہا
تما مہا بر منہا بہیئہ کذائی مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدون وجود باجود اور بغیر ظہور
پر نور خاتم حقیقی کی پہونچی گو بذریعہ الہام ہی سہی کہ یہہ بھی ہم معنی وحی ہے نہ عین وحی بحق
انبیاء علم بعض امور میں جو از قبیل احکام اور عقاید نہو نہ کہ پوری شریعت میں جو کہ من حیث العمل
والاعتقاد ہی مانند ما نحن فیہ کہ اسمیں پوری شریعت درکار ہی مگر اگر بفرض محال شریعت قبول الہی کیلئے جاوی اول تو
ما نحن فیہ میں مفید نہیں کہ ظاہر ہی ایسا فرض ہی لغو ہی کہ جس سے کار بر نہی اور دوم اگر ایسا ہو تو ہمیشہ ایسا ہو و مہملا الہام خاتم حقیقی کیوں کر کیا
جاتی ہا اور کیا ہی بات رہی بجز تمام و اتمام حقیقی کے۔ پانچویں یہہ کہ تکرار شریعت تامہ کاملہ
کہ جسمیں سر مو بھی تغیر و تبدیل نہو جو کہ مستلزم ہی استدراک کو اسی لئے خلاف سنت الہی ہے
جیسا کہ قولہ تعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا گذرا یا تو ارث و شریعت جو مستوجب ہے نسبت
نسیان اور سہو اور غفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کی نعوذ باللہ منہا کہ موجب کفر

قسطاس ششم

الی ماتحت الثری فیما اخفی ویا اخفی واللہ اعلم وعلمہ اتم ۔ قسطاس ششم اور عبارت معالم التنزیل
بغوی اور جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجھ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواتم ستہ کو
زور آوری محض ہے اسلئے کہ جائز ہی یہہ کہ تنزل امر حوکہ مفسر بوحی ہے بحق ایتہ ۔ اللہ
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن الایتہ من السماء السابعۃ الی الارض
السفلی ۔ نسبت ہماری خاتم حقیقی طبقہ اول کی ہو باین معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا
بعد نزول ہماری خاتم حقیقی ہر طبقہ ارض علیا پر تمامہ طبقات ستہ مین ممکن ہے بدون وجود خواتم
ستہ کی یہی حسبکو عبارت دافع الوسواس اور من بعد یہی نبی صاحب وحی قرار دیتی ہین باین معنی
کہ خواہ وحی امر دینی ہو خواہ وحی امور مستقبلہ ہو اور شق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول
عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر دینی کے جو تبعاً وطوعاً واقع ہوئی ہے جیسا کہ
پیشتر گذر چکا اور بتفصیل اسکی قسطاس سی وہشتم وقسطاس سی ونہم اور خاتمہ الکتاب مین بتحویل ہے

قسطاس ششم

قسطاس ششم اور ان خواتم ستہ کا جو ماقبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا
باین معنی کہ جبریل وحی بوساطت ملک نازل ہو خواہ وحی امر دینی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
ہو وہ نبی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ہشتم ہی اس باب اتباع شریعت محمدیہ
صلعم من حیث العمل قبل از نزول اوسکی ہماری خاتم النبیین صلعم طبقہ اولی پر مفید ہین کہ ظاہری
ورنہ تکرار شریعت یا توارد شریعت اور نیز الزام مالا یلزم خلاف مقتضای کریمہ وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا ۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شرایع خواتم
ستہ کو جو منافی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور توارد کہ جسکی ذیل مین الزام مالا یلزم مذکور ہی
متواری ہو سکتا ہی مستلزم ہی انتحاق ان خواتم ستہ کو نسبت منصب خاتمیت مطلقہ مستقلہ
کی جو کہ مستلزم ہی اقتضای مثلیت خواتم ستہ کو فی الجملہ نسبت خاتم النبیین صلعم خاتم حقیقی مسیلم النبوت
کی اسواسطے کہ ہر گاہ یہہ شریعت خاتمیت جو مخصوص تہی سراپا سناتہہ خاتم حقیقی کے اوسکی
تجاوز کیا طرف خواتم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور بر وجود ملزوم

قسطاس ہفتم

الی ما تحت الثرای فیا اسفی ویا لہفی واللہ اعلم وعلمہ اتم ۔ قسطاس ہفتم اور عبارت معالم التنزیل
بغوی اور جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجھ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواتم ستہ کو
زور آوری محض ہے اسلئے کہ جا نیزہی یہہ کہ تنزل امر جو کہ مفتقر بوحی ہے تحت ایتہ ۔ اللہ
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن الایتہ من السماء السابعۃ الی الارض
السفلی ۔ نسبت ہماری خاتم حقیقی طبقہ اول کی ہو باین معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا
بعد نزول ہماری خاتم حقیقی ہر طبقہ ارض علیا پر تمامہ طبقات ستہ مین ممکن ہے بدون وجود خواتم
ستہ کی بھی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس اور من معہ بھی نبی صاحب وحی قرار دیتی ہین باین معنی
کہ خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی امور مستقبلہ ہو اور شق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول
عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر و نہی کے جو تبعاً و طوعاً واقع ہوئی ہے جیسا کہ
پیشتر گذر چکا اور تفصیل اسکی قسطاس سی و ہشتم و قسطاس سی و نہم اور خاتمۃ الکتاب مین بنحو بل ہے

قسطاس ہشتم

قسطاس ہشتم اور ان خواتم ستہ کا جو ماقبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا
باین معنی کہ جبرئیل وحی بوساطت ملک نازل ہو خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
ہو وہ نبی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ہشتم ہی اس باب اتباع شریعت محمدیہ
صلعم من حیث العمل قبل از نزول اوسکی ہماری خاتم النبیین صلعم طبقہ اولی پر مفید نہین کہ ظاہری
ورنہ تکرار شریعت یا تواردشریعت اور نیز الزام مالا یلزم خلاف مقتضای کریمہ ۔ وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا ۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شرایع خواتم
ستہ کو جو منافی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور تواردکہ جسکی ذیل مین الزام مالا یلزم مذکور بھی
متواری ہو سکتا ہی مستلزم ہی استحقاق ان خواتم ستہ کو نسبت منصب خاتمیت مطلقہ مستقلہ
کی جو کہ مستلزم ہی اقتضای مثلیت خواتم ستہ کو فی الجملہ نسبت خاتم النبیین صلعم خاتم حقیقی مسیلمہ الہوت
کی اسواسطے کہ ہر گاہ یہہ شریعت خاتمیت جو مخصوص تہی سراپا سناتہہ خاتم حقیقی کے اوسکی
تجاوز کیا طرف خواتم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور بر وجود ملزوم

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل ادرسی بھی صادر ہوا ہی القصہ والحاصل یہ کلام بہر پہلو
باطل ہے اور لاطایل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہوتا ہی زائل ۔ اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خواجی امروہی ہو عبارت دافع الوسواس میں استظراداً ابھی ذیل مفہوم مردد
میں اور شق مقبول اس میں بھی فقرہ مذکور ہی خواہ وحی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہو فافہم ۔
بالفہم الاتم واللہ اعلم ۔ قسط اس ہم یہہ عبارت دافع الوسواس کہ اب سمجھا چاہی کہ
تعدد خواتم بحسب تعدد طبقات سی یہ نہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تاکہ اوسکی
محال ہونی کا عقلاً ونقلاً فتوی دیا جاوی اور نہ یہہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تا لازم
آوی کہ ختم نبوت آنحضرت صلعم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالث بھی محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم
حقیقی جملہ انبیا وجملہ طبقات کے ہوں اور ہر ہر طبقہ نحانیہ کی آخر خاتم اضافی بہ نسبت انبیا اپنی اپنی طبقہ کے
ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت سا تھہ خاتم الانبیاء کی ہی پس باوجود امکان اس صورت
کی مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کنبکیم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف دات علما ہی ۔ پس رہیہ جانا
چاہئی کہ فتوی دینی عقلاً عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہی یہ عبارت مذکور فضول ہی بلکہ ضروری
المنع ہی کہ جو منشار ہی ایسی مفاسد عدیدہ مستحیلہ کی لزوم کا جس سے ہرگز آیہ خاتمیت بلکہ تمام
ماہیت دین اسلام ہی جیسا کہ تمامی قساطیس میں یہی تذکرہ ہی پس وہ عمل کیا چاہئی جس سی تطبیق
اور توفیق درمیان آیہ خاتمیت اور اثر مذکور حسب پیروی تمام سلف صالح حاصل ہو جو کہ منہج
تمام قساطیس ہے اومختصر ایک امر ضروری یہاں بیان کرنا ہی وہ یہی کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خواتم ستہ بہ نسبت اپنی اپنی طبقات کی کچھہ ضرور نہیں در صورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم النبیین صلعم
کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہی سایر طبقات باقیہ کو اور محتاج اضافت نہیں کیونکہ یہ امر عقلی کچھہ
دین میں مفید نہیں بلکہ مضر ہی اسلئی کہ موجب شرکت نبوت میں ہی جو خلاف عقیدہ اسلام ہی قطع نظر
خاتمیت سی کہ امر لاحق ہی نفس نبوت کو اور خود شرکت ہی مستلزم ہی ہر ہی مطلب خاتمیت خاتم النبیین
صلعم کو جو نظر غایر اصل منشار خلاف عقیدہ اہل اسلام کا ہی برابر ہی شرکت حقیقی ہو یا شرکت

قسط اس ہم

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل اور سی بھی صادر ہوا ہی القصہ والحاصل یہ کلام ہر پہلو
باطل ہے اور لاطایل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہوتا ہی زائل ۔ اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خواہی نخواہی امر وہمی ہو عبارت دافع الوسواس میں استطراداً ہی ذیل مفہوم مردد
میں اور شئ مقبول از بہین بہ ہی فقرہ مذکور ہی خواہ وحی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہونا فہم
بالفہم الاتم واللہ اعلم ۔ قسطاس ۔ تہم یہ عبارت دافع الوسواس کہ اب سمجھا چاہی کہ
تعدد خواتم بحسب تعدد طبقات سی یہ نہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تاکہ اوسکی
محال ہونی کا عقلاً ونقلاً فتوی دیا جاوی اور نہ یہہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تاکہ لازم
آوی کہ ختم نبوت آنحضرت صلعم اضافی ہووے باطل بلکہ صورت ثالث بہی محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم
حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہوں اور ہر ہر طبقہ نخانیہ کی آخر خاتم اضافی بہ نسبت انبیاء اپنی اپنی طبقہ کے
ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت سے آنحضرت خاتم الانبیاء کی ہی پس باوجود امکان اس صورت
کی مطلق تعدد خواتم کو کہ حمایہ نبی کنیکم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف واقع علماء ہی ۔ پس اب یہہ جاننا
چاہئی کہ فتوی ذہبی عقلاً عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہی یہ عبارت مذکور فضول ہی بلکہ ضروری
المنع ہی کہ جو منشاء ہی ایسی ایسی مفاسد عدیدہ مستحیلہ کی لزوم کا جس سے بچنا یہ خاتمیت بلکہ تمام
ماہیت دین اسلام ہی جیسا کہ تمامی قسطاس میں یہ ہی تذکرہ ہی پس وہ عمل کیا چاہئی جس سی تطبیق
اور توفیق درمیان آیہ خاتمیت اور اثر مذکور حسب پیروی تمام سلف صالح حاصل ہو جو کہ مندرج
تمام قسطاس ہے اور مختصراً ایک امر ضروری یہاں بہی کہنا ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خواتم ستہ بہ نسبت اپنی اپنی طبقات کی کچھ ضرور نہیں بر صورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم النبیین صلعم
کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہی سایر طبقات باقیہ کو اور محتاج اضافت نہیں کیونکہ یہ امر عقلی کہ یہہ
دین میں مفید نہیں بلکہ مضری اسلئی کہ موجب شرکت غیر ہے ہی جو خلاف عقیدہ اسلام ہی قطع نظر
خاتمیت سی کہ امر لاحق ہی نفس نبوت کو اور خود شرکت ہی ملازم ہی بر ہی مطلب خاتمیت خاتم النبیین
صلعم کو جو نظر غایر اصل منشاء خلاف عقیدہ اہل اسلام کا ہی برابر ہی شرکت حقیقی ہو یا شرکت

قسطاس نہم

طبقہ علیا پر کتفا نکیا جاتا جسکی حق ہونیکی صحیح علما راسخین کا بنیا دنبی اسرائیل وارد ہی صریح اور اونکی
استعداد انضمام کا رنبوۃ پر اکتفا ہوتا نا لکہ فعلیت نبوۃ کا تذکرہ ہونا نا یقین ہے ہمکو یہ کہ جمیع
علماء اس طبقہ ارض علیا کی نسبت اس عقیدہ استعداد صدیق کی ساتھہ عدم فعلیت کی وہ اشتی
صدیق یعنی صدیق طبقہ ارض علیا کی موجب حدیث لوکان بعدی نبی لکان عمر متفق الکلمہ ہین
اور نتیجہ محکم الاستعداد لبلغت بالغ قوی ممتنع الفعلیۃ ہوا ہی ہر صورت یعنی حقیقۃً و اضافۃً
لہذا المنسبت ان صدیقین کے باوجود استعداد کامل کے جو نا بت ہی اسحدیث شریف سی
کہ خبر صریح ہی اور اثر سی ہر گونہ مرتبہ عالی ہیچے اطلاق نبی کا نہ بہ نسبت مورد خاص
حدیث مذکور یعنی حضرت عمرؓ پر نہ بہ نسبت مفہوم عام حدیث مذکور اور افراد امثال حضرت
عمرؓ پر متحقق پایا گیا اور مجموع اجماعی رہا پس یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا خلاف اجماع باطل ہی پس
فعلیۃ نبوۃ مذکورہ ہر گاہ باطل ہوئی تو خاتمیۃ حقیقیہ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہی قطعًا
بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقیہ بطریق اولی باطل علی ہذا القیاس حال نبوۃ و خاتمیۃ حقیقیہ و اضافیہ
طبقات سافلہ سمجھنا چاہئی ورنہ اختلاف حکم افراد نوع واحد متحد الحقیقۃ والماہیۃ فی انفسہا
فی نفس الخاصۃ الا زمۃ جو کہ سراسر باطل ہی لازم آتا ہی جو منشا ہی ترتب آثار مختلفہ کا
پس ظاہر ہو گیا خاتمیۃ تک تو کسیکو رسائی کہان جو امر لاحق ہی نبوۃ کو نفس نبوت تک
بھی سوائی استعداد کی بالغ کو ناہی دست درازی نہین ہو سکتی فافہم بالفہم الاتم اور یہہ دعوی کی
عبارت دافع الوسواس کا اور اوسکی ہم عقیدہ عبارات اہل رسایل کا باوجود امکان اس صورت
کے مطلق لتعدد خواتم کو جملہ فی کل ارض نبی کنیکم سی مستفادی باطل کہنا خلاف واقع
علماہی۔ اب خود باطل ہو گیا اسلیئی کہ استفادہ مطلب خاتمیۃ کا اثر مذکور سی ہا گر حکم
نہین کیونکہ اس جگہ مذکورہ اثر مذکور مین اثر لفظ خاتم بھی نہین جو منشا اس سوء فہمی کا اسرح
ہونا حالانکہ اس پر بھی بعض قسطاس مین استحالہ مبدا بھی ہین پس واضح ہوا کہ یہہ امر سوائی
ایک نتیجہ عقلیہ فکریہ روئیہ کی کہ جسکا منشا سوء فہمی ہے اور کچھہ نہین اور یہہ دعوی کی صریح

طبقہ علیا پر کتفا نکیا جاتا جسکی حق ہونیپر صحیح علماء اسی کا بنیاد نبی اسرائیل وارد ہی صریح اور اونکے
استعداد انتظام کار نبوۃ پر اکتفا نہوتا بلکہ فعلیت نبوۃ کا تذکرہ ہوتا بلکہ یقین ہے ہمکو یہ کہ جمیع
علماء اس طبقہ ارض علیا کی نسبت اس عقیدہ استعداد صدیق کی ساتھ عدم فعلیت کی وہ اسطرح
صدیق یعنی صدیق طبقہ ارض علیا کی بموجب حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر متفق الکلمہ ہیں
اور شئی محکم الاستعداد لعلت مانع قوی ممتنع الفعلیۃ ہوتا ہی ہر صورت یعنی حقیقۃً و اضافۃً
لہذا النسبت ان صدیقین کے باوجود استعداد کامل کے جو ثابت ہی اسحدیث شریف سی
کہ خبر مرفوع ہی اور اثر سی ہر گونہ مرتبہ عالی ہونیکے اطلاق نبی کا نہ بہ نسبت مورد خاص
حدیث مذکور یعنی حضرت عمرؓ نہ بہ نسبت مفہوم عام حدیث مذکور او افراد امثال حضرت
عمرؓ پر شرعًا پایا گیا اور ممنوع اجماعی رہا پس یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا خلاف اجماع باطل ہی پس
فعلیۃ نبوۃ مذکورہ ہرگاہ باطل ہوئی تو خاتمیۃ حقیقیہ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہی قطعًا
بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقیہ بطریق اول باطل علی ہذا القیاس حال نبوۃ و خاتمیۃ حقیقیہ و اضافیہ
طبقات سافلہ سمجھنا چاہئی ورنہ اختلاف حکم افراد نوع واحد متحد الحقیقۃ والماہیۃ فی ذاتہا
فی نفس الخاصۃ الآزمۃ جو کہ سراسر باطل ہی لازم آتا ہی جو منشا ہی ترتب آثار مختلفہ کا
پس ظاہر ہو گیا خاتمیہ تک تو کسیکو رسائی کہاں جو امر لاحق ہی نبوۃ کو نفس نبوت تک
بھی سوائی استعداد کی باغ کو ناہی دست دازی نہیں ہو سکتی فافہم بالفہم الاتم اور یہہ دعوی
عبارت دافع الوسواس کا اور اوسکی ہم عقیدہ عبارات اہل رسایل کا باوجود امکان اس صورت
کے مطلق لتعدد خواتم کو حملہ فی کمال ارض نبی کنیکم سی مستفادی باطل کہنا خلاف واب
علماء ہی۔ اب خود باطل ہو گیا اسلیئے کہ استفادہ مطلب خاتمیۃ کا اثر مذکور سی گر حکمت
نہیں کیونکہ اس جگہ مذکورہ اثر مذکور میں اثر لفظ خاتم ہی نہیں جو منشا اس سو فہمی کا اسرع
ہونا حالانکہ اس پر بھی بعض قسطاس مبین استحالہ بداہۃً ہی ہیں پس واضح ہوا کہ یہہ امر سوائی
ایک نتیجہ عقلیہ فکریہ رویۃ کی کہ جسکا منشا سوء فہمی ہے اور کچھ نہیں اور یہہ دعوی کی صریح

کا بھی خاتم اضافی ہونا نسبت اس طبقہ ارض عیسیا کی بدلالت عقل خارج ہونا چاہئی کیونکہ صریح
خواتمستہ کا لفظ نقل کرتی ہیں نہ لفظ شیخ کا پس لازم آیا تعین قرار دادہ مذکور یعنی عاردستہ یا
امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلم ہی اور یہ امر خود باطل ہی۔ اور بڑا تعجب تو یہ ہی کہ
عبارت واقع الوسواس او رمن مبتہ فہمی تعدد آدم اضافی کو طبقہ واحدہ میں تو منظور کریں اور تعدد
خاتم اضافی کو ایک طبقہ میں منظور کریں حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت ہی مانند
حضرت نوح علیہ السلام کے اور اجماع حجت شرعی ہی بالاتفاق ہی بجان البسر واللہ اعلم اور نیز جو جواب
او دس قاعدہ اینی کی کہ صریح لفظ پر جاؤ رکہتی ہیں او رتاویلات ضروریہ مقبول شرعیہ کو
جو حامی و رحافظ ہیں عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین ہیں ہیں مانند توجیہ او تاویل
سلف صالح کو نسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہیں پہر انصاف شرط کی کیا کچہہ زور
آوری او رستمی ہے۔ اور جانا چاہئی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین نے صلعم اپنی لقب
خاتمیہ کو صراحتاً و اشارتاً ما وراء النص قطعی آیہ خاتمیہ کی ظاہر کیا کیونکہ کہیں خواتمستہ سے
قطع نظر حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت تو لقب مذکور کا تذکرہ صراحۃً اشارۃً جو قریب
الصراحۃ ہوتا پایا جاتا اور وہ متلقی بالقبول ہوکر سلفاً و خلفاً کابراً عن کابر بطور اجماع
مانند لقب حضرت نوح ثم آدم ثانی او راضافی پایا جاتا مانند اوصاف عیسوی ع جو مصرح او ما وراء النص
اخبار و آثار میں مشتمل بحالات عیسوی قبل بعثت خاتمیہ محمدیہ او نیز بعد بعثتہ مذکور و خصوص جو کہ ظہور او لکا بعد
نزول از آسمان زبان برکت نشان حضرت مہدی علیہ السلام ہوگا ظاہر ہوتی۔ او قطع نظر
اس سے بموجب تحقیق عبارت واقع الوسواس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسی علیہ السلام طبقہ
ارض عیسا پر صادق نہیں آتا با وصف صدق تعریف خاتم اضافی کے اسلئے کہ نسبت خاتم
ستہ اضافی شرط تابعیت شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ لگائی ہی اور یہ نسبت حضرت
عیسوی نہیں پائی جاتی ہی زمانہ پیشتر بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم میں جو اصل وقت
صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہی کیونکہ وہ اوسوقت خود صاحب شریعت

کا بھی خاتم اضافی ہونا بالنسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلالت عقل خارج ہونا چاہئی کیونکہ صریح
خواتم ستہ کا لفظ نقل کرتی ہیں نہ لفظ شیخ کا پس لازم آیا تعیین قرار دادہ مذکور یعنی عدد ستہ یا
امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلم ہی اور یہ امر خود باطل ہی۔ اور بڑا تعجب یہ ہی کہ
عبارت دافع الوسواس او رمن بعد فمن تبعہ تعدد آدم اضافی کو طبقہ واحدہ میں تو منظور کریں اور تعدد
خاتم اضافی کو اسی طبقہ میں منظور کریں حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت ہی مانند
حضرت نوح علیہ السلام کے اور اجماع حجت شرعی ہی بالاتفاق ہی سبحان اللہ والحمد للہ علم اور نیز بموجب
اوسق قاعدہ اپنی کی کہ صریح لفظ پر جاؤ رکھتی ہیں اور تاویلات ضروریہ مقبولہ شرعیہ کو
جو حامی و رحافظ ہیں عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین ہیں ہیں مانند توجیہ اور تاویل
سلف صالح کو نسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہیں پھر انصاف شرط ہی کیا کچھ زور
آوری او رستمی ہے۔ اور جانا چاہئی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین نے صلعم اپنی لقب
خاتمیہ کو صراحتاً و اشارتاً ماوراء النص قطعی آیہ خاتمیہ کا ظاہر کیا کبھی تو کہیں خواتم ستہ سے
قطع نظر حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت تو لقب مذکور کا تذکرہ صراحتہً اشارۃً جو قریب
الصراحۃ ہوتا یا جاتا اور وہ متلقی بالقبول ہو کر سلفاً و خلفاً کابراً عن کابر بطور اجماع
مانند لقب حضرت نوح ع آدم ثانی او راضافی یا جاتا مانند اوصاف عیسوی ع جو مصرح او بادہ بالنصوص
اخبار و آثار ہیں مشتمل بر حالات عیسوی قبل بعثت خاتمیہ محمدیہ اور نیز بعد بعثتہ مذکورہ خصوص جو کہ ظہور اولی کا بعد
نزول از آسمان زمان برکت نشان حضرت مہدی علیہ السلام ہوگا ظاہر ہوتی۔ اور قطع نظر
اس سے بموجب تحقیق عبارت دافع الوسواس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسی علیہ السلام طبقہ
ارض علیا پر صادق نہیں آتا با وصف صدق تعریف خاتم اضافی کے اسلئے کہ نسبت خاتم
ستہ اضافی شرط تابعیت شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ لگائی ہی اور یہ نسبت حضرت
عیسوی نہیں پائی جاتی ہی زمانہ پیشتر بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم میں جو اصل وقت
صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہی کیونکہ وہ اوسوقت خود صاحب شریعت

لازم آتی ہی جس کے سبب سے وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلئے کہ وفات مذکور قاطع شرکت
نہی اور نزول مذکور بھی مورث شرکت نہیں اور مطمع نظر ہمیں جب شرط تالیہ خاتم اضافی واسطے
شریعت محمدیہ خاتمیہ حقیقیہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسی علیہ السلام خاتم
اضافی نہیں ہو سکتی تکلم فوتا شرط مذکور جو مستتبع ہی فوت مشروط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہی اور کوئی خاتم اضافی احدیں خاتم حقیقی کے نہیں
ہو سکتا فافہم۔ اور علاوہ بریں یہ بھی قطع نظر ان استحالوں مذکورہ کی بصورت خاتمیت
اضافیہ بشق متعین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم بمقتضا شرط مذکورہ یعنی تالیہ
خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالہ تداخل شریعتین مستقلین بھی لازم
آتا ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت نبی آخر الزمان
خاتم حقیقی صلعم کے مستقل الشریعۃ قائم الشریعۃ نبی اور یہہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ
ہے بقولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا بخلاف
حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون نبی تھے صاحب شریعت مستقل
نہ تھے تابع شریعت موسوی تھے بموجب قولہ تعالی واشرکہ فی امری مراد نفس نبوت
ہی اور انضمام کار احکام نبوۃ نہ استقلال فی الشریعۃ جو عبارت ہی عطا کتاب توراۃ
سے اور تفویض اوسکی سی لیس نبوت انبیاء سابقین مقطوع الشرکۃ نہ تھی بخلاف
ہماری حضرت خاتم النبیین صلعم کے نبوۃ کی نہ کوئی نبی من حیث النبوۃ نہ حضرت
ہارون کے شریک فی انضمام احکام شریعت تھا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تھا نزول
حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام باوصف نبی ہونی کی یہہ دونوں امر ہرگز نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مدار
کار شرکت مذکورہ کا نیا نبی ہونا ہی زمان خاتم النبیین صلعم میں جو روز قیامت تک قائم رہیگی
ہی نہ پہلا نبی باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی جو کہ موقوف ہیں اس باب میں

لازم آتی ہی جس کے سبب سے وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلئے کہ وفات مذکور قاطع شرکت
نہی اور نزول مذکور بھی مورث شرکت نہیں اور مطمع نظر ہمیں جب شرط تالیہ خاتم اضافی واسطے
شریعت محمدیہ خاتمیہ حقیقیہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسی علیہ السلام خاتم
اضافی نہیں ہوسکتی بحکم فوت شرط مذکور جو مستتبع ہی فوت مشروط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہی اور کوئی خاتم اضافی بعد بین خاتم حقیقی کے نہیں
ہوسکتا فافہم۔ اور علاوہ برین یہ بھی قطع نظر ان استحالون مذکورہ کی بصورت ثبوت حیات
اضافیہ بنسبق متعین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم بمقتضا شریعت مذکورہ یعنی تالیہ
خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالہ تداخل شریعتین مستقلین بھی لازم
آتا ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت نبی اخر الزمان
خاتم حقیقی صلعم کے مستقل الشریعۃ قائم الشریعۃ نبی اور یہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ
ہے بقولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا بخلاف
حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون نبی تھے مگر شریعت مستقل
نہ تھی تابع شریعت موسوی تھی بموجب قولہ تعالی واشرکہ فی امری مراد نفس نبوت
ہی اور انضمام کار احکام نبوۃ نہ استقلال فی الشریعۃ جو عبارت ہی عطا کتاب توراۃ
سے اور تفویض اوسکی سی پس نبوت انبیاء سابقین مقطوع الشرکۃ تھی بخلاف
ہماری حضرت خاتم النبیین صلعم کے نبوۃ کی نہ کوئی نبی من حیث النبوۃ بطور حضرت
ہارون کے شریک فی انضمام احکام شریعت تھا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تھا نزول
حضرت عیسی علیہ السلام سے باوصف نبی ہونی کی یہ دونون امر ہرگز نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مدار
کار شرکت مذکورہ کا نیا نبی ہونا ہی زمان خاتم النبیین صلعم میں جو روز قیامت تک قیام ساعت
ہی نہ پہلا نبی باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ یا مثل حضرت عیسی کی جو کہ مقدم تھا اس باب میں از

تشریف رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب معمول حل مشکلات ایمانیہ مرسلہ عرض کیا
کہ درباره ایمان فضہ کیا عقیدہ چاہیئی ارشاد ہوا کہ از مسئلہ امامت دریابند۔
حسب وحالت فرد ہوئی تو بعد حوض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رفضہ کا مذہب
عصمت امامت ہی اعنی امام معصوم ہوتا ہی اور عصمت خاصہ لازمہ ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا اور نبوت منقطع اور ہم سوچکی نہیں تو ہوتی زیر پردہ نبوت کا نبی ہوتا
آئمہ کی اور یہ عقیدہ کفر ہی۔ پس جانا چاہیئی کہ شرکت فی النبوۃ لازم آئی اور خاتمیت
کا برباد ہونا بھی لازم آیا کہ ظاہر ہی پس اس عقیدہ سی غالباً کوئی فرقہ شیعہ خالی نہوگا
اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول راجح تمہید
ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ تو بسبب بعض فرقہ شیعہ ہی ثابت ہوتی ہی۔ پس اب خیال
مطلب آرہی ہیں قسم قوال کہ اگر بعد ہیں آنحضرت صلعم کے کوئی نبی آوی یعنی نیا نبی
بلکہ لاکھوں آویں لاکھوں نبیوں ہیں تو وہ بھی موجب اخلاش رونق نبوۃ محمدیہ نہوگی
نہ باعث منقصہ بالضرور چھوڑنا چاہیئی اسلئی کہ حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ مجاہد زمان
نبوت آنحضرت صلعم ہی زمان حیات شریف وہم زمان وفات منیف اور ظاہر ہی کہ حضرت مرتضوی خاک پا ہیں
مدعیان نبوت سا ونکی کے اگر ہوتی تو اقبل بعثت ہوتی تو اسکی اکثر شیعہ بھی قابل نہیں اسواسطی کہ مدعی اوسکے
نبوت کی بطور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ ہیں معاذ اور بعض مدعی اصالت نبوۃ اونکے ہیں مگر تہمت غضب کہتے
ہیں یا حامل وحی جبرئیل علیہ السلام کی سہو کی قابل ہیں تو یہہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے۔ الحاصل
ہم اہل سنت وجماعت کی نزدیک تو ہر پہلو مجامع زمان نبوت ہیں پس ہرگونہ انتفاء
شرکت اور اہمیہ ودرایتہ ومکاشفۃ ثابت ہوکر واضح ہوگیا خصوص قلم شیخ الشیوخ اور
استاذ الاساتذہ کی تقریر وتحریر سی بھی جیسا کہ ابھی گذرا۔ الحذر الحذر۔

قسطاس دہم خاتمیہ خالصہ بلا وجہ مشترک ہوئی جاتی ہی کہ جو بنصوص قطعیہ علی الاطلاق
خالص ثابت ہی۔ **قولہ تعالی** ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم

قسطاس دہم

حضرت رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب معمول حل مشکلات امر دینی عرض کیا
کہ درباره ایمان مفصل کیا عقیدہ چاہئی ارشاد ہوا کہ از مسئلہ امامت در یابند۔
حسب وحالت فرد ہوئی توضیح بعد خوض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رفضہ کا مذہب
عصمت امامت ہی یعنی امام معصوم ہوتا ہی اور عصمت خاصہ لازمہ ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا اور نبوت منقطع اور ختم ہو چکی نہیں تو وحی زیر پردہ نبوت کا ہی ثابت
آئمہ کی اور یہ عقیدہ کفر ہی۔ پس جانا چاہئی کہ شرکت فی النبوۃ لازم آئی اور خاتمیت
کا برباد ہونا بھی لازم آیا کہ ظاہر ہی پس اس عقیدہ سی غالبًا کوئی فرقہ شیعہ خالی نہوگا
اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول رالج تمہید
ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ تو بنسبت بعض فرقہ شیعہ ہی ثابت ہوتی ہی۔ پس اب خیال
مطلب آری بدین قسم قوال کہ اگر بعد نبی آخر صلعم کے کوئی نبی آوی یعنی نیا نبی
بلکہ لاکھوں آویں لاکھوں نبیوں ہیں تو وہ بھی موجب افزایش رونق نبوۃ محمدیہ ہونگے
نہ باعث منقصہ بالضرور چھوڑنا چاہئی اسلئی کہ حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ مجامع زمان
نبوت آنحضرت صلعم ہی زمان حیات شریف وہم زمان وفات منیف اور ظاہر ہی کہ حضرت مرتضوی نفس خاک پا ان
مدعیان نبوت تازہ کے اگر نبی ہوتی تو قابل بعثت ہوتی تو اسکی اکثر شیعہ بھی قایل نہیں اسواسطے کہ مدعی اونکے
نبوت کی بطور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ ہیں مگا اور بعض مدعی اصالت نبوۃ اونکی کے ہیں مگر تہمت غضب کہتے
ہیں یا حامل وحی جبرئیل عم کی سہو کی قایل ہیں تو یہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے۔ الحاصل
ہم اہل سنت وجماعت کی تردید تو ہر پہلو مجامع زمان نبوت ہیں پس ہر گونہ انتفاء
شرکت اوہمیہ ودرایتہ ومکاشفۃً ثابت ہوکر واضح ہوگیا خصوص قلم شیخ الشیوخ اور
استاذ الاساتذہ کی تقریر وتحریر ہی جیسا کہ ابھی گذرا۔ الحذر الحذر۔

قسطاس دہم خاتمیہ خالصہ بلا وجہ مشترک ہوئی جاتی ہی کہ جو بنصوص قطعیہ علی الاطلاق
خالص ثابت ہی۔ **قولہ تعالی** ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم

قسطاس دہم

کہ جسطرح سلسلہ نبوت اس طبقہ مین واسطی ہدایت سکان ہذا کی تیار ہوا اوسیطرح ہر ہر طبقہ
مین سلسلہ نبوۃ واسطی ہدایت وہان کی سکان کی تیار ہوا اور چونکہ لاتناہی سلسلہ کا
باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھہ مشابہ
کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھہ تشبیہ دیا گیا — اور
علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیرہوین مین دافع الوسواس کے یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس رض
سی وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضرور
ہی بنا علیہ مینی خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی — اول تو جانا چاہئی کہ عبارت
دافع الوسواس خود منصف ہی کہ لفظ تشبیہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جو مشابہ ہی ساتھہ آدم کی
وہ شریک وصف نبوۃ حضرت آدم نہین بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھہ اس وصف مذکور
کی علی ہذا القیاس وہ شخص جو مشابہ خاتم ہی وہ خاتم نہین مشابہ ہی وہ خاتمیہ کی علی ہذا القیاس
حال اوسط مانند انوار وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موافق
توجیہ سلف صالح کہ وہ ہادی غیر نبی ہین مشابہ ان انبیاء مذکور اثر مذکور کی اور مراد مشابہت
خاتمیہ سی ہدایت عامہ تامہ سابقہ شاملہ فافہم — اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ لفظ مشابہ سے
یہہ معنی مراد نہین بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی مین مشابہت ہی جو حاکی ہر لفظ بدایت اور وسط
اور نہایہ اور ختم سی پس ایسا لفظ موہم استعمال نکرنا چاہئی ماورا اسکی وہ استحالہ جو
قایم کئی گئی ہین وہ تو موجود ہین — پس ایک صرف نتیجہ فکر معقولی عبارت دافع الوسواس سے
لاغیر کہ جس سے کیا کچھہ قبوح پیش آئین اور عبارت مذکور کسقدر لنشانہ نیز بلبیات استحالجات
شرعیہ وعقلیہ ہوئی جیسا کہ آیندہ مستطاب سو نخلین مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہئی — اور حالانکہ
صفحہ اکلیس دافع الوسواس مین یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اوسکی یعنی بعثت نبویہ محمدیہ صلعم
کے ساتھہ خلق اور سکان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھہ اس طبقہ کی جرات تخصیص پر نہین ہو سکتی

کہ جسطرح سلسلہ نبوت اس طبقہ بین واسطی ہدایت سکان ہذا کی تیار ہوا اوسیطرح ہر ہر طبقہ
بین سلسلہ نبوۃ واسطی ہدایت دنیا ان کی سکان کی تیار ہوا اور چونکہ لانہایہ سلسلہ کا
باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ بین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھہ مشابہ
کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھہ تشبیہہ دیا گیا — اور
علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیرہوین بین دافع الوسواس کے یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس رض
سی وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ بین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضرور
ہی بنا علیہ بینی خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کی — اول تو جانا چاہئی کہ عبارت
دافع الوسواس خود منصف ہی کہ لفظ تشبیہہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جو مشابہہ ہی ساتھہ آدم کی
وہ شریک وصف نبوۃ حضرت آدم نہین بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھہ اس وصف مذکور
کی علی ہذا القیاس وہ شخص جو مشابہہ خاتم ہی وہ خاتم نہین مشابہہ ہی وہ خاتمیت کی علی ہذا القیاس
حال اوسط مانند انوار وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موافق
توجیہہ سلف صالح کہ وہ ہادی غیر نبی ہین مشابہہ ان انبیاء مذکورانہ مذکور کی اور مراد بمشابہت
خاتمیہ سی ہدایت عامہ تامہ مساویہ شاملہ فافہم — اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ لفظ مشابہہ سے
یہہ معنی مراد نہین بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی بین مشابہت ہی جو حاکی ہو لفظ بدایت اور وسط
اور نہایہ اور ختم سی پس ایسا لفظ موہم استعمال نکرنا چاہئی ماورا اسکی وہ استحالہ جو
قایم کی گئی ہین وہ تو موجود ہین — پس ایک صرف نتیجہ فکر معقولی عبارت دافع الوسواس کی
لاغیر کہ جس سے کیا کچھہ قبوح پیش آئین اور عبارت مذکور کسقدر نشانہ تیر بلیات استحالات
شرعیہ وعقلیہ ہوئی جیسا کہ آئندہ مستطاب سوچنے بین مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہئی — اور حالانکہ
صفحہ اکیس دافع الوسواس بین یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اوسکی یعنی بعثت نبوۃ محمدیہ صلعم
کے ساتھہ خلق اور سکان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبوتیہ پر ساتھہ اس طبقہ کی جرات تخصیص پر نہین ہو سکتی

اضیا قوم پر قول ابن حاجب کو جو اعتراض منقلب ہو جاتی ہا بیت شرط اور جزا کی وارد
ہوتا تہا اور خواہ مخواہ متاخر ہونا ساتھہ خذ علتہ اور معلول کے ہوتا تہا لضرورۃ حفاظت
مذہب ابن حاجب جو مذہب کہ مختار اور مستحسن قوم متاخرین ہی ہا بنظور کہ پہر
کلمہ لو موضوع ہے واسطی دلالت کی اوپر انتفا جزا کی خارج مین بسبب انتفا شرط
حالانکہ میری نزدیک یہہ قاعدہ ابن حاجب مخدوش ہے اسلیئی کہ پہر مستلزم ہی شرط ہی اور
پہر عدم وجود مستلزم مین ہی تو کوئی سلسلہ ممکنات مین موثر ہونا چاہیی قطع نظر ازین پس
مانحن فیہ یعنی آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیۃ اور امثال اسکی ۔ ولو شاء ربک لہدی
الجمعین ۔ ولو شئنا لرفعناہ بہا ۔ ولو شئنا لاتینا کل نفس ہداہا ۔ اور آیات قرانی
جو تحت کلمہ لو بصیغہ ماضی واقع ہین کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح سی مستغنی اور
شستہ و رفتہ ہین اسلیئی کہ مانحن فیہ مین یعنی لبعثنا فی کل قریۃ مین کسی نذیر کو کہ صرف
مشیت الہی جلت عظمتہ وکلت قدرتہ حقیقۃً ومجازاً حالاً ومآلاً بجمیع وجوہ ایک ہی سبب
کیا بلکہ علت تامہ موثرہ ہی بخلاف اور بعض مشیات کی جسمین دخل صنع مخلوق بہی بعالم اسباب
ہی وجود خارجی جس مین بنظر مجاز فراہمی تعدد اسباب عارضی منظون ہی کہ جنکی واسطی ضرور
قاعدہ کلیہ مذکورہ مصلحی ہو پس یہان یہ کلمہ لو موضوع ہی واسطی امتناع جزا کی یعنی لبعثنہ نکو
کی بسبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی جلت الآرہ پس حکمت بالغہ حکیم علیم دانا بختہ کار مفضل
مقام کی محض تفضیلاً واکراماً بلا انضمام داعیہ کسی غرض مشعر عجز و التجا و یا رفع قلق و خراش
نالاش از قسم علل جو باعث ہوتی ہین رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ امر منتفع بہا مانند اغراض
دنیہ مشعر امارات عجز اور آفات حدوث ہین مثلاً رحم ناقص صاد مخلوق سی کہ
منشار اوسکا رفع خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی جہربانی کا تا وقتیکہ رفع ہو قلق
اور تالاش عاجزانہ باقی رہی پس ذات پاک جلشانہ پاک ہی ایسی امور سی کیونکہ افعال
اور تاثیرات اوسکی معلول العلل نہین ہین اور نہ عبث اور نہ لغو اور نہ سفہ اور نہ فضول

اختیار قوم پر قول ابن حاجب کو جو اعتراض منقلب ہو جانی ہائیت شرط اور جزا کی وارد
ہوتا تہا اور خواہ مخواہ معتذر ہونا ساتہہ عذر علتہ اور معلول کے ہوتا تہا بضرورۃ حفاظت
مذہب ابن حاجب جو مذہب کہ مختار اور مستحسن قوم متاخرین ہی ہا بنظور کہ یہہ
کلمہ تو موضوع ہے واسطے دلالت کی اوپر انتفا جزا کی خارج مین بسبب انتفا شرط
حالانکہ میری نزدیک یہہ قاعدہ ابن حاجب مخدوش ہے اسلیئے کہ پہر مسبب ہی شرط ہی اور
پہر عدم وجود مسبب مین ہی تو کوئی سلسلہ حکمتہا مین ہوتر ہونا چاہیئے قطع نظر ازین لیس
مانحن فیہ یعنی آیتہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریتہ نذیرا الآیتہ اور امثال اسکی ۔ ولو شاء ربکم
لامنکم ۔ ولو شئنا لرفعناہ بہا ۔ ولو شئنا لاتینا کل نفس ہداہا ۔ اور آیات قرانی
جو تحت کلمہ لو بصیغہ ماضی واقع ہین کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح ہی مستغنی اور
شستہ رفتہ ہین اسلیئے کہ مانحن فیہ مین یعنی لبعثنا فی کل قریتہ مین کسی نذیر کو کہ صرف
مشیت الہی جلت عظمتہ وکمال قدرتہ حقیقتہ ومجازا حالا ومآلا بجمیع وجوہ ایک ہی سبب
کیا بلکہ علت تامہ موثرہ ہی بخلاف اور بعض مشیات کی جسمین دخل صنع مخلوق بہی بعالم اسباب
ہی وجود خارجی جس مین بنظر مجاز فراہمی تعدد اسباب عارضی مظنون ہی کہ جنکی واسطے ضرورت
قاعدہ کلیہ مذکورہ مصلحہ کی ہو لیس یہان یہ کلمہ موضوع ہی واسطے امتناع جزا کی یعنی لبعثنہ نذیرا
کی بسبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی جلت الآرہ لیس حکمت بالغہ حکیم علیم دانا بجنتہ کا مقتضا
مقام کی محض تفضیلا واکراما بلا انضمام داعیہ کسی غرض مشعر عجز واحتیاج یا رفع خلق وخرابی
نالائش از قسم علل جو باعث وجود ہین رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ اور منتفع بہا مانند اغراض
دنیویہ مشعر امارات عجز اور امارات حدوث ہین مثلا رحم ناقص صاد مخلوق جسی کہ
منشار اوسکا رفع خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی جہربانی کا تا وقتیکہ رفع نہوا قلق
اور تالائش عاجزانہ باقی رہی پس ذات پاک جلشانہ پاک ہی ایسی امور سی کیونکر افعال
اور تاثیرات اوسکی معلول العلل نہین ہین اور نہ عبث اور نہ لغو اور نہ سفہ اور نہ فضول

تجھکو حاصل ہی اور یہ طریق تجھہ سی مشتبہ امثال تیری کی ساتھہ نسبت بعض انبیاء پیشین
سابقین خصوص بعض مرسلین کاملین جسپر خواست اونکی مسلوک ہوا مانند حضرت
موسی کلیم اللہ کی ہماری درگاہ عالیجاہ سی عطا ہوا کہ جس سے آیہ رب اشرح لی صدری
ویسرلی امری واحلل عقدہ من لسانی یفقھوا قولی سو اجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی
اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیہ حکایت صریح کرتی ہی علی ہذا القیاس
واخی ھارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون اور
نیز ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ھارون ۔ و نیز وھبنا لہ من رحمتنا اخاہ
ھارون نبیا ۔ اور تجھکو بلا درخواست تیری الم نشرح لک صدرک تا آخر سورہ عنایت
ہوا اور نتیجہ ان درخواست ہای موسوی یہ ہوا کہ ہم ہر دو برادر باہم ہو کر تیری ذکر اور
تسبیح مین مشغول ہونگی اور نتیجہ اس رتبہ عالی کا جو بیدرخواست ملا یہ ہوا کہ جسوقت تو
فارغ ہو تبلیغ احکام سی پس رنج کھینچ یعنی عبادت مین مشغول ہو اور پھر وہ ہمہ تاثیر فیضانی سی ہی اپنے
متخیلہ متبرکہ کو خالی کرنی سی ورزش کا حکم ہوا اور نیز منقطع ہونی کا جانب اپنی بالانقطاع کلی
ساتھہ قاعدہ حصر کی راغب بہنی کی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغب ۔ جو کہ
ہم معنی ہے وتبتل الیہ تبتیلا کما ۔ بین لفظ وتارہ از کجاست تا بکجا ۔ فسوف تری
اذا انکشف لک الغبار الحق رجلیک فرس اھم حمار مگر تخفیف تحمل اعباء رسالت اور بھی
اوسکی کی اور مشاق تبلیغ موعظت کہ فی الجملہ دلالت کرتی تھی اور نیز غیرت عظم وشان کے
مگر باہم لوہی شرکت منصب فراہم حال تھی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ اکتناہ کنہ اوسکی سے
عقول قاصر الدرک قاصر اور عاجز ہین مقتضی ہوئی کہ فیما بین ان دونون مراتب کی اسطرح پر تطبیق فرمای
گئی کہ نبوت خالصہ اور رسالت مخلصہ خصوص خاتمیہ مطلقہ جو معرا اور مبرا ہی جمیع آفات نسب
اور اضافات سی جو رتبہ عالی ہی وہ خزانہ مخزون غیبی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سی تجھکو عنایت
ہوا اور صورت تحمل اعباء رسالت بھی مابین بشکل خوشنما باندھی گئی کہ اوسکی حامل اور حافظ

تجھکو حاصل تھی اور یہ طریق تجھہ سی پیشتر امثال سابقہ کی نسبت بعض انبیا پر پیشتر
سابقین خصوص بعض مرسلین کاملین حسب درخواست اونکی مسلوک ہوا مانند حضرت
موسی کلیم اللہ کی ہماری درگاہ عالیجاہ سی عطا ہوا کہ جس سے آیہ رب اشرح لی صدری
ویسر لی امری واحلل عقدہ من لسانی یفقھوا قولی سو اجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی
اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیہ۔ حکایت صریح کرتی ہی علی ہذا القیاس
واخی ھارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون سو اور
نیز ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ھارون۔ و نیز وھیلانہ من رحمتنا اخاہ
ھارون نبیا۔ اور تجکو بلا درخواست تیری الم نشرح لک صدرک تا آخر سورہ عنایت
ہوا اور نتیجہ ان درخواست ہای موسوی یہ ہوا کہ ہم ہردو برادر باہم ہوکر تیری ذکر اور
تسبیح مین مشغول ہونگی اور نتیجہ اس رحمت عالی کا جو بلا درخواست تلا یہ ہوا کہ جسوقت تو
فارغ ہو تبلیغ احکام سی اس رنج کہ نیچ اجی عبادت مین مشغول ہوا اور ہر دو ہمہ تیرے خیال سی ہی اپنے
متخیلہ متبرکہ کو خالی کرنی سی و رزش کا حکم ہوا اور نیز منقطع ہونی کا جانب اپنی بالقطاع کلی
ساتھہ قاعدہ حصر کی راغب بہنی کی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغب۔ جو کہ
ہم معنی ہے وتبتل الیہ تبتیلا کا ۵ بیین لفاوتہ از کجاست تا بکجا ۵ فسوف تری
اذا انکشف لک الغبار الخ رجلیک فرس اھم حمار مگر تخفیف تحمل اعباء رسالت اور بوجھہ
اوسکی کی اور مشاق تبلیغ موعظت کہ فی الجملہ دلالت کرتی تھی اور پر قدری عظم وشان کے
مگر باہم بوی شرکت منصب فراہم حال تھی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ اکتناہ کنہ اوسکی سے
عقول قاصر الدرک قاطر و عاجز ہین مقتضی ہوئی کہ فیما بین ان دونون مراتب کی اسطرح پر تطبیق فرمای
گئی کہ نبوت خالصہ و رسالت مخلصہ خصوص خاتمیہ مطلقہ جو معرا اور مبرا ہی جمیع آفات نسب
و اضافات سی جو رتبہ عالی ہی وہ خزانہ مخزون غیبی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سی تجھکو عنایت
ہوا اور صورت تحمل اعباء رسالت بھی بدین شکل خوشنما باندھی گئی کہ اوسکی حامل اور حافظ

اگرچہ اور ایسی مسئلہ قابل ایراد ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہیں ہے ای حشو کلام اور سخنان لایعنی
رسم آشام اور کچھ نہیں گذرا ہم باہم پیرایہ سخن اور کسوت کلام میں آئی لہذا ہر کلامی را
جوابی است اور از انجملہ یہ ہے کہ اسکی تجویز فرمائی ساتھ ایک نبی اولوالعزم یعنی حضرت
عیسی علیہ السلام کی آخر زمان میں ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتھ اتباع اکمل
شریعت غرا اور ملت بیضا سمحا سہلیہ یسیرہ کی بعد نسخ شریعت اوسکی کے بدون نسخ
مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اوسکی کی ساتھ اتفاق رسم واسم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
نبوت من حیث الاتباع والعمل باعتبار ما کان جو سابق میں تھی واسطی اظہار مرتبہ نبوت
اور رسالت اور نیز خاتمیہ بدون نبی اور بغیر استظہار کسی اور شریعت کی اور اور نبوت
کی استقدر مضبوطی اور احکام متین آب وتاب فرمائی کہ بایدو شاید کہ جسکا خود
اعتراف حضرت عیسوی شاہد عدل ہی نسبت انکار کی امامت کرانی سی ہنگام
طلب امامت صلوٰۃ مسجد اقصی میں وقت عصر بمجرد رونق افروزی منارہ شرقی پر میں چہرو دمشق
یعنی دو کپڑہ سفید یا زرد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے حلہ عبارت ہی اتیاب جاوے
اور ایک ازار یعنی تہ بند اور پر موندی و فرشتوں کی اور پھر طلب کرنگی واسطے اوتنی کی صحن مسجد
مذکور میں زینہ کو خیر لعد الاتی والاتیا مسلم رکھنا حضرت عیسوی علیہ السلام کا امامت
صغری کو اور پر مہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابت اور
نیز امامت کبری کا بھی مسلم رکھنا نسبت اونکی ثابت بدین لفظ کہ میں تو واسطہ قتل
دجال لعین آیا ہوں تم بعض ہمارا امام ہی اور بعض کے اور نیز طلب کرنا ساز وسامان
اسی قسم کا سلیف وسنان اور نہ مشغول ہونا اکثر طرف اہتمام اور احکام شرایع کے
امور تعبدی کیا اور امور تسلطی کیا اور امور معاشیہ کیا اور معادیہ کیا تا نسبت حضرت
مہدی علیہ السلام اور پھر بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتظام کا نسبت
پوری شریعت محمدیہ ملت سمحا بیضا احمدیہ کی علی سبیل الاتباع کہ مرتبہ نیابت ونیابتیہ

اگرچہ اور ایسی مسئلہ قابل ایراد ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہیں سوائے حشو کلام اور بخشان وقت اور
رسم آشام اور کچھ نہیں مگر باہم بیر ایسخن اور کسوت کلام میں آئی لہذا ہر کلام کی
جوابی است اور از انجملہ پہر بائید اسکی تحریر فرمائی ساتھہ ایک نبی اولوالعزم یعنی حضرت
عیسی علیہ السلام کی آخر زمان میں ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتھہ اتباع اسکی
شریعت غرا اور ملت بیضا سمحا سہلہ لیسیرہ کی بعد نسخ شریعت اوسکی کے بدون نسخ
مرتبہ نبوت سابقہ فدیہ اوسکی کی ساتھہ القبار رسم واسم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
نبوت من حیث الاتباع والعمل باعتبار ما کان جو سابق میں تھی واسطی اظہار مرتبہ نبوت
اور رسالت اور نیز خاتمیت بدون نبی اور بغیر استظہار کسی اور شریعت کی اور اور نبوت
کی استفدر مضبوطی اور احکام بدین آب وتاب فرمائی کہ بایدو شاید کہ جسکا خود
اعتراف حضرت عیسوی شاہد عدل ہی نسبت انکار کی امامت کرانی سی ہنگام
طلب امامت صلوۃ مسجد اقصی میں وقت عصر بحرو رونق افروزی منارہ شرقی پر بین صہرو ذبین
یعنی دو کپڑہ سفید یا زرد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے حلہ عبارت ہی ایک چادر
اور ایک ازار یعنی تہبند اور پر موڈہی دو فرشتو کی اور پھر طلب کرنیگی اسطرح اسی کی صحن مسجد
مذکور میں زینہ کو خیر لعد اللتی والتیا مسلم رکھنا حضرت عیسوی علیہ السلام کا امامت
صغری کو اور پر مہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابت اور
نیز امامت کبری کا بھی مسلم رکھنا نسبت اونکی ثابت بدین لفظ کہ میں تو واسطہ قتل
دجال لعین آیا ہوں بعض تمہارا امام ہی اور بعض کے اور نیز طلب کرنا سازوسامان
اسی قسم کا سلیف وسنان اور نہ مشغول ہونا اکثر طرف اہتمام اور احکام شرایع کے
امور تعبدی کیا اور امور تسلطی کیا اور اسور معاشیہ کیا اور معادیہ کیا تا زیست حضرت
مہدی علیہ السلام اور پھر بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتہام کا نسبت
پوری شریعت محمدیہ ملت سمحا بیضا احمدیہ کے علی سبیل الاتباع کہ مرتبہ نیابت ونیابتہ

اوسکی نسبت بھی کچھ ایسا ہی ارشاد ہوا اور عذ عمر شریف شیر خوارگی صاحبزادہ کا دربارہ تجویز
نبوت کی نسبت اونکی بدلیل ثبوت نبوۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں تفصیل ہی
قولہ تعالیٰ تکلم الناس فی المھد صبیا وکھلا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب الایۃ پس
ظاہر ہوا کہ نہ کوئی نبیا ہی آپ کا ہمعصر ہے یعنی زمان حیات شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات
شریف کی پس ایراد لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں واسطے قطع شبہ شاذ واہمہ وجود نبوت
جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بظاہر زیادہ مخل خاتمیت ہی گو جیہ
وجود نبی مذکور ہمعصر ہوا بعد عصر ہو کر وہ ایک عصر ہی در اصل اور یہ تفریق عصر جو باعتبار حیات
مذکورہ کی ہی بالضرور مستوجب شرکت فی النبوۃ ہی جو کہ قطعا وفاطبۃ خلاف عقیدہ اسلام ہے
قطع نظر خاتمیہ ہی کہ ایک امر لاحق ہی ہی امر شرکت مذکورہ کا فی نہا لیس ادراک اسکا ایک امر
خفی نہا بخلاف خاتمیت کی کہ وہ امر جلی ہی کہ نظر انداز ہی اور دید ہ ودانستہ ہی اوسکی طرف خواص و
عام امت کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ تر تنبیہ ہوا لہذا الخیال
المذکور لفظ بعدی اس حدیث شریف لو کان بعدی نبی لکان عمر ارشاد ہوا اور نیز بموجب
تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل کے لفظ بعدی کو آیہ ربت ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی
میں ای من سوائی کر تفسیر کیا پس معنی اس حدیث شریف کی یہہ ہیں جو ہوتا سوا میرے کوئی نبی نیا
میری عہد میں جو عبارت ہی روز بعثت میری سے تا قیام قیامت تو البتہ ہوتا عمر پس اس صورت
میں عام ہی اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہہ قید عہد کی مراد نہو بلکہ عام ہو
جمیع عہود کو یعنی زمان قبل بعثت مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں بہت
انبیاء علیہم السلام ایکی سوا ہوی ہیں موافق نصوص قطعیہ قولہ تعالیٰ قد خلت من قبلہ الرسل
اور قید نبی کی ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قدیم نبی ہیں زمانہ بعد وفات شریف
میں نازل ہونگی وہ آپ ہی کا زمانہ ہوگا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی جانی
چاہیئے کہ عدم نبوت حضرت عمر رض سبب ہوا واسطے عدم نبوت کسی نبی کے

اوسکی نسبت بھی کہ جیسا ایسا ہی ارشاد ہوا اور بعد عصر شریف شیرخوار کی صاحبزادہ کا دربارہ تجویز
نبوت کی نسبت اونکی مدلل ثبوت نبوۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں تفصیل ہی
قولہ تعالیٰ تکلم الناس فی المہد صبیا وکہلا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب الآیۃ پس
ظاہر ہوا کہ نہ کوئی نبی آپ کا ہمعصر ہے یعنی زمان حیات شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات
شریف کی پس ایراد لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں واسطی قطع شدت واسمہ وجود نبوت
جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بظاہر زیادہ مخل خاتمیت ہی اگر چہ
وجود نبی مذکور ہمعصر ہو یا بعد عصر ہو کہ وہ ایک عیسیٰ ہی در اصل اور یہ تقریر عصر جو باعتبار اوصاف
مذکورہ کی ہی بالضرور مستوجب شرکت فی النبوۃ ہی جو کہ قطعاً وقطعیۃً خلاف عقیدہ اسلام ہے
قطع نظر خاتمیۃ سی کہ ایک امر لاحق ہی ہی امر شرکت مذکورہ کا فی نہا لیکن ادراک اسکا ایک امر
خفی نہا بخلاف خاتمیۃ کی کہ وہ امر جلی ہی کہ نظر انداز نہی اور دیدہ ودانستہ اوسکی طرف خواص و
عام امت کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ تر تنبیہ لہذا الخ یعنی لہذا الخ
المذکور لفظ بعدی اس حدیث شریف لو کان بعدی نبی لکان عمر ارشاد ہوا اور نیز موجب
تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل کے لفظ بعدی کو آیۃ رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی
میں ای من سوائی کر تفسیر کیا پس معنی اس حدیث شریف کی یہہ ہیں جو ہوتا سو اسمیں کوئی نبی نیا
میری عہد میں جو عبارت ہی روز بعثت میری سی تا قیام قیامت تو البتہ ہوتا عمر پس اس صورت
میں عام ہی اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہہ قید عہد کی مراد نہو بلکہ عام ہو
جمیع عہود کو یعنی زمان قبل بعثت مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں سب
انبیاء علیہم السلام ایکی سوا ہوی ہیں موافق نصوص قطعیہ قولہ تعالیٰ قد خلت من قبلہ الرسل
اور قید نبی کی ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قدیم نبی ہیں زمانہ بعد وفات شریف
میں نازل ہونگی وہ آپ ہی کا زمانہ ہوگا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی جانی
چاہیئے کہ عدم نبوت حضرت عمر رضہ سبب ہوا واسطی عدم نبوت کسی نبی کے

کہ لفظ خاتم النبیین آیہ خاتمیہ میں اور رسول آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
میں مجانس ہی یعنی خاتم مجانس النبیین ہے اور رسول مجانس الرسل ہے بخلاف لام الحمد اور لام
رب العالمین کے کہ ان میں کوشش کی فافہم بکمال الفہم مگر تب کلام تمام تر استغراق اضافی مجازاً کہا جاوے
تو مضائقہ نہیں ہے بخلاف آیہ مسیحیہ کل کہ اوسمیں تو لام عہدی ہی ہے درحقیقت اگرچہ عبارت
دافع الوسواس کی یہی جنابِ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی نسبت انبیاء بنی اسرائیل کہا
کوئی فایدہ بخشتا ہو اچنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم عقلی نسبت اس قول کے مندرج قساطیس
ہیں اور حالانکہ اصطلاح علماء میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سر سری سے یہ بحث ہی بطور استغراق
بیکار معلوم ہوتی ہی مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق نسبت لام کی کلام میں حسب عبارت
نصر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر ہمنے ہی تحقیق کی غرضکہ ہر پہلو تفہیم ضروری الامر ہی چنانچہ
دو تین جگہہ اس قسم کی مطلب کو ظاہر کر دیا گیا چنانچہ قسطاس سنجاہ و سوم وغیرہ میں جو درباره
ازالہ ترہات عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین ہے پس صاف بلا عتبار اس باب میں بہ تقریر
ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب نزولی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنی چاہئیں سو وہ یہ
ہیں کہ آیہ مسیحیہ کی الف لام الرسل سی یہہ نہیں سمجھنا چاہئی کہ پس اب کوئی رسول آنے
والا بعد عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں رہا جیسا کہ سمجھنا چاہئی الف لام الرسل
آیہ محمدیہ سی کہ پس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں رہا لہذا یہہ خاتم النبیین ہیں لاغیر
پس اب یہ قول قایل کا کہ قرآن شریف میں آیہ مسیحیہ میں بھی تو الف لام ایسا ہی ہے جیسا
کہ آیہ محمدیہ میں ہے لغو ہی برابر ہی خواہ نزدیک اس قایل کی الف لام آیہ مسیحیہ کا بطور استغراق
اضافی مجازاً ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو ہمسنگ اور ہم پلہ الف لام آیہ محمدیہ ہر گز نہیں
ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیہ محمدیہ بطور استغراق اضافی مجازی ہو یا بطور دیگر ہو درصورت
لحاظ ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ ہمنے جا بجا تحقیق کیا واللہ اعلم۔
اور منجملہ دلیل نقلی اور شکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیہ محمدیہ میں اور عہد آیہ مسیحیہ میں

کہ لفظ خاتم النبیین آیہ خاتمیہ میں اور رسول آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
میں مجانس ہی یعنی خاتم مجانس النبیین ہے اور رسول مجانس الرسل ہے بخلاف لام العہد اور لام
رب العالمین مذکورین کی فافہم بکمال الفہم مگر تب تکلف تمام تر استغراق اضافی مجازاً کہا جاوے
تو مضائقہ نہیں ہے بخلاف آیہ مسیحیہ کی کہ اوسمیں تو لام عہدی ہی ہے درحقیقت اگرچہ عبارت
دافع الوسواس ان ہی جنہوں نے عیسی مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی نسبت انبیاء بنی اسرائیل کہا
کوئی فایدہ بخشنے نہوا چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم عقلی نسبت اس قول کے مندرج فساطیر
ہیں اور حالانکہ اصطلاح علماء میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سرسری سے یہ سمجھ ہی بطور استغراق
بیکبار معلوم ہوتی ہی مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق نسبت لام کی کلام میں حسب عبارت
نصر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر ہمنے ہی تحقیق کی غرضکہ یہ پہلو تفہیم ضروری الامر ہی چنانچہ
دو تین جگہہ اس قسم کی مطلب کو ظاہر کر دیا گیا چنانچہ قسطاس سنجاہ و سوم وغیرہ میں جو دربارہ
ازالہ ترہات عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین ہے پس صاف بلا عبارا ان باب میں بہ تقریر
ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب زمانی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنی چاہئیں سو وہ یہ
ہیں کہ آیہ مسیحیہ کی الف لام الرسل سی یہہ نہیں سمجھنا چاہئی کہ بس اب کوئی رسول آنے
والا بعد عیسی مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں رہا جیسا کہ سمجھنا چاہئی الف لام الرسل
آیہ محمدیہ سی کہ بس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں رہا لہذا یہہ خاتم النبیین ہیں لاغیر
بس اب یہ قول قایل کا کہ قرآن شریف میں آیہ مسیحیہ میں بھی تو الف لام ایسا ہی ہے جیسا
کہ آیہ محمدیہ میں ہے لغو ہی برابر ہی خواہ نزدیک اس قایل کی الف لام آیہ مسیحیہ کا بطور استغراق
اضافی مجازاً ہو خواہ بطور دیگر کچھہ ہی ہو ہمسنگ اور ہم پلہ الف لام آیہ محمدیہ ہرگز نہیں
ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیہ محمدیہ بطور استغراق اضافی مجازی ہو یا بطور دیگر ہو درصورت
لحاظ ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ ہمنے جا بجا تحقیق کیا واللہ اعلم۔
اور منجملہ دلیل نقلی اور شکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیہ محمدیہ میں اور عہد آیہ مسیحیہ میں

بشر ہونے نہیں جاتی رہتی اور خدائی نہیں حاصل ہوتی بلکہ رسول ہونا ہی دلیل ہی بشر ہونے کی
اور خدا انہوں کی قولہ تعالیٰ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افمن مت فہم الخالدون
پس نسبت حضرت محمدیہ صلعم بسیاق کلام ان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مناسب ہی
قطع نظر اس سے کہ کون خاتم ہی انمیں ادرکون متقدم ہی یا متاخر یہ امور اقتضائی ہیں انمیں نسبتیہ
نہیں بلکہ تفرقہ بحال عہد اور لام استغراق کا بخلاف اوس لام جامع کی جو قاطع وہمہ مذکور
ہی جو ماسبق الکلام لاجلہ ہی کہ ملاحظہ شان نزول آیۃ وما محمد الا رسول الآیۃ سے حاصل ہے
فافہم پس السبق یہ ہی مطلب استدلال جو مطلب اہل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الحذر الحذر
اور یہہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بحق حضرت عمر رضہ لو جہہ عدم صحت
حصر کی منافی نہیں اسحدیث شریف لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیا کو بلکہ یہ دونوں حدیث
موید ہی ہیں مدعا رد احمد کو اور باہم معاضد ہیں اور بسبب عدم ثبوت نص صریح
در بارہ استمرار نبوت بحق ثالث او کسی جزئی تک سرایت نہیں ہو سکتی اگرچہ بحق حضرت
صدیق اکبر ابوبکر رضہ اشارۃ النص اس بارہ میں اصرح ہی نص صریح سے بلحاظ الکنایۃ ابلغ
من الصراحۃ اسلئے کہ یہ امر متلزم استحالجات مذکورہ نہیں بخلاف امر خواہ تحت جو اونکی
واسطہ اثبات خلیفہ ہی جو متلزم استحالجات عدیدہ مذکورہ ہی کہ جسکی سبب سے سلف
صالح نے مفترض التاویل اور مصروف عن الظاہر قطعاً وحتماً اثر مذکور یعنی اثر متنازع فیہ
کو تجویز کیا پس ہرگاہ یہہ منصب نبوت بالفعلیۃ واسطہ حضرت عمر وغیرہ جو ملہمین اور محدثین
من بصیغہ مفعول باب تفعیل سے اور نیز صدیقین کے ثابت نہیں تو پھر خواہ مخواہ در پی ہونا
واسطے خواہ نخواہ بستہ مفروضہ مخترعہ کے تو کچھ بڑی ہی رخنہ اندازی ہی اہم مطالب دین میں
و ثلمۃ فی الاسلام ہی پس ہر دو شق ہمعصریۃ او شق بعدیۃ جسکو جداگانہ مزعوم کرتی ہیں
حالانکہ شق واحد ہی اسراعتباری تفصیل زمان حیات شریف و وفات شریف اس باب
میں بے اعتبار ہی یہہ بھی شق ہو گیا پس شق عصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہی چنانچہ یہہ

بشریت نہیں جاتی رہتی اور خدائی نہیں حاصل ہوتی بلکہ رسول ہونا ہی دلیل ہی بشریت کی
اور خدا انہوں کی قول تعالیٰ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افمن مت فہم الخالدون
پس نسبت حضرت محمدیہ صلعم بسیاق کلام ان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مناسب ہی
قطع نظر اس سے کون خاتم ہی ایمیں ادرکون متقدم ہی یا متاخر یہہ امور اقتضائی ہیں انمیں نسبتیہ
نہیں بلکہ تفرید ہی لام عہد اور لام استغراق کا بخلاف اوس لام جامع کی جو قاطع وہمہ مذکور
ہی جو ماسبق الکلام لاجلہ ہی کہ ملاحظہ شان نزول آیتہ وما محمد الا رسول الآیتہ سے حاصل ہے
فافہم پس السبق یہ ہی مطلب استدلال جو مطلب اہل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الحذر الحذر
اور یہہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بحق حضرت عمر رضہ لوجہ عدم صحیہ
حصر کی منافی نہیں اسحدیث شریف لو عاش ابراہیم لصدیقا لکان نبیا کو بلکہ یہ دونوں حدیث
موید ہی ہیں مدعا رد احمد کو اور باہم معاضد ہیں اور بسبب عدم ثبوت نص صریح
در بارہ استمرار نبوت بحق ثالث اور کسی جزئی تک سرایت نہیں ہو سکتی اگرچہ بحق حضرت
صدیق اکبر ابوبکر رضہ اشارۃ النص اس بارہ میں اصرح ہی نص صریح سی بلحاظ الکنایۃ ابلغ
من الصراحۃ اجلی کہ یا مرمستلزم استحالجات مذکورہ نہیں بخلاف امر خواہ تحت جہاد کی
واسطہ انبات فضیلۃ ہی جو مستلزم استحالجات عدیدہ مذکورہ ہی اجسکی سبب سی سلف
صالح کی مفترض التاویل اور مصروف عن الظاہر قطعاً وجزماً اثر مذکور یعنی اثر متنازع فیہ
کو تجویز کیا پس ہرگاہ یہہ منصب نبوت بالفعلیۃ واسطہ حضرت عمر وغیرہ جو ملحقین او محدثین
من بصیغہ مفعول باب تفعیل سی اور نیز صدیقین کے ثابت نہیں تو پھر خواہ مخواہ در پی ہونا
واسطی خواہ مخواہ سنۃ مفروضہ مختر عہ کی تو کچھ بڑی ہی رخنہ اندازی ہی اہم مطالب دین میں
اور ثلمۃ فی الاسلام ہی پس ہر دو شق ہمصرتیہ اور شق بعدیتہ جسکو جداگانہ مزعوم کرتی ہیں
حالانکہ شق واحد ہی اس اعتبار ہی تفضیل زمان حیات شریف و وفات شریف اس باب
میں بے اعتبار ہی یہہ بھی شق ہو گئیں شق عصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہی چنانچہ یہہ

نبی اضافی کا اطلاق تردیدیہ عیان بھی نہیں ہی فیما لم غایۃ التامل پس ہرگاہ ایسا لفظ
مذکور ہی نہ پایا گیا جو بہذا عند الضرورت بروقت حاجت سمجھ عصر ہذا کار آمد ہوجاتا اور مسلم
اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی براءۃ ہوتی۔ اور اس روایت حدیث قدسی اور روایۃ
اعطاء میں اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں جیسا لہ سجاح بنت منذر نی جو مسلمہ
کذاب ہتی دعوی اپنی نبوت کا کیا تہا چنانچہ حدیث شریف وارد ترمذی وغیرہ ہی۔
سیکون فی آخر الزمان مسیر وکذاب رقیامۃ ہی ادعا خاتم ستہ بھی شبیہ اوسکی ہی خوانم ستہ
تو معدوم اللیاقۃ محض ہتی اس دعوی سی مگر لبطرز نیابت یہ دعوی ظہور میں آیا اہل عصر ہذا سی
قسطاس سنز دہم جای غور ہی کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدیقین ابوبکر بن ابی قحافہ رضی
نی صرف دعوی نبوت مسیلمہ کذاب مذکور پر نسبت شرکت فی النبوۃ بدون دعوی خاتمیہ کی نوجہ
استلزام اس دعوی کی خاتمیۃ کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیۃ خاتمیہ کو جس پر بنا عقیدہ
اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونی کافر قطعی اور جہنمی ابدی یقینی کے سمجھا باجماع
تمامہ صحابہ اور باتفاق اونکی بلا خلاف وبلا نکیر مقاتلہ اور مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی الدین
ہی صرف واسطی اعلاء کلمۃ اللہ کی کہ کریمہ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا حاکی
ہین یعنی گردانا اللہ نی بول کافرونکی نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہی پس خوب معلوم ہوا کہ
بعد بعثۃ حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی کے صرف نبوت جدید کا ہی قطع نظر خاتمیۃ کہ وہ تو خود
بخود لازم آتی ہی اور مفہر ہوجاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کو صلعم باتفاق واجماع جمیع صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین بالمرہ بالقطع اجماعا عقیدہ اسلام نہیں محض ضلال مین ہی لہذا
سلف صالحین اور تمام محققین نے جو اونکی متبعین ہین خصوص شراح بخاری وغیرہ
امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہی توجیہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی ہادی غیر نبی ہے
اور منشاء اس جہاد مذکور کا بکمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضہ واقع
ہوا رو بروی آنحضرت صلعم ہی ہتا اور اسکا تذکرہ بندہا ہوا ہتا چنانچہ بخاری وغیرہ مین ہے

نبی اضافی کا اطلاق تردیدیہ عیان ہی نہیں ہی فتامل غایتہ التامل پس ہرگاہ ایسا لفظ
مذکور ہی نہ پایا گیا جو بہلا عند الضرورت بروقت حاجت سمجھ عصر مذ اکار آمد ہوجاتا اور مسلم
اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی برات ہوتی اور اس روایت حدیث قدسی اور روایت
اعطا رین اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں جیسا لہ سجاح بنت منذر نی جو مسلمہ
کذاب ہتی دعوی اپنی نبوت کا کیا تہا چنانچہ حدیث شریف وارد ترمذی وغیرہ ہی۔
سیکون فی آخر الزمان مسیر وکذاب رقیامتہ ہی ادعا خواتم ستہ بہی شبیہ اوسکی ہی خواتم ستہ
تو معدوم اللیاقتہ محض ہتی اس دعوی سی مگر بطرز نیابت یہ دعوی ظہور میں آیا اہل عصر مذ اسی

قسطاس سیزدہم جای غور ہی کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدیقین ابوبکر بن ابی قحافہ رض
نی صرف دعوی نبوت مسیلمہ کذاب مذکور پر پسبیت شرکت فی النبوۃ بدون دعوی خاتمیتہ کی بوجہ
استلزام اس دعوی کی خاتمیتہ کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیتہ خاتمیتہ کو جس پر بنا عقیدہ
اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونی کافر قطعی اور جہنمی ابدی یقینی کے سمجھا باجماع
تمامہ صحابہ اور باتفاق اونکی بلا خلاف وبلا نکیر مقاتلہ اور مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی الدین
ہی صرف واسطی اعلاء کلمۃ اللہ کی کہ کریمہ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا حاکی
ہین یعنی گردانا اللہ ن بول کافرونکی نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہی پس خوب معلوم ہوا کہ
بعد بعثتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی کے صرف نبوت جدیدہ کا ہی قطع نظر خاتمیتہ کہ وہ تو خود
بخود لازم آتی ہی اور مفہر ہوجاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کو صلعم باتفاق واجماع جمیع صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین بالمرہ بالقطع اجماعا عقیدہ اسلام نہیں محض ضلال مین ہی لہذا
سلف صالحین اور تمام محققین نے جو اونکی متبعین ہین خصوص شراح بخاری وغیرہ
امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہ ہی توجیہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی ہادی غیر نبی ہے
اور منشا اس جہاد مذکور کا بکمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضہ واقع
ہوا رو بروی انحضرت صلعم ہی تہا اور اسکا تکذیب مبنی ہوا تہا چنانچہ بخاری وغیرہ میں ہے

انتظام سلطنت میں نیا بدایہ ہی پائی گئے بموجب قولہ تعالی وداؤد وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما
وعلما قصہ تفاسیر میں مذکور ہی اور مشہور تو بطریق اولی وانسب رعایت اس میراث
سلطنت کی درباب عطا نبوت نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ
ففہمناہا سلیمان سے فوقیت رتبہ قضاہت اور زیادتہ علم اور سلطنت کی ثابت ہوگئی فافہم پس
نسبت اس مسئلہ کی فہم وقضاہت درکار ہی صرف تیسرا مگر عقلی درکار ہیں جیانکہ سیاق کلام
مخبر بنظام وقال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئی میں دلالت ہی اور فوقیت
علمی کے اور مقرر ہوئی اسی کے ہی میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہی کہ صریح بلفظ
ورث فرمایا بخلاف فقرہ اوتینا من کل شئی کی کہ بعد میں فرمایا بغیر لفظ وراثت کی کہ اتفاقی امر
ہی ممکنا تبعا ولحوقا چنانچہ وراثت کمال علمی سی کوئی نبی محروم نہیں رہے بخلاف شوکت و
سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شئی سی اور لفظ علمنا منطق الطیر کے دلالت صریح
ہی اور اعجاز کی جو مقرون ہی ساتھ دعوی نبوت کی جو ہم معنی ہی اوتینا النبوۃ کی پس معلوم
ہوا کہ وراثت کمال نبوت سی کوئی نبی محروم نہیں رہا اور سلطنت اور شوکت ظاہری جو
کمال عرض اتفاقی غیر لازم ہی سایر انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت
وراثت نسبی لازمی امر نہیں بلکہ رعایت وراثت سببی یعنی علاقہ افاضہ واستفاضہ علی حسب القابلیت
مراد ہی لہذا کنعان محروم رہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کامیاب ہوئی کمال خوش نصیبی تھے جو ہر قسم نعمت ودولت سے کامیاب ہوئی اور چونکہ کمال
نبوت اور ذات پاک حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ختم ہوا لہذا یہہ وراثت علاقہ
افاضہ واستفاضت وافادہ واستفادت اور بر رعایت نسبی کی نہوئی بلکہ اور بر رعایت
سببی کے ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکوری حسب لیاقت واستعداد قرار دی گئی جو معتبر بخلافت
ہوی درجہ اول خلافت رشیدہ اور دوسری خلافت کی علم درکار جنانچہ یہ مطلب قصہ حضرت
آدم علیہ السلام سی ثابت ہی قولہ تعالی وعلم آدم الاسماء الایۃ سو اول نصیبہ

انتظام سلطنت میں نہایت دیر بھی پائی گئی بموجب قولہ تعالی وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما قصہ تفاسیر میں مبسوط کورہی اور مشہور تو بطریق اولی وبالسبب رعایت اس پیرایہ سلطنت کی درباب عطا نبوت نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ ففہمناہا سلیمان سے فوقیت رتبہ قضاہت اور رتبہ علم اور سلطنت کی ثابت ہوگئی فافہم پس نسبت اس مسئلہ کی فہم وقضاہت درکار ہی صرف تیز تر عقلی درکار ہیں جیانکہ سیاق کلام مخبر بنظام وقال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئی میں دلالت ہی اور برفوقیت علمی کے اور مقرر ہوتی اسی کے ہی میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہی کہ صریح بلفظ ورث فرمایا بخلاف فقرہ اوتینا من کل شئی کی کہ بعد میں فرمایا بغیر لفظ وراثت کی کہ اتفاقی امر ہی ممنا تبجا ولحوقا جیانچہ وراثت کمال علمی سی کوئی نبی محروم نہیں رہے بخلاف شوکت و سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شئی سی اور لفظ علمنا منطق الطیر کے دلالت صریح ہی اور برعجاز کی جو مقرون ہی ساتھ دعوی نبوت کی جو ہم معنی ہی اوتینا النبوۃ کی پس معلوم ہوا کہ وراثت کمال نبوت سی کوئی نبی محروم نہیں رہا اور سلطنت اور شوکت ظاہری جو کمال عرضی اتفاقی غیر لازم ہی سایر انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت وراثت نسبی لازمی امر نہیں بلکہ رعایت وراثت سببی یعنی علاقہ افادہ واستفادہ علی حسب القابلیت مراد ہی لہذا کنعان محروم رہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کامیاب ہوئی کمال خوش نصیبی تھی جو ہر دو قسم نعمت وولایت سے کامیاب ہوئی اور چونکہ کمال نبوت اور ذات پاک حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ختم تھا لہذا یہہ وراثت علاقہ افادہ واستفادت وافادہ واستفادت اور برعایت نسبی کی نہوئی بلکہ اور برعایت سببی کے ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور کی جسنب لیاقت واستعداد قرار دی گئی جو معتبر مخلوقات ہوی درجہ اول خلافت رہنمدہ اور واسطی خلافت کی علم درکار جیانچہ یہ مطلب قصہ حضرت آدم علیہ السلام سی ثابت ہی قولہ تعالی وعلم آدم الاسماء الایۃ سو اول نصیبہ

کلام مقام مدح میں اور خصائص میں ہے پس معنی حدیث کی یہ ہی درست ہیں کہ جو اہل التسنن نے سمجھی کہ
مفعول بر دو فعل محذوف ہی تقدیر عبارت یہ ہی کہ لا نرث ولا نورث شیئاً من الاموال الدنیا
ونیۃ الذی ترکناہ کالفراش والقدح والعصی والاداوۃ وغیرہا من الحوائج الضروریۃ
فہو صدقۃ اگرچہ یا موصولہ ہی مگر متبادر ہی ہے رصدقۃ خبر ہی البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو باعث
ہی کمال رتبہ کو جو تجرد محض ہے اور بدرجہ کمال دلالت رکھتا ہی بی تعلقی پر کہ ان امور میں ہے
واسطہ ورثہ کی خیال نفرمایا کمال توکل کو کل مبانی کو بیخ بنیاد اکیا وہ خاصہ ظاہر ہو گیا پس مجوزین جو اتمسہ کا
کہ ہر خیال ہی کہ یہ عقیدہ باعث زوال ہی کیونکہ شق عصا جامیر اہل اسلام ہی بحمد اللہ اہل ایمان ہیں
کے چارہ نہیں واللہ الہادی ۔ قسطاس چہاردہم تمہ اللہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا
الآیہ اگر یہ کہا جاوی کہ نذیر سی مراد ہادی اور واعظ اور مذکر ہی تو یہ قول غلط ہی اسلئے کہ
بموجب مشیت الہی جلشانہ وجود واعظ اور مذکر اور ہادی جو نذیر غیر حقیقی ہی ہر قریہ میں موجود ہے
پس معلوم ہوا کہ سلب مشیت نسبت نذیر حقیقی مراد ہی جو عبارت ہی نبی سی اور اگر یہ کہا جاوی
کہ در صورت مراد لفظ نذیر سی نبی حقیقی اور پھر عدم بعثت او سی ہر قریہ میں لازم آتا ہی کہ بعض قریہ
میں نبی حقیقی ہو بموجب نقیض سلب کلی کے جو ایجاب جزئی ہی اور حالانکہ یہ بات پائی جاتی نہیں
تو واسکا جواب یہ ہی کہ سلب کلی کا کہ ہی مفہوم ایجاب جزئی کا ضرور نہیں کہ وجود و صدق او سکا ضرور نہیں فافہم پھر یہ ہی کہ
نقیض ایجاب کلی ہوتا ایجاب جزئی کا پس ثابت ہوا کہ بعض قریہ میں ہادی اور واعظ ہوا اور بعض میں نہو پس یہہ
اعتراض مسلم نہیں فاحفظ ۔ اور وارد حدیث شریف ہی لا یبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام
بعز عزیز وذل ذلیل پس قریہ کیا ملکہ ہر ایک بیت خانہ قایم از قسم عقار شہریان و قری او امصار خانہ
بدوان از قسم خیمہ ہای لشکریان و مسافران بادیہ نشینان و اہل گذران بر دختان و زیر اکنان مانند
بدو یان عرب وغیرہ نذیر غیر حقیقی یعنی واعظ اور مذکر سی خالی نہیں رہا جو کہ مقتضای خاتمیہ مطلقہ خالصہ غیر
مشترکہ ہی اور سایر طبقات علوی سفلی کو بلا مشارکت وبغیر مساہمت شامل و حاصل ہے اور ایسی ہی
طرح علی العموم والشمول بلا تخصص اشخاص و بقاع و بلاد سا معین او وعاظین او و مذکرین نائب او وارث

قسطاس چہاردہم

کلام مقام مدح میں اور خصائص میں ہے پس معنی حدیث کی یہ ہی درست ہیں کہ جو اہل تسنن نے سمجھی کہ
مفعول بر دو فعل محذوف ہی تقدیر عبارت یہ ہی کہ لا نورث ولا نورث شیئاً من الاموال الا نبیا
وبیتہ الذی ترکناہ کالفراش والقدح والعصی والاردیۃ والقمیص والاداوۃ وغیرہا من الحوائج الضروریۃ
فہو صدقۃ اگرچہ یا موصولہ ہی مگر متبادر ہی ہو صدقۃ خبر ہی البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو باعتبار
ہی کمال تبہ کو جو تجرد محض ہے اور بدرجہ کمال دلالت رکھتا ہی بی تعلقی پر کہ ان امور میں ہے
واسطہ ورثہ کی خیال نفرمایا کمال توکل کو کل ہی کو سپرد خدا کیا وہ خاصہ ظاہر ہو گیا پس مجوزین جو اتمہ سنہ کا
کہ ہر خیال ہی کہ یہ عقیدہ باعث زوال ہی کیونکہ شق عصا جمیع اہل اسلام ہی کرتے ہیں اللہم اہدنا فہمین بیت
کے چارہ نہیں واللہ الہادی

قسط اس چہاردہم

تمہ اللہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا
الآیہ اگر یہ کہا جاوی کہ نذیر سی مراد ہادی اور واعظ اور مذکر ہی تو یہ قول غلط ہی اسلئے کہ
بموجب مشیت الہی جلشانہ وجود واعظ اور مذکر اور ہادی جو نذیر غیر حقیقی ہی ہر قریہ میں موجود ہے
پس معلوم ہوا کہ سلب مشیۃ نسبت نذیر حقیقی مراد ہی جو عبارت ہی نبی سی اور اگر یہ کہا جاوی
کہ در صورت مراد لفظ نذیر سی نبی حقیقی اور پھر عدم بعثۃ او سی ہر قریہ میں لازم آتا ہی کہ بعض قریہ
میں نذیر حقیقی ہو بموجب نقیض سلب کلی کے جو ایجاب جزئی ہی اور حالانکہ یہ بات پائی جاتی نہیں
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ سلب کلی کا کذب ہی مفہوم ایجاب جزئی کا ضرور نہیں لیکن وجود صادق اوسکا ضرور نہیں فافہم پھر یہ ہی در
صورت ایجاب کلی ہونا ایجاب جزئی کا پس ثابت ہوا کہ بعض قریہ میں نذیر اور واعظ ہوا اور بعض میں نہ ہو لیں یہ
اعتراض مسلم نہیں فاحفظ۔ اور وارد حدیث شریف ہی لا یبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام
بعز عزیز وذل ذلیل پس قریہ کیا بلکہ ہر ایک بیت خانہ قائم از قسم عقار شہریان و قری او امصار خانہ
بدوان از قسم خیمہ ہای لشکریان و مسافران بادیہ نشینان و اہل گذران بر درختان و زیر اکنان مانند
بدو بان عرب وغیرہ نذیر غیر حقیقی یعنی واعظ اور مذکر سی خالی نہیں رہا جو کہ مقتضای خاتمیہ مطلقہ خالصہ غیر
مشترکہ ہی اور سایر طبقات علوی سفلی کو بلا مشارکت و بغیر مساہمت شامل و اصل ہے اور ایسی ہی
طرح علی العموم والشمول بلا تخصص اشخاص و بقاع و بلاد سامعین او روعظین او مذکرین نائب او وارث

کل کے جو مراد ہی نبی ہی اس سی یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ امام فخر الدین رازی رحمانی واسطی ہدایت ضروری
کے جس سے مطلب نجات حاصل ہو جو اصل فوز المراد ہی ایسی محل مین نور عقل کو ہادی تجویز کیا نہ خواتم ستہ
کو منظر ہیں دین کے وجہ قسمہ اور شرکت فی النبوت کی اور سبب اتفاق سلف و خلف ہو کر مسئلہ اجماعی ہو گیا
انکار اجماع و خلاف اوسکا ناروا ہی فتامل اور ایک بات اور کہتا ہون کہ یہہ قیاس و اقتباس
نہایت برجای اسکا ماخذ اس قسم کی آیات ہین افلا تعقلون ۔ افلا تذکرون ۔ و نیز الا من
اتی اللہ بقلب سلیم اور نیز فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ و نیز و ما یذکر الا اولوا الالباب
یعنی مطلب اسکا یہ ہی کہ جب کفار نے قول خاتم الانبیا صلعم کو قبول نکیا جو عقل کل نہ تو واسطی ہدایت
ضروری کی جو موجب نجات ہو جا حوالہ اونکی عقل کے جو عقل جزوی ہی کر دیا تا مرتبہ اور ہایت
عقل کل کو بذریعہ اپنی عقل جزوی ادراک کرین اور حق اور باطل مین امتیاز کرین معلوم ہوا کہ باوجود
عقل کل عقل جزوی بھی کارآمد ہی کہ محمد معاون ہی نہ مستقل پس وقت عدم عقل کل کے تو بطریق
اولی و اخری کارآمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول دین مین یعنی امر توحید اور معاد مین جزئیات
مین کہ وہ بدون عقل کل جو انبیا رہین حاصل نہین ہو سکتی پس نفس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
سی درست ہوا اس باب خاص مین فتامل کنہ المقام ۔ قسط اس پارہ دہم ۔ تمہ آیہ ولو شئنا
لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دعوی کا ہو اس امر کا کہ تفسیر نذیر ساتھ لفظ نبی کے دلیل نہین ہو سکتی
تو اب غور سنا چاہئی کہ ندارت حقیقی خاصہ لازمہ ہی نبوت کا ماننا بشارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
ہوا بدون لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیہ شریفہ مین و ما ارسلناک الا کافۃ
للناس بشیرا و نذیرا کیونکہ یہان بتعین المراد ہی بشارت اور ندارت حقیقی بدلالت سیاق
کلام جو لفظ ارسلناک ہی مبنی القیاس اس آیہ شریفہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا کہ
مین دلالت سیاق کلام موجود ہی ساتھ لفظ بعثنا کی اور ظاہر ہی کہ مراد رسالت اور بعثہ ہی
رسالت اور بعثہ مصطلح شرعی ہے نہ معرفی لغوی ۔ اور اگر کہا جاوی کہ اس رسالت اور
بعثہ مین فرق ہی ساتھ لفظ کاف خطاب کی کہ جایز ہی بعثہ غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو تو جواب

قسط اس پارہ دہم

کل کے جو مرادی نبی ہی اس سی بات بھی ثابت ہو گئی کہ امام فخر الدین رازی رح نی واسطی ہدایت ضروری
کے جس سے مطلب نجات حاصل ہو جو اصل فوز المرادی ہی ایسی محل مین نور عقل کو ہادی تجویز کیا نہ خواتم سنہ
کو منظور ہی دین کی وجہ قسمہ اور شرکت فی النبوت کی اور سبر اتفاق سلف و خلف ہو کر مسئلہ اجماعی ہو گیا
انکار اجماع و خلاف اوسکا ناروا ہی فتامل اور ایک بات اور کہتا ہون کہ یہہ قیاس و اقتباس
نہایت برجا ہی اسکا ماخذ اس قبیل کی آیات ہین افلا تعقلون ۔ افلا تذکرون ۔ و نیز الا من
اتی اللہ بقلب سلیم اور نیز افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ و نیز و ما یذکر الا اولوا الالباب
یعنی مطلب اسکا یہ ہی کہ جب کفار نی قول خاتم الانبیا صلعم کو قبول نکیا جو عقل کل نہ تو واسطی ہدایت
ضروری کی جو موجب نجات ہو جا حوالہ اونکی عقل کے جو عقل جزوی ہی کر دیا تا مرتبہ اور ہدایت
عقل کل کو بذریعہ اپنی عقل جزوی ادراک کرین اور حق اور باطل مین امتیاز کرین معلوم ہوا کہ باوجود
عقل کل عقل جزوی بھی کارآمد ہی کہ محل معاون ہی نہ مستقل پس وقت عدم عقل کل کے تو بطریق
اولی و اخری کارآمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول دین مین یعنی امر توحید اور معاد مین نہ جزییات
مین کہ وہ بدون عقل کل جو انبیا سے حاصل نہین ہو سکتی پس نفس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
سی درست ہوا اس باب خاص مین فتامل کنہ المقام ۔ قسط اس پانچ دہم ۔ نتمہ آیہ و لو شئنا
لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دعوی کا نہو اس امر کا کہ تفسیر نذیر ساتھ لفظ نبی کے دلیل نہین ہو لی
تو اب غور سنا چاہئی کہ نذارت حقیقی بخاصہ لازمہ ہی نبوت کا مانند لبشارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
ہوا بدون لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیہ شریفہ مین و ما ارسلناک الا کافۃ
للناس بشیرا و نذیرا کیونکہ یہان بمعنین المرادی مبشر اور نذارت حقیقی بدلالت سیاق
کلام جو لفظ ارسلناک ہی علی سبیل التقیاس اس آیہ شریفہ و لو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا مگر
مین دلالت سیاق کلام موجود ہی ساتھ لفظ بعثنا کی اور ظاہر ہی کہ مراد ارسال و بعثت ہی
رسالت اور بعثت مصطلح شرعی ہے نہ معنی لغوی ۔ اور اگر کہا جاوی کہ اس رسالت اور
بعثت مین فرق ہی ساتھ لفظ کاف خطاب کی کہ جا بزی بعثت غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو تو جواب

قسط اس پانچ دہم

ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم ۔ اور آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔ اور آیۃ انا ارسلنا الیکم رسولا ۔ اور آیۃ وما ارسلنا الا مبشرین ومنذرین ۔ یا کنایۃ مثل وما انا منکم تنذر عشیرتک الاقربین یا مانند اینہا بعث بمعنی مبعوث صادر ہوا تو بمعنی اصطلاح شرعی ہوگا اسیواسطے تفسیر بیضاوی اور تفسیر مدارک التنزیل اور خلاصۃ التفاسیر میں تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیت کی بلفظ نبی مذکور ہی اور جس جگہ ایسا نہوگا وہاں بمعنی لغوی ہوگا یا از قبیل احلام مثلاً وارد احادیث نبوی صلعم بعث بفتای سریۃ یعنی بلشکر جیسا کہ بعد نماز عید مصلی میں آنحضرت صلعم کا معمول شریف تہا اگر لشکر بہیجنا کہین تدلیط ہوتا تو حکم دیتے اور جیسا کہ یاجوج ماجوج کی حق میں لفظ بعث النار وارد احادیث شریف ہی یعنی لشکر دوزخ اور مانند اینہا والبعث فی الحدائق حاشر میں ہی ملازم وغیرہ معتمد فرعون ہین جمع کرکی لانی والے ہی ساحروں کو ہر گاہ کہ اسقدر بطور مقدمہ ممہد ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیۃ میں کہ ولقد بعثنا فی کل قریۃ نذیرا ہین بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد ہین لاغیر اگرچہ اسقدر تحقیق ضروری جو زیر دامان اس آیۃ کریمہ کی است کی فہم قاصر الدرک ہین سر دست گذری ظاہر کی گئی مگر ہنوز سرائر اور جبایا اس کلام معجز نظام کی بحکم الشیخ منہ العلماء ولا ینقضی عجائبہ وغرائبہ بموجب قول حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ نہایت تا قیام قیامت باقی ہین ۔ پس جاننا چاہیئے کہ خلاصہ مطلب اس آیۃ ہدایت کا یہہ ہی اگر ہم چاہتی البتہ بہیجتی ہر بستی مین نبی تو بہیج سکتی مگر ہمنی بہ بانحاط تیسری ای محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فضل وکرم سے ہی بدون کسی ایسی استحقاق کی جس سے ہمکو مجبوری ہوئی جو ہماری علی الاطلاق اور بلا نیازی سے دور ہی کوئی نبی بہیجنا نہ چاہا کہ واسطے اوسکی بعثت جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ ہو خواہ شریعت قدیمہ جدیدہ مشترکہ غیر مشترکہ ہو خواہ تیسرا ہمعصر ہو باعتبار زمان حیات شریف روز بعثت سے خواہ تیسری بعد ہین ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ روز بعثت سے تا قیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک ہی زمان ہی خواہ تیسری بعثت کی تبعیت مین وہ نبی ہو کر کسی طبقہ مین طبقات اراضی سبعہ ہو غرضکہ از عرش تا فرش تمامی صور محتملہ حقیقۃ وفرضا قطعا وقاطبۃ بہیجنا نہ چاہا بخلاف عیسی کے کہ وہ انبیاء جدیدہ سے نہا

ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم ۔ اور آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔ اور آیۃ البعث
المراد بشیرا رسولا ۔ اور آیۃ وبعث الی القریۃ مبشرین ومنذرین ۔ یا کنایۃ مثل وبعثنا منہم اثنی
عشر نقیبا ۔ مانند بعث مسیح بن مریم وغیرہ صادر ہوا تو بمعنی اصطلاح شرعی ہوگا اسیواسطے تفسیر بیضاوی
اور تفسیر مدارک التنزیل اور خلاصۃ التفاسیر میں تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیۃ کی بلفظ نبی مذکور ہی
اور جس جگہ ایسا نہوگا وہاں بمعنی لغوی ہوگا یا از قبیل اعلام مثلاً وارد احادیث نبوی صلعم ثم بعث
بعثای سریۃ یعنی لشکر چنانکہ بعد نماز عید مصلی میں آنحضرت صلعم کا معمول شریف تہا اگر لشکر بہیجنا
کہیں تدلیل ہوتا تو حکم دیتے اور جیسا کہ یاجوج ماجوج کی حق میں لفظ البعث النار وارد احادیث شریف ہی
یعنی لشکر دوزخ اور مانند آیۃ والبعث فی المدائن حاشرین مراد حاشرین ہی ملازم وغیرہ معتمد فرعون
ہیں جمع کرنی والے ساحروں کو ہر گاہ کہ اسقدر بطور مقدمہ ممہد ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیۃ میں کہ
ولقد بعثنا فی کل قریۃ نذیرا میں بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد ہیں لاغیر اگرچہ
اسقدر تحقیق ضروری جو زیر دامان اس آیۃ کریمہ کے است کی قہم قاصر الدرک میں سہو دست گذری
ظاہر کی گئی مگر ہنوز سرائر اور جنایا اس کلام معجز نظام کی بحکم لا یشبع منہ العلماء ولا تنقضی عجائبہ
وغرائبہ بموجب قول حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ نہایت تا قیام قیامت باقی ہیں ۔ پس جانا چاہیئے
کہ خلاصہ مطلب اس آیۃ کریمہ ہدایت کا یہہ ہی اگر ہم چاہتی الیتہ بہیجتی ہر بستی میں نبی تو بہیج سکتی
مگر ہمنی بناء بخاطر تیری ای محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فضل وکرم سے نبی ہی بدون کسی ایسی استحقاق
کی جس سے کہ مجبوری ہوئی جو ہمارے خدائی اور بنیازی سے دور ہی کوئی نبی بہیجنا نہ چاہا کہ واسطی
اوسکی بعثت جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ ہو خواہ شریعت قدیمہ جدیدہ مشترکہ غیر مشترکہ ہو خواہ تیرے ہمعصر ہو
باعتبار زمان حیات شریف روضہ بقعہ سی خواہ تیری بعد میں ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ
روضہ بقعہ سی تا قیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک ہی زمان ہی خواہ تیری شریعت
کی تبعیت میں وہ نبی ہو کر کسی طبقہ میں طبقات ارضی سبعہ ہو غرضکہ از عرش تا فرش تمامی
صور محتملہ حقیقۃ وفرضا قطعا وقاطبۃ بہیجنا نہ چاہا بخلاف عیسی کے کہ وہ انبیاء جدیدہ سی نہا

ہی مجاز اجسکی شان کلیہ ہی خصوص ایسی موقع بیان قواعد میں ہم جب لفظ اکثر حکم الکل و غیر الغالب
العام کالمتحقق فی ادارۃ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیۃ اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ تہاوی
ہر دو حدیث مذکور ضرور نہیں بلکہ حدیث النار مس الما منسوخ ہی بنماز نسخ حدیث الوضوء مما مست
النار کی ساتھہ حدیث تناول لحم بخبۃ کی اور ما نا بنسخ وضوء شمس ذکر کی ساتھہ حدیث بل ہو
الا بضعۃ کے ہی جیسا کہ یہ قول ہی محدثین ہی کا ہی یا قاعدہ ترجیح عند التعارض جو متعارف ہی
باعتبار قوت سند اور متانت اوسکی کے اور لطافت اور ضبط اور عدالت رواۃ کی نور فع
عذر ہی کہ اول ان ہی ہر دو حدیث مذکور کی توجیہہ مذکور میں اختلاف ہی او قطع نظر اس سے باب
تاویل اور صرف عن الظاہر عند الضرورۃ مفتوح ہی سلفاً و خلفاً بالاتفاق پس اب بعد تمہید مذ الظلال
اور امثلہ قرآنی اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عربیہ فصیح عرب و غیرہ امثلہ بخود عربیہ بیان کیی جاتے
ہیں جنکے بیان کرنا چاہیئے اصل حقیقت یہہ ہی کہ یہہ فقرہ فیہ نبی کنیکم از قبیل قاعدہ مشاکلۃ
و ازدواج ہے جو عبارۃ ہی ذکر اشیٔ بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبتہ تحقیقاً او تقدیراً ہی مانند قول شاعر
کی المبحوالی حبۃ و قمیصاً واقع اس شعر مندرجہ مختصر معانی وغیرہ کی قالوا اقترح شیئاً نجد لک طبخہ
قلت اطبخوالی حبۃ و قمیصاً یعنی کہا قوم منقاد ہیں نے فرمائش کر اور طلب کر تو کسی طعام کو ہنوز ان
ہم اچھی طرح طیار کریں او رجبہ کریں ہم واسطے تیری بخگی اوسکی کہا پس پکاؤ تم واسطے میرے
جبہ اور قمیص یعنی سیدھو تم واسطے میرے جبہ او قمیص پس تعبیر خیاطت ساتھہ لفظ طبخ کی بسبب
وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف الصریح عن ظاہرہ ظاہر ہو گیا او مانند
قولہ تعالی و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا میں کافی ہی لفظ مثلہا کا جیسا کہ دوسری جگہہ کلام میں
ہی وجزاء سیئۃ مثلہا ہی معلوم ہوا کہ تکرار سیئۃ ترسبیل مشاکلۃ ہی علی ہذا القیاس مکر و اکر
اللہ و اللہ خیر الماکرین یعنی جزادی اللہ تعالی نے یا مراد مکر ہی نسبت حضرت حق تعالی کی
ہی کہ الیسال التعبیر بحیث لا یدری صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے کہی ہی جہاں
رقبیل صرف الشیٔ الصریح عن ظاہرہ ہی او مثل اوسکی انہم یکیدون کیدا و اکید کیدا انتہی

ہی مجاز اجسکی شان کلیہ ہی خصوص البی مع فرق بیان قواعد میں بموجب الاکثر حکم الکل و نیز الغالب العام کالمتحقق فی ادارۃ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیۃ اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ تہاوی ہر دو حدیث مذکور ضرور نہیں بلکہ حدیث الحارس الجا منسوخ ہی بمانند نسخ حدیث الوضوء مما مست النار کی ساتھہ حدیث تناول لحم بختہ کی و بمانند نسخ وضوء بس ذکر کی ساتھہ حدیث ہل ہو الا بضعۃ کے ہی جیسا کہ یہہ قول بہی محدثین ہی کا ہی یا قاعدہ ترجیح عند التعارض جو متعارف ہی باعتبار قوت سند اور متانت اوسکی کے اور ثقاہت اور ضبط اور عدالت رواۃ کی تو رفع عذر ہی کی اول ان ہی ہر دو حدیث مذکور کی توجیہہ مذکور میں اختلاف ہی او قطع نظر اس سے باب تاویل اور صرف عن الظاہر عند الضرورۃ مفتوح ہی سلفاً و خلفاً بالاتفاق پس اب بعد تمہید ہذا الظاہر اور اشد قرآنی اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عربیہ فصیح عرب و غیرہ امثلہ بخود عربیہ بیان کیے جاتے ہیں جو بے ہیان کرنا چاہیئے اصل حقیقت یہہ ہی کہ یہہ فقرہ فیہ نبی کنیکم از قبیل قاعدہ مشاکلۃ و ازدواج ہے جو عبارۃ ہی ذکر الشئی بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبتہ تحقیقاً او تقدیراً ہی مانند قول شاعر کی الطبخوالی جبۃ و قمیصاً واقع اس شعر مندرجہ مختصر معانی و غیرہ کی قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ قلت اطبخوالی جبۃ و قمیصاً یعنی کہا قوم منقاد ہیں نے فرمائش کر او طلب کر تو کسی طعام کو ہنوز ہم اچھی طرح طیار کریں او رجبہ کریں ہم واسطے تیری بخگی اوسکی کہا ہیں نے پکاؤ تم واسطے میرے جبہ او قمیص یعنی سیو تم واسطے میرے جبہ او قمیص پس بتعبیر خیاطت ساتھہ لفظ طبخ کی بسبب وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف الصریح عن ظاہرہ ظاہر ہو گیا او بمانند قولہ تعالی وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ہیں کافی تہا لفظ مثلہا کا جیسا کہ دوسری جگہہ کلام ہیں وجزاء سیئۃ مثلہا ہی معلوم ہوا کہ تکرار سیئۃ ثانیہ بسبیل مشاکلۃ ہی علی ہذا القیاس مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جزا دی اللہ تعالی انہا مراد مکر ہی نسبت حضرت حق تعالی کی ہی کہ الیہا التعبیر بحیثیت لابد ری صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے تفسیر کی ہی جہاں رقبیل صرف الشئی الصریح عن ظاہرہ ہی اور مثل اوسکی انہم یکیدون کیدا و اکید کیدا اتی

اثر مذکور سی ہادی غیر ہی جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ نی توجیہہ وجہہ کی ہی اور اوسکی قبول سی
عبارت دافع الوسواس وغیرہ عبارات مین مبعہ وتبعہ وعاضدہ کو وسواس پیدا ہوا اور صورت
مشاکلت اگرچہ لفظ نبی مشبہہ ہمشکل جزا رسیئہ سیئہ مشابہا لفظ زاید لطور اقحام ہی مگر آخر
وجود لفظ تشبیہ مقتضی ہی وجود طرفین اور مایہ التشبیہ یعنی علاقہ تشبیہہ کو اس فقرہ اثر مذکور فی
کینکہ مین پس ان الذی وامہ کا اسطرح ہی جیسا کہ مثلک لا یبخل مین مقرر ہی یعنی کچھہ نظر طرف مشبہہ اور علاقہ
تشبیہہ اور حرف تشبیہہ کی اصلا نہین ہے سوای مشبہہ بہ کی یعنی متکلم مشبہہ بہ مخاطب کو کہتا ہی کہ تو
بخیل نہین جیسا کہ محاورہ اردو مین کچھہ جیسا شخص یہہ کام کری اوسکا خیال ہی نہین ہوتا
ہی بلکہ مراد یہ ہوتی ہی کہ تو یہہ کام مت کر علی ہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہ ہی کہ کوئی
طبقات ستہ مین نہین ہے خاتم النبیین صلعم کی سوای جو کہ مختص ہین ساتھہ خاتمیت مطلقہ
کی بلا تفصیل لاغیر علی ہذا القیاس ہی توجیہہ تمثلی ہی نسبت آدمیت اور نوحیت اور ابراہیمیت
اور عیسائیت کی اور کچھہ ضرور نہین کہ مصدق اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث النبوۃ بلا شرکت
سوای بمشابہ وصف محمدیت محیثیت مذکور یعنی نبوت اسلئی کہ نبوت ہر شئی کا اپنی اپنی
خصائص اور لوازم کی ساتھہ ہوتا ہی نفس تشبیہہ کو اسمین کچھہ دخل نہین چنانکہ نبوت حضرت لوط
عہ حضرت ابراہیم ہین علیہما السلام نا بت ہوئی اور کسی کی نبوت عہد خاتمیہ مین ثابت نہوی
بخلاف اوس صورت کی کہ یہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث العلمیہ ہون اور وصف خاتمیہ
سی تو کچھہ لگاؤ ہی نہین کہ اس لفظ کا تو اثر مذکور مین اثر ہی نہین اور شرکت علمی اور اسمی سی خاتمیہ کو
کچھہ ضرر سی نہین فافہم یا لفہم الاتم اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشاکلت سی نہین
بلکہ از باب تشبیہہ ہی بوجہ الفاظ تشبیہہ کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ منشا اس اعتراض کا ملفوظ ہونا
لفظ تشبیہہ کا ہی فقرات مذکورہ مین مانند لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سو یہ امر قریب واضح ہو چکا کہ
لطور اقحام واسطی تحسین کلام لفظ زایدی مانند کاف قولہ تعالیس کمثلہ شئی وہو السمیع العلیم کے
اور استعمال تشبیہہ مین لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہین مانند زید اسد وفلان خاتم

اثر مذکور سی ہادی غیر نبی جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ نی توجیہہ وجیہہ کی ہی او اوسکی قبول سی
عبارت دافع الوسواس وغیرہ عبارات سی معہ متبوعہ وعاضدہ کو وسواس پیدا ہوا اور زصورت
مشابکات اگرچہ لفظ نبی مشبہ ہمشکل جزء سیئہ سیئہ مشابہا لفظ زاید بطور اقحام ہی مگر آخر
وجود لفظ تشبیہ مقتضی ہی وجود طرفین او رمایہ التشبیہ یعنی علاقہ تشبیہ کو اس فقرہ اثر مذکور فی نہیں
کیونکہ سی پیشتر الزام اس ایہ کا اسطرح پر ہی جیسی کہ مشابکات لا یخل سی مقرر ہی یعنی کچھہ نظر طرف مشبہ او علاقہ
تشبیہ او حرف تشبیہ کی اصلا نہیں ہے سوای مشبہ بہ کی یعنی متکلم مشبہ بہ مخاطب کو کہتا ہی کہ تو
بخیل نہیں جیسا کہ محاورہ اردو ہی کچھہ جیسا شخص یہہ کام کری او رمشبہ کا خیال ہی نہیں ہوتا
ہی بلکہ مراد یہ ہوتی ہی کہ تو یہہ کام مت کر علی ہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہ ہی کہ کوئی
طبقات ستہ سی نہیں ہے خاتم النبیین صلعم کی سوای جو کہ مختصر سی ساتھہ خاتمیت مطلقہ
کی بالتفصیل لاغیر علی ہذا القیاس ہی توجیہہ متمسک ہی نسبت آدمیت او رنوحیت او رابراہیمیت
او عیسائیت کی او کچھہ ضرور نہیں ہے مصدق اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث النبوۃ بلا شرکت
سوای بمشابہ وصف محمدیہ محیثیہ مذکورہ یعنی ثبوت اسلئی کہ ثبوت ہر شئی کا اپنی اپنی
خصایص او رلوازم کی ساتھہ ہوتا ہی نفس تشبیہہ کو اسمیں کچھہ دخل نہیں چنانکہ ثبوت حضرت لوط
علیہ حضرت ابراہیم علیہما السلام ثابت ہوئی او رکسی کی ثبوت عہد خاتمیہ میں ثابت نہوئی
بخلاف اوس صورت کی کہ ہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث المعلمیہ ہوں او روصف خاتمیہ
سی تو کچھہ لگاؤ ہی نہیں کہ اس لفظ کا تو اثر مذکور میں اثر ہی نہیں او رشرکت علمی او راسمی سی خاتمیہ کو
کچھہ ضرر ہی نہیں فافہم بالفہم الاتم او راگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشابکات سی نہیں
بلکہ از باب تشبیہہ ہی بوجہ الفاظ تشبیہہ کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ منشا را اس اعتراض کا ملفوظ ہونا
لفظ تشبیہہ کا ہی فقرات مذکورہ میں مانند لفظ کاف او لفظ مثل وغیرہ سو یہ امر قریب واضح ہوچکا کہ
بطور اقحام واسطی تحسین کلام لفظ زاید ہی مانند کاف قولہ لیس کمثلہ شئی وہو السمیع العلیم کے
او استعمال تشبیہہ میں لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہیں مانند زید اسد وفلان بحر خاتم

ہمراہ علم کی کو یا کردہ یکتا ہی اگر نبی ہی مراد مطلق نبی ہی اسحدیث دوسری ہین بھی نہ ہی تو ال واحد ہی
اور تعبیر نہ یذکور ہین جو کسی روایت مین ساتھ لفظ محمد کے کم اور ادم کا دکھم جو واقع ہی تو نشارک اسی
عدد نشارک کو صفی مصور ہی کور کے علاوہ ہر ہین ہی پس یہ اثر ندکور بالضرور واجب التاویل مصروف
الظاہر ہی تاکہ مخالف نہو نصوص قطعیہ کی مانند آیہ خاتمیہ اور آیہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الایۃ
کی جیسا کہ قسطاسون مین مذکور ہی فافہم ولا تتوہم پس اگر کہا جاوی کہ معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
مذکور کو دخل نہین درباره اثبات معانی اور مطالب کی تو پھر اثبات مطلب خاتمیہ خواتم سنہ اثر ندکور
کو کیا مانع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ ہمین شرط یہ ہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کی جو نصوص قطعیہ سے
ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع نظر خاتمیہ سی اثبات مطلب کو ثبوت دور ہی جو کہ اوسکا موقوف
علیہ ہی یعنی نفس نبوت وہ ہی بوجہ استحالہ لزوم شرکت وقسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
نسبت بمخالفت نصوص قطعیہ کی جیسا کہ گذرا اور سرا پا تمام قسطاس کا یہ ہی مطلب ہی اور
یہ امر علی حسب المقام واقرار مین معلوم ہو سکتا ہی فقط واللہ اعلم اور علی ہذا القیاس قولہ نعم فتبارک
اللہ احسن الخالقین مجاز سی احسن المصورین ہی چنانچہ درباره وعید تعذیب مصورین وارد حدیث
صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی احیوا ما خلقتم ای ما صورتم روز حشر مصورین کو تکلیف دیجاوی گی کہ
انکو زندہ کرو اور حسن تصویر سازی بدون جان اندازی غیر متصور ہی سوای صرف ادعا کی اوکیا
ہی اور نکتہ اس مجاز یعنی صرف الظاہر کا یہ ہی کہ نسبت مصورین کو یا در پردہ دعوی خدائی
کا واسطہ تھا اور شرایع سابقہ کو اجازۃ تھی مگر اس شریعت غرا مطہرہ کی اس واسطہ کی بوت
ہی تطہیر و تقدیس فرمائی گئی کہ اجازت نہوئی علی ہذا القیاس اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب
یتلی علیہم ان فی ذلک لرحمۃ وذکری لقوم یؤمنون اولم یکفہم انا ارسلناک للناس جمیعا مین مجاز یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التنزیل مین اسکی تفسیر
اولم یعلم الذین آمنوا سی بطلاقہ اس امر کی مناسبت کی کہ یاس اور نا امیدی او ستوقت ہوتی ہی
جبوقت علم ہوتا ہی نامرادی کا علی ہذا القیاس لفظ نبی کا اور اور اسماء انبیاء کی اثر ندکور مین
علی اختلاف الروایات مجاز اصریح بطور صرف الظاہر کی بسبب کمال مناسبت کی فیما بین

ہمراہ علم کن کو یا کردہ یکتا ہی اگر نبی ہی مراد مطلق نبی ہی اسحدیث دوسری مین بھی نہ آل واحد ہی
اور تعمیم نہ یزید کور مین جو کسی روایت مین سبا ہذہ لفظ محمد کم اور ادم کا دکم جو واقع ہی تو تشارک اسمی
مجید تشارک فی صفتی صوری کور کے علاوہ رہین ہی پس یہ اثر مذکور بالضرور واجب التاویل مصروف
الظاہر ہی تاکہ مخالف نہو نصوص قطعیہ کی مانند آیہ خاتمیہ اور آیہ دلو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الایۃ
کی جیسا کہ قسطاسون مین مذکور ہی فافہم ولا توہم پس اگر کہا جاوی کہ معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
مذکور کو دخل نہین دربارہ اثبات معانی اور مطالب کی تو پھر اثبات مطلب خاتمیہ خواتمسۃ اثر مذکور
کو کیا مانع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ ہمین شرط یہ ہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کی جو نصوص قطعیہ سے
ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع نظر خاتمیہ سے اثبات مطلب کور تو بہت دور ہی جو کہ اوسکا موقوف
علیہ ہی یعنی نفس نبوت وہ ہی بوجہ استحالہ لزوم شرکت وقسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
نسبت مخالفت نصوص قطعیہ کی جیسا کہ گذرا اور سرا پا تمام قسطاس کا یہ ہی مطلب ہی اور
یہ امر حتی حسب المقام واقرار مین معلوم ہو سکتا ہی فقط واللہ اعلم اور علی ہذا القیاس قولہ نعم افتخار
السراۃ الخالقین مجازی احسن المصورین ہی چنانچہ دربارہ وعید تعذیب مصورین وارد حدیث
صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی احیوا ما خلقتم ای ما صورتم روز حشر مصورین کو تکلیف دیجاویگی کہ
انکو زندہ کرو اور حسن تصویر سازی بدون جان اندازی غیر متصور ہی سوای صرف ادعا کی اور کیا
ہی اور نکتہ اس مجاز یعنی صرف الظاہر کا یہ ہی کہ نسبت مصورین کو یا در پردہ دعوی خدائی
کا و آمنہ تھا اور شرایع سابقہ کو اجازۃ تھی مگر اس شریعت غرا مطہرہ کی اس واسمہ کی نوت
ہی لہذا تطہیر و تقدیس فرمائی گئی کہ اجازت نہوئی علی ہذا القیاس۔ اولم یروا الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ
لہدی الناس جمیعا مین مجاز یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التنزیل مین اسکی تفسیر
اولم یعلم الذین آمنوا ہی لغۃ اس امر کی مناسبت کی کہ یاس اور نا امیدی او ستوقت ہوتی ہی
جبوقت علم ہوتا ہی نامرادی کا علی ہذا القیاس لفظ نبی کا اور اوسماء انبیاء کی اثر مذکور مین
علی اختلاف الروایات مجازا صریح بطور صرف الظاہر کی بسبب کمال مناسبت کی فمابین

وسم الشعر دان کے دفع کردیا کہ وہی ظالم ہونگی اونکو تمہاری ای مو رچو خبر نہین کیونکہ ظالم عمداً ہونا ہی
اور وہ غافل ہین تم اپنی اپنی ہانکو بغیر کسی جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک صنف مخلوق
کی فہم کرتی تہی کہ یہہ اونکا معجزہ تہا مبنیہ ہوی اور واسطی اپنی ایک نتیجہ نیک اس کلام موجہ مذکور
سی نکال لیا کہ خیرخواہی رعایا کی فرمہ پر سردار کی لازم ہی ع متاعی نیک از ہر دوکان کہ باشد
پس ہم جب اس قاعدہ تکمیل و احتراس کے جو حراست اور تکمیل کرتا ہی کلام کی نقصان سی
تقدیر عبارت قفہ فیہ نبی کینکیم اور فی کل ارض نبی کینکیم اور فیہ محمد کمحمد کم یہ ہی فیہ ہادو نذیر کینکیم
وغیرہ الفاظ جو اردہ اس انذار مذکور کی اسواسطی کہ ہرگاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبداللہ بن عباس رض
سی صادر ہوی نظر بکمال مبالغہ وصف اُن نذیرون اور ہادیون طبقات سافلہ کی کہ جو لفظ
صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی اور کلام بہی تمام ہوگیی تو خیال وسمہ نبوت کا نسبت
اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت وقسمت ہی تو آپ نی فوراً اوسکی تکمیل اور احتراس اور
حفاظت کی اور نلافی کلام مذکور بدیںطور کی کہ یہ لفظ فرمایا کینکیم یعنی ایسے نبی مذکور جو صادر
ہوا تہا رکہی اور اصل مطلب بہی توضیح کی کہ وہ نبی نہین ہین مگر انذار نبی تمہاری کی ہین
وصف ہدایت ہین اور قدم بقدم ہین اونکی علی القیاس اور انبیاء مذکور کی پس مطلب مانند اس حدیث
کے ہوگیا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور نیز اس حدیث کی من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی
خلف نبی جو شان ہی مبالغہ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت مین فافہم
اور حال قاعدہ تغلیب مذکور یہہ ہی اعطاء الشی حکم غیرہ یا ترجیح احد المغلوبین علی الآخر اجراء للمختلفین
مجری المتفقین مانند قولہ تعالیٰ وکانت من القانتین جو عبارت من القانتات تہا معدود ہوئے
عورت جماعت مردون مین سی تغلیباً یعنی واسطی غلبہ دینی کی مردونکو اور عورتونکی شرافتاً
اور نیز بوجہ قوت و قدرہ مردونکی اور عورتونکی بروی عبادت وعقل و علم وغیرہ بحکم الرجال
قوامون علی النساء اور بحکم حدیث شریف کانت رحلت الرای حق مین حضرت عائشہ صدیقہ رض
یعنی ہتین مردانہ رای تغلیباً اور مانند بل انتم قوم تجہلون جو عبارت تجہلون بصیغہ غائب تہا

وسہم لاینصرون کے دفع کردیا کہ وہی ظالم ہونگی اونکو تمہاری ای مورچہ خبر نہین کیونکہ ظالم عمًا ہونا ہی
اور وہ غافل ہین ہم اپنی اپنی بولیون گئیں جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک صنف مخلوق
کی فہم کرتی تہی کہ یہہ اونکا معجزہ تہا متنبہ ہوی اور واسطی اپنی ایک نتیجہ نیک اس کلام موجہ مذکور
سی نکال لیا کہ خیرخواہی رعایا کی فرمہ برسردار کی لازم ہی ع متاعی نیک از ہر دوکان کہ باشد
پس ہم جب اس قاعدہ تکمیل و احتراس کے جو حراست اور تکمیل کرتا ہی کلام کی نقصان سی
تقدیر عبارت قحفہ یہ ہی کہ نبیکم اور فی کل ارض نبی کنبیکم اور فیہ محمد کمحمدکم یہ ہی فیہ ہادو نذیر کنبیکم
وغیرہ الفاظ جو اردہ اس ثمرمذکور کی اسواسطی کہ ہرگاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبداللہ بن عباس رض
سی صادر ہوی نظر بکمال مبالغہ وصف اُن نذیرون اور ہادیون طبقات سافلہ کی کہ جو لفظ
صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی اور کلام بہی تمام ہوگئی تو خیال وہمہ نبوت کا نسبت
اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت وقسمت ہی تو آپ ہی فورًا اوسکی تکمیل اور احتراس اور
حفاظت کی اور تلافی کلام مذکور بدیںطور کی کہ یہ لفظ فرمایا کنبیکم یعنی بعض نبی مذکور جو صادر
ہوا تمہارکہی اور اصل مطلب یہی توضیح کی کہ وہ نبی نہین ہین مگر انذنبی تمہاری کی ہین
وصف ہدایت مین اور قدم بقدم ہین اونکی علی القیاس اور انبیاء مذکورین کی پس مطلب مانند اس حدیث
کے ہوگیا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور نیز اس حدیث کی من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی
خلف نبی جو شان ہی مبالغہ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت مین فافہم
اور حال قاعدہ تغلیب مذکور یہہ ہی اعطاء الشیء حکم غیرہ یا ترجیح احد المغلوبین علی الآخر اجراء المختلفین
مجری المتفقین مانند قولہ تعالی وکانت من القانتین جو عبارت من القانتات تہا معدود ہوی
عورت حجاجت مردون مین سی تغلیبًا یعنی واسطی غلبہ دینی کی مردونکو اور عورتونکی شرافتًا
اور نیز لوجہ قوت وقدرۃ مردونکی اوپر عورتونکی بروی عبادت وعقل وعلم وغیرہ بحکم الرجال
قوامون علی النساء اور بحکم حدیث شریف کانت رجلیہ اترای حق مین حضرت عائشہ صدیقہ رض
یعنی تہین مردانہ رای تغلیبًا اور مانند بل انتم قوم تجہلون حق عبارت تجہلون بصیغہ غائب تہا

ہین ج اقع ہی اور کلام ملک علام ہین مانند لفظ بئر کہ جمع اوسکی آبار خلاف قیاس ہی قولہ العم
و بئر معطلۃ و قصر مشید اور آبار سلبہ متبر کتب احادیث ہین مانند بئر بضاعہ و بئر بصہ اور بئر
جمل اور بئر حاء اور بئر اریس اور بئر رومہ قولہ صلعم من اشتری بئر رومۃ فلہ الجنۃ اور لفظ بئر حاء اگر
لفظ مرکب علم ہی تو بفتح باء موحدہ ہے اور اگر یکسر باء موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
لفظ بئر طرف حاء کی کہ نام ہی شخص کا پس اسقدر تکدد و کاوش اور اصرار بعد اصدار اسقدر دلایل
جلائل کو اہل وشوار ہی بیکار ہی آمیزہ اختیار ہی ہاز از انکار رویکار و تکرار خاطر آزار بر قرار
ہی پھر آدمی لاچار ہی فقط قسط اس شان نزد ہم اور جانا چاہئی کہ اکثر روایات عروۃ حضرت
عبد اللہ ابن عباس رض اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض باوجود مرفوع حقیقی کے مانند اس اثر کی کہ جسکو
بہتر از خرابی دو شواری بکمال زور آوری عبارت دافع الوسواس وغیرہ مرفوع حکمی کرتی ہین
متروک العمل ہین اور حالانکہ مروی صحاح ستہ وغیرہ ہین اور از قسم نفس اعمال ہین نہ از قسم فضایل
اعمال ہین اور نہ از قسم عقاید تفاصیل حشریہ کہ حسبین ادنی درجہ کی روایت از قبیل احاد وغیرہ
یعنی شاذہ بھی معتبر ہین بخلاف نفس اعمال خصوص فرایض نماز کہ ادسمین قوی روایت درکار ہی
اور کتاب معتبر بخلاف اثر مذکور کی جو کہ بنشار ہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جسکی
ثبوت کی نصوص قطعیہ متکفل ہین اور بالاتر رتبہ ہین نفس اعمال فریضہ سی ہی از قبیل آیات
محکمات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشہر باجماع اخبار مشہورات بھی اس سی قاصر ہی اور دست بردار
مثلاً حدیث عبد اللہ بن عمر رض مروی سنن ابی داؤد وغیرہ صحاح ستہ مین سی در باب جمع بین الصلوتین
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء جسکی علت بگمان مالک راوی خوف مطر ہی حالت حضر مین مدینہ
منورہ مین اور نیز اور الجواب سنن ابی داؤد مین حدیث عبد اللہ بن عباس رض بھی ایسی ہی ہے اور اوسپر
تعامل سلفاً خلفاً فقہاء و محدثین نہین ہی متروک العمل ہے اور زیادۃ القباس حی علی خیر العمل در اذان مانند کلمہ الصلوٰۃ
خیر من النوم کہ حدیث مذکور مین موجود ہے اور باوجود اہل السنت ہے متروک العمل ہی اور اسپر اجماع ہو گیا حالانکہ کچھ اسمین وضع اعتقاد
اسلام پر نہ تھی بخلاف اوس معنی اثر مذکور کی جو مفہوم حشتین خواتم ستہ ہی کہ خلاف نصوص

قسط اس زیادہ

ہین جو اقع ہی اور کلام ملک علام ہین مانند لفظ ہبر کہ جمع اوسکی آبار خلاف قیاس ہی قولہ تعا
وہبیر مصطفایہ وقصیر منیبہ اور آبار سلسلہ متبر کہ کتب احادیث ہین مانند ہبر لقاعہ و ہبر لصبہ اور ہبر
جمل اور ہبر حمار اور ہبر ارلس اور ہبر رومہ قولہ صلعم من تشتری ہبر رومہ فلہ الجنۃ اور لفظ ہبر حمار اگر
لفظ مرکب علم ہی تو بفتح باء موحدہ ہے اور اگر مکسر باء موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
لفظ ہبر طرف حمار کی کہ نام ہی شخص کا پس اسقدر کد و کاوش اور اصرار لجوجانہ اصدار اسقدر دلایل
جلائل کہ اہل وشوار ہیچکار ہی آئینہ اختیار ہی باز انکار و پیکار و تکرار خاطر آزار برقرار
ہی پھر آدمی لاچار ہی فقط قسط اس شانزدہم اور جانا چاہئی کہ اکثر روایات عروۃ حضرت
عبد اللہ ابن عباس رض اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض باوجود مرفوع حقیقی کے مانند اس اشر کی کہ جسکو
بہتر از خرابی و دشواری بکمال زور آوری عبارت دافع الوسواس وغیرہ مرفوع حکمی کرتی ہین
متروک العمل ہین اور حالانکہ مروی صحاح ستہ وغیرہ ہین اور از قسم نفس اعمال ہین نہ از قسم فضایل
اعمال ہین اور نہ از قسم عقاید تفاصیل حشریہ کہ حسبین اولی و احجی کی روایتہ از قبیل احاد وغیرہ
یعنی شاذہ ہی معتبر ہین بخلاف نفس اعمال خصوص فرایض نماز کہ اوسمین قوی روایتہ درکار ہی
اور کتاب معتبر بخلاف اشر مذکور کی جو کہ منشا ہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جسکی
ثبوت کی نصوص قطعیہ متکفل ہین اور بالاتر رتبہ ہین نفس اعمال فرضیہ سی ہی از قبیل آیات
محکمات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشہر باجماع اخبار مشہورات بھی اس سی قاصر ہی اور دست بردار
مثلاً حدیث عبد اللہ بن عمر رض مروی سنن ابی داؤد وغیرہ صحاح ستہ مین سی در باب جمع بین الصلوتین
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء جسکی علت بگمان مالک راوی خوف مطر ہی حالت حضر مین مدینہ
منورہ مین اور نیز اور الجواب سنن ابی داؤد مین حدیث عبد اللہ بن عباس رض بھی ایسی ہی ہے اور سیر
لعمل سلفاً خلفاً فقہا و مجتہدین مین سی متروک العمل اور خلاف القیاس صلح بہ حی علی خیر العمل در بیاذان مانند کلمہ الصلوۃ
خیر من النوم کہ بیت حدیث مین موجود ہے اور بالکل اہل تسنن کے نزدیک العمل ہی اور اسپر اجماع ہو گیا حالانکہ کچھ اسمین دو وضع عقیدہ
اسلام پر نہ تھی بخلاف اوس معنی مذکور کی جو مفہوم مستفین خاتم ستہ ہی کہ خلاف نصوص

قسط شانزدہم

ہی آیتہ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الاسہ واقع اسسورہ احزاب مین کا فی ہی اور معہذا مسلمانون کو
صورت ہوئی صاحبزادہ ممدوح کی منجملہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور ہذکو یعنی اختار حضرت
عیسیٰ والیاس علیہما السلام کی کہ اوسوقت صاحب شریعت مستقلہ ہونگی اور ہوئی معنی خاتم
النبیین کے یہ نہ آوی بعد اوسکی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملت کا تو یہ قول خود از قبیل تکلف وتسلیل
ہی ہے ازقسم قول بالموجب ہی اور دعوی اثبات خاتمیہ خواتم ستہ مفروضہ کی سلئے کہ یہ معنی
خاتمیہ کی اوسپر صادق نہین آتی اسلئے کہ وہی صاحب ملت انہین ہین یعنی تابع شریعت
محمدیہ ہین جیسا کہ اعتراف اس امر کا جو عبارت دافع اوسوا سکے کیا ہی شیر بعض قسطاس مین
مذکور ہوچکا اور یہہ عذر کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جیسکی خواتم ستہ تابع ہین وہ ان ہی کی ملت ہی ہی
مقام مین فضول ہی کیونکہ ظاہر ہی تعارف اوحدود اور اقوال شارحہ حدیثہ مین ہین قسم کی اعتبار
غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہین والا نظر بادنی ملابسۃ تو ادنی امتی بھی مجازاً اپنی طرف
نسبت کرسکتا ہی کسی ہم صاحب ملت ہین جیسا کہ اہل کتاب کا لفظ نسبت یہود ونصاری
کی اطلاق شرعی ہی قرآن شریف مین جابجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہہ قید
تعریف خاتم حقیقی کی ہی کہ اضافی کی اول تو یہ دعوی بی دلیل ہی والاعین مفقود ہی اسواسطے
کہ بہر یہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتم اضافی کی اور نبی ناسخ اوسکی ملت
کا آسکتا ہی گو اوسکی ملت اضافی ہی بھی مگر اسپر استحالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتم
حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جسکا عدم نسخ ہر گونہ حقیقۃً واضافۃً
حالاً ومآلاً مسلمات شرعیہ سی ہی پس یہ امر باطل ہے پس درحقیقت یہہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
حقیقیہ کی اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسواسطے کہ اضافہ ایک امر
اعتباری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع منتزع اور فرض فارض کی ہی بنظر
عوام عامی ہی پس خاتم اضافی جیسا کہ اپنی طبقہ کی نسبت خاتم تھا ویسا ہی منسوخ
الشریعت الحقیقیۃ المطلقۃ والخاتمیۃ المطلقۃ بالاضافۃ ہوا کیونکہ کل ذخیرہ خاتم اضافی

ہی آیتہ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الاسہ واقع اسمیں رہ احزاب میں کافی ہی اور معہذا اسلمنا در
صورت ہونے صاحبزادہ ممدوح کی منجملہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور یدکو یعنی اتمام حجت
عیسیٰ والیاس علیہما السلام کی کہ اوسوقت صاحب شریعت مستقلہ ہونگے اور رسولی معنی خاتم
النبیین کے یہ کہ نہ آوی بعد اوسکی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملت کا نوبہ قول خود از قبیل تکلف وتسہیل
ہی واز قسم قول بالموجب ہی اور دعوی اثبات خاتمیۃ خواتم ستہ مفروضہ کی اسلئے کہ یہ معنی
خاتمیۃ کی اوسپر صادق نہیں آتی اسلئے کہ وی صاحب ملت نہیں ہیں یعنی تابع شریعت
محمدیہ ہیں جیسا کہ اعتراف اس امر کا جو عبارت دافع الوسواس نے کیا ہی بتغیر بعض قسطاس میں
مذکور ہوچکا اور یہہ عذر کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جسکی خواتم ستہ تابع ہیں وہ ان ہی کی ملت ہی ایسی
مقام میں فضول ہی کہ ظاہر ہی تعاریف اور حدود اور اقوال شارحہ حدیثہ میں ہیں قسم کی اعتبار
غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہیں والا نظر بادنی ملابسۃ تو ادنی امتی بھی مجازاً اپنی طرف
نسبت کرسکتا ہی کسی ہم صاحب ملت ہیں جیسا کہ اہل کتاب کا لفظ نسبت یہود ونصاری
کی اطلاق شرعی ہی قرآن شریف میں جابجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہہ قید
تعریف خاتم حقیقی کی ہی کہ اضافی کی اول تو یہ دعوی بی دلیل ہی والاعین مقصود ہی اسواسطے
کہ پھر یہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتم اضافی کی اور نبی ناسخ اوسکی ملت
کا آسکتا ہی گو اوسکی ملت اضافی ہی ہی مگر اسپر استحالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتم
حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جسکا عدم نسخ ہر گونہ حقیقۃً واضافۃً
حالاً ومآلاً مسلمات شرعیہ سی ہی ہیں یہ امر باطل ہے پس درحقیقت یہہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
حقیقیہ کی اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسواسطے کہ اضافہ ایک امر
اعتباری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع منتزع اور فرض فارض کی ہی بنظر
عوام امر عادی ہی پس خاتم اضافی جیسا کہ اپنی طبقہ کی نسبت خاتم تھا ویسا ہی منسوخ
الشریعت الحقیقۃ المطلقۃ والخاتمیۃ المطلقۃ بالاضافۃ ہوا کیونکہ کل فرد خاتم اضافی

آتا ہی اور خلاف اسکی تفسیر تفسیر بالرائی ہی بالکل غیر متلقی بالقبول ہے اور لزوم استحالہ شرکت
فی النبوت جو کہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور برادۃ اس سے دامن خاتمیۃ کی واجب
الاذعان متعرض الایمان والایقان ہی تو ہر صورت اس عقیدہ کی پیوند جان ہی اور میں
کہتا ہوں معنی لا نبی بعدی انہ لا نبی بعدی یعنی سوا رکان زمان الحیات اور زمان الوفات
لانتہا زمان واحد بعدم نسخ تلک النبوۃ اور علی ہذا القیاس وجود خواتم ستہ قبل زمان بعثۃ حضرت
نبی آخر الزمان صلعم بوجہ مذکور متحیل ہے فاسلوہ فی النقر یر الا رمنۃ الثلث فافہم

قسطاس ہفتم جاننا چاہئے کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الوساوس واقع صفحہ بارہ میں
کے کہ در صورت قبلیت وجود آواخر رسل اسل تحتانیہ بہ نسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
جو دعوی ہے تو بین دعوی خاتمیۃ اونکی کے صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ اونکی
میں مانند انبیاء گذشتہ کی بشرط نبوت وجود اونکی کے تو کچھ کلام نہیں کیونکہ تمام انبیاء
سابقین گذری ہی ہیں خواہ مستقل التشریعیہ ہوی یا تابع شریعت دوسرے کی ہوی انبیاء
سابقین میں سے الا بشرط تابعیۃ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھ استحالہ قساطیس
سالفہ میں گذری موجود ہیں خصوص خاتمیہ جو وابستہ بسلسلہ ترتیب زمانی ہی اور مجمع علیہا ہے وہ واسطے
اونکی کچھ فافہم واحفظ۔ جاننا چاہئے کہ مراد شرط تابعیۃ شریعت محمدیہ سے درباره شرکت
مذکورہ قساطیس بالتابعیۃ حیثیت العمل ہی بوری شریعت ورنہ اشتراک بعض جزئیات اعمال تو اکثر
شرائع میں ہوتا ہی کہ وہ باعث الغرابۃ اور استقلال نہیں بنہ مراد من حیث العقیدہ ہے ورنہ من حیث
العقیدہ میں تو کچھ کلام ہی نہیں جیسا کہ قول امام فخر رازی در تفسیر حسبی تحت آیہ وان من شیعتہ لابرہیم شاہد
اس تحقیق کا ہی در تفسیر لباب از امام رفرح نقل میکنند کہ ضمیر عاید بحضرت رسالت پناہ کنایہ غیر مذکور و
ابراہیم علیہ السلام اگرچہ بصورت سابق بود اما بمعنی متابع اوست زیرا کہ چون ہیرو ان بفضل وی معترف گشتہ
ودین او را ستودہ و برای او دعا کردہ کہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الایۃ پیش از تو آمدہ بسی انبیاء و تو
گر آخر آمدی ہم را بشیوا لوئی ہ خوان خلیل مست گمان مبر کہ آخر آمدی ہم را بشیوا لوئی ہ بسر

آتا ہی اور خلاف اسکی تفسیر تفسیر بالرائی ہی بالکل غیر متعلق بالقول ہے اور لزوم استحالہ شرکت
فی النبوت جو کہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور برارۃ اس سے دامن خاتمیۃ کی واجب
الاذعان متعرض الایمان والایقان ہی تو بہر صورت اس عقیدہ کی پیوند جان ہی اور مین
کہتا ہون معنی لانبی بعدہ انہ لانبی بعدی یعنی سوا رکان زمان الحیات اور زمان الوفات
لانہا زمان واحد بعد نسخ تلک النبوۃ اور علی ہذا القیاس وجود خواتم ستہ قبل زمان بعثۃ حضرت
نبی آخر الزمان صلعم لوجہہ مذکور مستحیل ہے فاسلک فی التقریر الا رمتہ الثالث فافہم

قسطاس سنز دہم جانا چاہئے کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الوساوس واقع صفحہ بارہون
کے کہ درصورت قبلیتہ وجود آواخر سلاسل تحتانیہ بہ نسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
جو دعوی ہے تو بین بین دعوی خاتمیتہ اونکی کے صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ اونکی
ہین نہ انبیاء گذشتہ کی بشرط ثبوت وجود اونکی کے تو کچھہ کلام نہین کیونکہ تمام انبیاء
سابقین گذری ہی ہین خواہ مستقل الشریعتہ ہوی یا تابع شریعت دوسرے کی ہوی انبیاء
سابقین مین سے الا بشرط تابعیتہ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھہ استحالہ قساطیس
سابقہ مین گذری موجود ہین خصوص خاتمیتہ جو وابستہ بسلسلہ ترتب زمانی ہی اور مجمع علیہا ہے وہ سوا
اونکی کجا فافہم واحفظ ۔ جانا چاہئے کہ مراد شرط تابعیتہ شریعت محمدیہ سے درباره شرکت
مذکورہ قساطیس بالخصوص حیثیت العمل ہی پوری شریعت نہ اشتراک بعض جزئیات اعمال تو اکثر
شرائع مین ہوتا ہی کہ وہ باعث افزائش اور استقلال نہین نہ مراد من حیث العقیدہ ہے ورنہ من حیث
العقیدہ مین تو کچھہ کلام ہی نہین جیسا کہ قول امام فخر رح مندرجہ تفسیر حسینی تحت آیہ وان من شیعتہ لابراہیم شاہد
اس تحقیق کا ہی در تفسیر لباب از امام زفر رح نقل میکنند کہ ضمیر عائد بحضرت رسالت پناہ کنایہ غیر مذکور و
ابراہیم علیہ السلام اگرچہ بصور سابق بود اما بمعنی متابع اوست زیرا کہ چون ہیروان بفضل وی معترف گشتہ
ودین او را ستودہ و برای او دعا کردہ کہ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک پیش از تو آمدہ بسی انبیاء و تو
گر آخر آمدی ہمہ را پیشوا توئی ہمہ خوان خلیل امت تا کہ ان تو باشد کہ آخر آمدی ہمہ را پیشوا توئی پس

قسطاس سنز دہم

استقلال شریعت کی وہ رابع ہوئی اس شریعت کی قبل از نزول اسکی جو کچھ استحالجات قساطیس مین مذکور
ہین وہ موجود ہین پس جانا چاہئی کہ جس حالت مین خاتمیۃ علی الاطلاق واسطی آنحضرت صلعم کی
نسبت جمیع طبقات کی عبارت دافع الوسواس ہی وسواس ثابت کر چکی ہو اور اثر مذکور مین بھی خاتمیۃ
اضافیۃ کا ہی اثر ہو پھر دلیل ہونا ثبوت خاتمیۃ اضافیہ کی جو باعث ہی ایسی استحالجات شدیدہ مذکورہ
کا ہو بر بنا رای ہی اپنی کی کہ یعنی اطلاق خواتم کا کیا پس سوای اثر وسواس اور کیا تعبیر کیا جاوے
پس معلوم ہوا کہ یہ القاب و خطاب خواتم ایجادی ہی نہ شرعی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اس سے صفحہ
نمبر ۳۰ مین دافع الوسواس مین نسبت حضرت حق تعالی و تبارک کی بھی خطاب شئی عبارت مذکور لے
کچھ نہ گیا مگر استثنار مہربانی کی کہ عدا لالت عقل مستثنی کیا حالانکہ بموجب مذہب محاور اصح و ارجح
یہ ہی اور متداول ہی اور شئی مختص ہی ساتھ ممکن بالمعنی الاخص کے نہ کہ بالمعنی الاعم کی تا کہ شامل ہو ذات
حضرت حق تعالی کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلمین و حکماء کی یعنی وہ سوای ہی سی ہر طرف ہے
حاجت مہربانی استثنار کی نہین ہی بخصوص اصطلاح متکلمین پر فی الجملہ اجماع مسلمین ہو کر لقب شرعی
ہے ہو سلف کی لیاقت تو حاصل ہی بخلاف اطلاق خواتم کی کہ سلف و خلف سی یا نہین گیا پس معنی

و اللہ علی کل شئی قدیر یہ ہی ای علی کل شئی من شانہ ان یکون مقدورا و معنی و اللہ خالق کل شئ
اور معنی و ہو علی کل شئ وکیل ای من شانہ ان یکون مخلوقا و من شانہ ان یکون موکولا ای یدخل
فی وکالتہ پس بموجب حدیث شریف سنن ابی داود وغیرہ کی نہانا عن الاغلوطات ایسی قسم کی منعا طی
وہی کے کلام جس سے اسلام مین صعوبۃ واقع ہوا اہل اسلام کو زیبا نہین کچھ اور نظر دی جاسکی ہی
خصوصا بموجب اس قسم تصریحات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول عبارت دافع الوسواس مندرجہ صفحہ
نمبر ۲۰ و ۲۱ کا بعضوں نے یہ ہی کہ قول صورۃ ثالث کی یعنی صورت قیاسیہ خواتم کی حضرت خاتم النبیین
سے بطلان کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین منصرا نکی خاتمیۃ کی نہین سوا سطی
کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا سب ہمارے خاتم پر
جاری ہوگا تو اوسکی خاتمیۃ اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہو گیا اسوسطے کہ

استقلال شریعت کی اور رابع ہوئی اس شریعت کی قبل از نزول اسکی جو کچھ استحالجات قعاطیس مین مذکور
ہین وہ موجود ہین پس جانا چاہئی کہ جس حالت مین خاتمیۃ علی الاطلاق واسطی آنحضرت صلعم کی
نسبت جمیع طبقات کی عبارت دافع الوسواس بلا وسواس ثابت کرچکی ہوا ور اثر مذکور مین بھی اثر خاتمیۃ
اضافیہ کا ہی اثر رہتا ہو پھر دلیل ہونا ثبوت خاتمیۃ اضافیہ کی جو باعث ہی ایسی استحالجات شدیدہ مذکورہ
کا ہو بر بنا رای ہی ابنی کی کہ معنی اطلاق خواتم کا کیا پس سوای اثر وسواس اور کیا تعبیر کیا جاوے
پس معلوم ہوا کہ یہ القاب خطابا بخواتم ایجادی ہین شرعی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اس سے صفحہ
تیرہوین دافع الوسواس مین نسبت حضرت حق تعالی وتبارک کی بھی خطاب شئی عبارت مذکورہ
بغیر کیا مگر استثنار جہر بانی کی کہ بدلالت عقل مستثنی کیا حالانکہ بموجب مذہب محاورہ واضح وارجح
یہی ہی اور متداول ہی اور شئی مختص ہی بما یتہ ممکن بالمعنی الاعم کے نہ کہ بالمعنی الاخص کی تاکہ شامل ہو ذات
حضرت حق تعالی کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلمین وحکمار کی یعنی وہ سوری ہی سی بر طرف ہے
حاجت جہر بانی استثنار کی نہین ہے خصوص اصطلاح متکلمین پر فی الجملہ اجماع مسلمین ہو کر لقب شرعی
ہے ہوسکنے کی بنا فت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خواتم کی کہ سلف وخلف سی یا نہین گیا پس معنی

والعلی کل شئی قدیر یہ ہی ای علی کل شئی من شانہ ان یکون مقدورا او معنی واللہ خالق کل شئ
او معنی ہو علی کل شئ وکیل ای من شانہ ان یکون مخلوقا ومن شانہ ان یکون موکولا ای یدخل
فی وکالتہ پس بموجب حدیث شریف سنن ابی داؤد وغیرہ کی نہانا عن الغلوطات ایسی قسم کی منعا لطف
وہی کے کلام جس سے اسلام مین صعوبۃ واقع ہوا ال اسلام کو زیبا نہین کچھ اور نظیر دینی چاہئی ہی
تو فکیف بموجب اس قسم تفسیرات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول عبارت دافع الوسواس مندرجہ صفحہ
نہم وجوہ ال البعض جو یہ ہی کہ افول صورۃ ثالثہ کی یعنی صورت قضایہ خواتم کی حضرت خاتم النبیین
سے بطلان کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر اونکی خاتمیۃ کی نہین سوا سطی
کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی بہ نسبت انبیار اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا سب ہمارے خاتم پر
حامل ہوگا تو اونکی خاتمیۃ اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہوگیا اسوا سطے کہ

ہیں تو وہ لطیفہ سلسلہ کو ہوگا اور بصورت اختلاف اسکی کوئی امر مرتبہ سے نہیں اور جو مقتضائے ماہیتہ زمانی نہیں ضرور ہوتا
چاہیئے اس تقیض تمام معلوم ہوا کہ وہ امر جو مقتضائے ماہیتہ زمانی ہے وہ طبقات زمانی ہی جو اقسام احسام و مکان ہے
جو اقسام ذات ہی بخلاف زمان جو اقسام معنی ہے جو حرکتہ ہی معلوم ہوا کہ ماہیتہ مکان کو تبدیل ماہیتہ زمان میں دخل کلی
ہی اور اوسکو تغیر ماہیتہ ہی اور حال انکہ تصریحات مشیخین جو تمام اسکی برخلاف ہی کس نسبت شرف تبدیل کلی ہے
بنسبت زمان مکان کی فی نفسہ اور بالذات اور بہار تغیر مکان فی نفسہ اور بالذات کیا بلکہ جو دو مشترک یعنی تغیر
وضع کے ہیں بہل نوع واحد طبقہ زمانی مقدم اور لازم آتا ہی بنسبت اس طبقہ علیا کی ہی وہ جس کو ہم حال کہتے ہیں
بنسبت طبقات متاخرہ کے یعنی خلاف سلسلہ ترتیب زمانی کے بنسبت وجود خاتم حقیقی کے ہی جس طرح پر کہ وجود خاتم حقیقی
متقدم ہوا ہے طبقہ کل انبیا ہی جو جہتہ دال ترتیب سلسلہ زمان کے لیس خاتمیتہ حقیقیہ میں بالکل دست بردار ہوئی
بنسبت جمیع طبقات زمان کے کیونکہ خاتمیتہ حقیقی مندرج ہوکر اضافتین مختلفتین ہوگئی اور خاتمیتہ اضافی کے
دست برداری ہوئی بالفرض کیونکہ بلحاظ اعتبار و اضافتہ جو حقیقتہ انہا وہی ہے بالذات تمکست سلسلہ حول ہوگیا جو
مثال مشہور ہے اور خطا خاتم النبیین کا جو نبی آخر الزمان ہے مبدل بنی آخر الزمان یا آخر الطبقہ العلیا ہونا چاہیئے اور جو خاتم
کل انبیا آخر الطبقات السفلی یا انبیا اواخر الاکتفہ السفلی علی مذہب الفیاض جائز ہے کیونکہ تمام انبیا طبقہ اولیٰ علیا
اگر بعد خاتم النبیین صلعم طبقہ نہ ہو کیونکہ جمیع انبیا جمیع صفاتہ کی ہی بعد میں خاتم النبیین صلعم ہوں تو
اسکے آسیب سے نہیں جس حالت میں ترتیب زمانی کا دخل نہ ہوا اور مقتضائے مکان کو پیدا ہوا کہ اوسکی
شان سی ترتیب زمانی نہیں اور طرفہ یہ ہی کہ فیما بین مشیخین جو اختلاف پیدا ہوگیا ہا وجود متشاورا حد
کی جو وہ مکان سے کیونکہ بعض انکا مخبر وجود خواتم ہی فی عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کا اور بعض
اوسکا مخبر خواتم ہی بعد عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی اوف اوہ اوہ انکو وجود افراد النبیین
بعد وجود خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کا اور یہ وہ ہی بعض انکا مخبر وجود خواتم کو ساتھ معاصرت
خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی ہی بامضافہ ہی جسکے ترتیب کو جو ایک سند سلسلہ ہی لگتا ہی وہ ہی
نزع ضنک تمکنت فی النبوۃ کی ضمن افراد ہا اقتست فی النبوۃ فی ضمن افراد ہا کی مضمون کے ہی جیسا کہ ہو
حقیقتہ یا حکما مجھتہ شرط نا بعیتہ شرعیتہ محمدیہ مذکورہ اکثر قسا طینس کہ وہ تو ہیں مندرجان اس عقیدہ کی ہی بہر حال صورت

پس لقب خلیفہ قول تعم انی جاعل فی الارض خلیفہ علی ہذا القیاس واسطے حضرت داود کے یا داؤد
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل۔ کل الطعام کان
حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ۔ واسرائیل وہمن بدینہا واجتبینا وغیرہا خواہ ثبوت
القاب احادیث واخبار وآثار سے ہو خواہ متوارث سلف کیا رسی ہو بلا انکیر تلقی بالقبول
ہو کر متوارث ہو کر ثابت الاصل بالاجماع ہو گیا ہو یہ لقب بھی سر دست اجالۃً حجت شرعی ہی اس
طرح پر یہی لقب خاتم النبیین خاتم نہیں پایا جانا چاہئی کہ جیسی اسمار الٰہی جلبانہ توقیفی ہیں ایسی ہی
اسمار اور القاب انبیاء علیہ السلام بھی توقیفی ہیں مثلاً اسماء حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جیسا
کہ روایۃ ہی جبیر بن مطعم سی انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی اور حاشر اور مقفی بلسان حدیث شریف
واخبار وآثار ثابت ہیں اور الفاظ مرادف اونکی داخل القاب ہونگی اور یہ لقب خاتم النبیین کا
کہ بتا دیا اور بتعاقب اور متناوب کیا وقت تلفظ یا تحریر خیال کے خطرہ کسی امر طرف
سوا ہی خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا کہ اعلام مخصوصہ کیا بلکہ مخصوصہ سی مانند محمد کی بلکہ اوس
سے بھی اشہر کیونکہ علم اور کنیت کی واسطی اور ونکی اجارت ہی شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
نہ حقیقۃً نہ اضافۃً نہ حالاً نہ مآلاً اور لفظ پیغمبر اور رسول بھی بمعنی قاصد اور ایلچی اور سفیر کے مستعمل ہے
بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فافہم والا یوں تو لفظ جو ہر کہ جسکا مفہوم قائم بالذات ہی یا عتبار مفہوم
کی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جلشانہ ہو سکتی ہی مگر شرعاً روا ہی اگرچہ
عقلاً محل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہر ہی کہ الفاظ القاب یا معقول تو ہوتی ہی نہیں غالباً اور بارہا
معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطی القاب شرعیہ کی نقل درکار ہی اذلا بد لصحۃ الاطلاق من الاذن
الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الکلام والاصول چنانچہ گذرا قسطاس نہم میں اسواسطی
متکلمین نے اس قول کو یعنی اطلاق لفظ جوہر کو اور پر ذات حقتعالی کی مزلف کیا۔ جانا چاہئی کہ القاب
ناخوش سی حقتعالی جلشانہ نی منع فرمایا۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
یعنی مت پکارو تم ساتھہ لقب ناخوش کی برا ہی نام فسق کا بعد ایمان کے مثلاً بعد مسلمان ہونی کی

لیس لقب خلیفہ قولہ انی جاعل فی الارض خلیفہ علی نہج القیاس واسطی حضرت داود کے یا داود
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور واسطی حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل۔ کل الطعام کان
حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ۔ واسرائیل ومن بعدہا واجتبیا وغیرہا خواہ ثبوت
القاب احادیث واخبار وآثار سے ہو خواہ متوارث سلف کیا رسی جو بلا نکیر تسلقی بالقبول
ہو کر متوارث ہو کر ثابت الاصل بالاجماع ہو گیا سو یہ لقب بھی سر دست اجالۃً حجت شرعی ہی اس
طرح پر یہ لقب خاتم النبیین خاتم نہیں یا یگیا جانا چاہئی کہ جیسی اسماء الٰہی جلیلہ تو قفی ہیں ایسی ہی
اسماء اور القاب انبیاء علیہ السلام بھی توقیفی ہیں مثلاً اسماء حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جیسا
کہ روایۃ ہی جبیر بن مطعم سی انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی اور حاشر اور مقفی بلسان حدیث نسر نفسہ
واخبار وآثار ثابت ہیں اور الفاظ مرادف اونکی داخل القاب ہونگی اور یہ لقب خاتم ایسا ہی
کہ متبادر کیا اور متعارف اور متناوب کیا وقت تلفظ یا تحریر خیال کے خطرہ کسی اور طرف
سوا ئی خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا کہ اعلام مخصوصہ کیا بلکہ مخصوصہ سی ہے مانند محمد کی بلکہ اوس
سے بھی اشہر کیونکہ علم اور کنیت کی واسطی اور دنکی اجارت ہی شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
نہ حقیقۃً نہ اضافۃً نہ حالاً نہ مآلاً اور لفظ پیغمبر اور رسول بھی بمعنی قاصد اور ایلچی اور سیاحی مستعمل ہے
بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فافہم والا یوں تو لفظ جو ہر کہ جسکا مفہوم قائم بالذات ہی یا عتبار مفہوم
کی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جلشانہ ہو سکتی ہی مگر شرعاً نا روا ہی اگرچہ
عقلاً عمل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہر ہی کہ الفاظ القاب یا معقول تو ہوتی ہی نہیں غالباً اور یا
معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطی القاب شرعیہ کی نقل درکار ہی اذ لا بد لصحۃ الاطلاق من الاذن
الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الکلام والاصول چنانچہ گذرا قسطاس نہم میں اسواسطی
متکلمین نے اسرق کو بمعنی اطلاق لفظ جوہر کو اور بر ذات حقتعالی کی مزلف کیا۔ جانا چاہئی کہ القاب
ناخوش سی حقتعالی جلشانہ نی منع فرمایا۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
یعنی مت پکارو تم ساتھ لقب ناخوش کی برا ہی نام فسق کا بعد ایمان کے مثلاً بعد مسلمان ہونی کی

قسط ثانی دوم

کا بھی مانند عتیق کے نامشروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مرادف
ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مرادف ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طیب کی جو
مروج ہی اوسپر اطلاق لفظ حکیم کا مگر حقتعالی کی نسبت اطلاق طیب نامشروع ہی بخلاف
لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
قدس سرہ نے حجۃ البالغہ میں یہ روایت نقل کی ہے فقط اس بست و دوم جاننا چاہئے
کہ حضرت خاتم النبیین صلعم نے اپنی خصائص میں کسیکو شامل نہیں فرمایا اور دوسرا کونہو کسیکو
کر کیوں نہیں بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا سموا باسمی اسواسطے کہ اسمار اور اعلام ایسی امور
مخصوصہ میں سے نہیں ہیں سوائے خصوصیۃ وضع خاص علمی کے کہ اوس وضع خاص میں
شرکت نہیں ہوتی ہے بلکہ کمال خصائص اوصاف سی تعلق رکھتی ہیں نہ اسمار سی حتی کہ ثبوت
اسکا قرآن مجید سی ہی سورہ مریم علیہا السلام میں لم نجعل لہ من قبل سمیا کیا معنی کہ پیشتر
یحیی علیہ السلام سی کوئی اس نام کا نہیں گذرا بلکہ بعد میں بہت سا ہوی اور چونکہ کنیت میں
فی الجملہ یہی وصف پائی جاتی تھی لہذا ابتدار اسلام میں واسطی رفع ابہام ایہام شرکت
وصفی کے امتناع رہا بعد جیسی بنظر غایر بعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سی صادر
ہوتا تھا کہ اواز دیتی ہی ساتھ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوتے
تو کہتی کہ آپکو نہیں آواز دی بلکہ اور شخص کو پکارا تھا اجازۃ کنیت کی بھی ہوگئی اسلئے کہ بدرجہ
اسمار اور اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہر دو امر نسبت ایک شخص کے بعد محمد ابو القاسم نام رکھنی
کے ہوگئی اور جو امر کہ بعد نہی ہوتا ہی آکد ہوتا ہی پھر جو کہ اصل وصف آنحضرت صلعم تھا رسول اللہ
اور نبی اللہ وہ بھی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاص میں اور رسل و انبیاء علیہم السلام بھی شامل
تھی لہذا خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کی ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کو رسائی نہاں
نصیب نہوئی اور ایۃ شریفہ خاتمیہ میں بھی شرکت لفظی اور آیات بینات مشترکات کو جو کہ
متشابہات سے ہیں کا ہونا نہوی یعنی یہ آیۃ خاتمیہ بھی مکرر نہوئی جیسا کہ لقب خاتم النبیین کا

قسطاس مستقیم

کا بھی مانند عتیق کے نامشروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مرادف
ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مرادف ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طبیب کی جو
مروج ہی اوسپر اطلاق لفظ حکیم کا مگر حقتعالی کی نسبت اطلاق طبیب نامشروع ہی بخلاف
لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
قدس سرہ فی حجۃ البالغہ میں یہ روایت نقل کی ہے قسطاس مستقیم دوسرا جانا چاہئے
کہ حضرت خاتم النبیین صلعم نے اپنی خصالیص میں کسیکو شامل نہیں فرمایا اور دوسرا کونہو کسیکو
کہ کیوں نہیں بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا سموا باسمی اسواسطے کہ اسمار اور اعلام ایسی امور
مخصوصہ میں سے نہیں ہیں سوائے خصوصیۃ وضع خاص علمی کے کہ اوس وضع خاص میں
شرکت نہیں ہوتی ہے بلکہ کمال خصالیص اوصاف سی تعلق رکھتی ہیں نہ اسمار سی حتی کہ نبوت
اسکا قرآن مجید سی ہی اسورہ مریم علیہا السلام میں لم نجعل لہ من قبل سمیا کیا معنی کہ پیشتر
یحیی علیہ السلام سی کوئی اس نام کا نہیں گذرا بلکہ بعد میں بہت ہوی اور چونکہ کنیت میں
فی الجملہ یہی وصف پائی جاتی تھی لہذا ابتدا اسلام میں واسطی رفع ایہام ایہام شرکت
وصفی کے امتناع رہا بعد ازیں بنظر غایر بعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سی صادر
ہوتا تھا کہ اوازدیتی ہی ساتھ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوتے
تو کہتی کہ آپکو نہیں آواز دی بلکہ اور شخص کو لیکار اتھا اجازۃ کنیت کی بھی ہوگئی اسلئے کہ بدرجہ
اسمار اور اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہر دو امر نسبت ایک شخص کے بعنوان محمد ابو القاسم نام رکھنی
کے ہوگئی اور جو امر کہ بعد نہی ہوتا ہی آکد ہوتا ہی پھر جو کہ اصل وصف آنحضرت صلعم تھا رسول اللہ
اور نبی اللاوہ بھی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاص میں اور رسل و انبیاء علیہم السلام بھی شامل
تھی لہذا خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کی ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کو رسائی نہاں
نصیب نہوئی اور آیۃ شریفہ خاتمیہ میں بھی شرکت لفظی اور آیات بینات متبرکات کو جو کہ
منشا استشابہ لگنی کا ہوتا تھا ہوی یعنی یہ آیۃ خاتمیہ بھی مکرر ہوئی جیسا کہ لقب خاتم النبیین کا

اور من بعد و من تبلیغ و من عاونہ کی پس پشت ڈال کر از قبیل و راء کم ظہرا کر دیا اور ایک شور و شغب
اور فتنہ و فساد عرلبض المسلمین پر برپا ہو گیا غفلۃ لبسیط ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی ہی مگر
ہو تو سخت دشواری ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیۃ خاتمیۃ طیبۃ کی یہ بیان کرنے
چاہئیں جو بند کور ہوئی ہیں جیسا کہ صاف معنی اس اثر مذکور کی سلف صالح مذکور نے
بیان کئی کہ جس سی مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تفاسیر اور تراجم
سلف کی ہو جاوی تاکہ خلف کو بھی اوسمین چارہی کلام نہو وی جیسا فی تکلف محاملت
آنحضرت صلعم کا انکار کیا تہا ویسا ہی خاتمیۃ مطلقہ کو بھی بلا اضافت مان لینا تہا
اور اب بھی کیا گیا ہی و تیہ صحابہ رضہ منابعت حق تہا چنانچہ شان میں حضرت عمر فاروق رضہ
کی ہی وقافا عند کتاب اللہ ترجمہ آیۃ خاتمیۃ یعنی نہیں ہے محمد صلعم باپ کسی کا مردون تمہارے
مین سی ولیکن وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جانا چاہئی بظاہر مضمون جملہ
اول یعنی ما کان ابا احد من رجالکم تک غیر ملایم معلوم ہوتا ہی ساتھ جملہ ثانی کی یعنی ولکن رسول
اللہ و خاتم النبیین کے مگر بعد دریافت اے شان نزول کے نہایت حسپان معلوم ہوتا
ہی اور مناسب جو کہ خاصہ ہی کلام حضرت ملک علام جلشانہ کا پس جب کہ زید بن حارثہ رضہ
متبنی آنحضرت صلعم کی ساتھ حضرت زینب رضہ کی نکاح کیا اور باہم تنافر پیدا ہوا اور
نباہ جانی سخت ہوئی آخر تکرار بسیار رہنے لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم یہ ہوا کہ اگر زید
طلاق دیدیگا تو میں اپنی حبالہ نکاح میں لاؤنگا مگر بخوف عرف یہہ خطرہ کبھی مخطور ہوا کہ منافقین
طاعن ہونگی کہ متبنی کی زوجہ سی یعنی بہو سی نکاح کر لیا تو یہ آیۃ خاتمیہ نازل ہوئی وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس یعنی چہپاتا تہا اپنی جی میں اوس چیز کو کہ جسکو اللہ ظاہر
کرنیوالا تہا اور ڈرتا تہا تو آدمیون سی اور اللہ سزاوار تر ہی کہ ڈری تو اوس سی فلما
قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنی جبکہ پورا کیا زید نی اوس زینب سی حاجت کو یعنی
طلاق دیچکا تو خاوند بنایا ہمنی تجھکو اوسکا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائہم

اور من بعد و من تلیہ و من عاونہ فی پس پشت ڈال کر از قبیل و را ظہرکم ظہریا کر دیا اور ایک شور و شغب
اور فتنہ و فساد عرلیض المسلمین برپا ہو گیا غفلۃ لسیط ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی ہی مرکب
ہو تو سخت دشوار ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیۃ خاتمیۃ طیبۃ کی یہ بیان کرنے
چاہئیں جو مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ صاف معنی اس اثر مذکور کی سلف صالح مذکورنے
بیان کئی کہ جس سی مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تفاسیر اور تراجم
سلف کی ہو جاوی تاکہ خلف کو بھی اوسمین جای کلام نہو وی جیسا فی تکلف محالت
آنحضرت صلعم کا انکار کیا تہا ویسا ہی خاتمیۃ مطلقہ کو بھی بلا اضافت مان لینا تہا
اور اب بھی کیا گیا ہی و تہ صحابہ رض منابعت حق تہا چنانچہ شان مین حضرت عمر فاروق رض
کی ہی وقائع عند کتاب اللہ ترجمۃ آیۃ خاتمیۃ یعنی نہین ہی محمد صلعم باپ کسی کا مردون تمہارے
مین سی ولیکن وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جانا چاہئی لفظا ہر مضمون جملہ
اول یعنی ما کان محمد ابا احد من رجالکم نک غیر ملایم معلوم ہوتا ہی ساتھ جملہ ثانی کی یعنی ولکن رسول
اللہ و خاتم النبیین کے مگر بعد دریافت آ شان نزول کے نہایت حسبان معلوم ہوتا
ہی اور مناسب جو کہ خاصۃ ہی کلام حضرت ملک علام جلشانہ کا پس جب کہ زید بن حارثہ رض
متبنی آنحضرت صلعم کی ساتھ حضرت زینب رض کی نکاح کیا اور باہم تنافر پیدا ہوا اور
نا چاقی سخت ہوئی آخر تکرار بسیار رہنی لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم پہ ہوا کہ اگر زید
طلاق دیدیگا تو مین اپنی حبالہ نکاح مین لاؤنگا مگر بخوف عرف یہہ خطرہ بھی مخطور ہوا کہ منافقین
طاعن ہونگی کہ متبنی کی زوجہ سی یعنی بہو سی نکاح کر لیا تو یہ آیۃ خاتمیہ نازل ہوئی وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس یعنی چہپاتا تہا اپنی جی مین اوس چیز کو کہ جسکو اللہ ظاہر
کرنیوالا تہا اور ڈرتا تہا تو آدمیون سی اور اللہ سزاوار تر ہی کہ ڈری تو اوس سی فلما
قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنی جبکہ پورا کیا زید نی اوس زینب سی حاجت کو یعنی
طلاق دیچکا تو خاوند بنایا ہمنی تجھکو اوسکا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائہم

ہوتا ہا کہ شاید خاتمیۃ نسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہوا گو مرسل ہی
بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر بنظر اصطلاح شرع مابین نبی اور مرسل جو فرق رکھا گیا ہی کہ
مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ النبیین مناسب ہوا تا کہ شامل
ہو کل افراد کو پس یہ رسول مقبول اور نبی برحمت مشمول خود صاحب شریعت ماخوذ بحیثیت
خاتمیہ رسالت و نبوت ہر گونہ ہی لاغیر پس بمثابرۃ عطف مذکور خصوصی سیدنا لفظ استدراک
علی قراءۃ التشدید و فتح لام رسول علی کونہ جزاً لاسم لکن المحذوف و ہو الضمیر والا بذریعہ
صرف عطف ایا احد بفتح لام رسول علی قراءۃ التخفیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم النبیین نہیں
ہی کسیطرح جبر سوا ہی اس فرد کامل خاص کے جو لیگانہ زمین و زمان اور کون و مکان بموجب
حکم کن فکان ہی کہ یہی ملقب ہی ساتھہ اس لقب عالی خاص باختصاص کے لاغیر اور اور
اس آیۃ خاتمیۃ سی من حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خاتمیۃ کی منصب رسالت ہی
شرط ہی لہذا لفظ رسول اسدا اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں رسالت
کی جو امر خاص ہی یا یا جاتا ہی کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطی رفع اس اشتباہ
کی کہ شاید خاتم اوس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ النبیین جمع خاتم النبیین میں
ساتھہ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یوں نہیں کہ بطور عہد خارجی کی ہی جو لام معہود کا
تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیۃ بھی ہی وکان رسولاً نبیاً پس بموجب قید عبارت
دافع الوسواس و من بعد وغیرہا کی کہ خواتم ستہ تابع شریعت محمدیہ صلعم ہیں ہرگز ہرگز خاتم النبیین
نہیں ہو سکتی اسلیئے کہ وہ صاحب شریعتیہ نہیں جو کہ شان ہی رسول کی اور خاتمیۃ بے
رسالت ناممکن شرعی ہی اور سرگا کہ یہ مطلب آیۃ خاتمیۃ سی دستیاب ہوا کہ خاتم لی رسالت
نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث میں لو عاش ابراہیم لصدیق لکان نبیاً مراد نبوت سی
نبوت با رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں متحد نہیں ہیں

ہوتا ہتا کہ شاید خاتمیۃ لنسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہوا گو مرسل ہی
بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر بنظر اصطلاح شرع مابین نبی اور مرسل جو فرق کہا گیا ہی کہ
مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ النبیین مناسب ہوا تا کہ شامل
ہو کل افراد کو لیس یہ رسول مقبول اور نبی برحمت مشمول خود صاحب شریعت ماخوذ بحیثیۃ
خاتمیہ رسالت و نبوت ہر گونہ ہی لاغیر پس بمغائرۃ عطف مذکور خصوصیۃ سیدہ لفظ ادرک
علی قراءۃ التشدید و فتح لام رسول علی کونہ جزء الاسم لکن المحذوف وہو الضمیر والاندریجہ
صرف عطف ایا احد بفتح لام رسول علی قراءۃ التخفیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم النبیین نہیں
ہی کسیطرح پر سوا ہی اس فرد کامل خاص کے جو لیگانہ زمین و زمان اور کون و مکان بموجب
حکم کن فیکون ہی کہ یہی ملقب ہی ساتھہ اس لقب عالی خاص باختصاص کے لاغیر اور اور
اس آیۃ خاتمیۃ سے من حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطے منصب خاتمیۃ کی منصب رسالت بھی
شرط ہی لہذا لفظ رسول بعد اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں رسالت
کی جو امر خاص ہے پایا جاتا ہی کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطے رفع اس اشتباہ
کی کہ شاید خاتم اوس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ النبیین جملہ خاتم النبیین من
ساتھہ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یوں نہیں کہ بطور عہد خارجی کی ہی جو لام معہود کا
تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیۃ بھی ہی وکان رسولا نبیا پس بموجب قید عبارت
دافع الوسواس و من بعد وغیرہ کی کہ خواتم ستہ تابع شریعت محمدیہ صلعم ہیں ہر گز ہر گز خاتم النبیین
نہیں ہو سکتی اسلئے کہ وہ صاحب شریعۃ نہیں جو کہ شان ہی رسول کی اور خاتمیۃ بے
رسالت نا ممکن شرعی ہی اور ہر گاہ یہ مطلب آیۃ خاتمیۃ بھی دستیاب ہوا کہ خاتم فی رسالت
نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث بین لوحانش ابراہیم بعدی لکان نبیا مراد نبوت تشریعی
نبوت با رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں متحد نسبت مذہب

تھی تو بلفظ اخاھم فرمایا مانند والی عاد اخاھم ھود اور الی ثمود اخاھم صالحاً کہ یہ قاعدہ کلیہ
تفسیر قرانی ہی اور نسبت اصحاب ایکہ کی جو ایک بیشہ تھا وہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
تھی لفظ اخاھم نفرمایا کذا اقال سنجی واوستاذی مولانا محمد اسحاق المحدث قدس سرہ اور نیز خود
بموجب تحقیق عبارت واضح الوسواس مرسل ہونا ملائکہ رجن کا طبقات سافلہ مین ثابت اگرچہ
نزدیک جماہیر علماء رجن نہین ہے رسول اللہ کی طرف سی کما فی فتح المبین شرح الاربعین للنووی
ولیس من الجن رسول عن اللہ عند جماہیر العلماء حالانکہ ملائکہ سماوی ہین اور اونکا زمین مین
واسطی فصل خصومات بشری کے بشکل رجل ہوکر ثابت تحت تفسیر بابل ہاروت وماروت اور
کرامات اولیاء امم سابقہ سی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پل جھپکی
مین حاضر لانا تخت بلقیس کا براہ تحت ارض قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک مخصوص کرامات اولیاء اس امت محمدیہ کا تو کما وکیفا کچھ حساب اور بیان
ہی نہین سب کو معلوم ہی چنانچہ درمختار مین مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ منقطع
ششماہ پر ہو اور عرصہ دراز سی ظاہر ہین نہ ملا ہو اور اوسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
منسوب بزنا نکرنا چاہئی اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاویگا بوجہ جواز امکان طی ارض
براہ کرامت یہ ذکور بصورت تعین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھا اور بصورت عدم تعین
صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس مرتبہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت
ابراہیم حضرت طیب حضرت طاہر حضرت قاسم حضرت امام حسن حضرت امام حسین
اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضافہ حضرت محسن صاحبزادہ
کی عدد ستہ کی تکمیل ہوسکتی ہی ترجمہ حسن حسین محسن بزبان سریانی شبیر شبر ومشبر کچھ
ضرورت تلاش خواتم ستہ کی ہوتی اور بوجہ امر حسی کے آحاد موجودہ طبقہ عالیہ اوسوقت
کو استیعاد بھی ہوتا بخلاف کنعان پسر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
فطری نبوت سی تو کیا بلکہ نفس ایمان سی بھی محروم تھا بموجب آیۃ انہ لیس من اہلک انہ

تھی تو بلفظ اخاھم فرمایا مانند والی عاد اخاھم ھودا والی ثمود اخاھم صالحا کہ یہ قاعدہ کلیہ
تفسیر قرانی ہی اور بنسبت اصحاب ایکہ کی جو ایک بیشہ تھا دہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
تھی بلفظ اخاھم نفرمایا کذا قال سنجی واوستاذی مولانا محمد اسحاق المحدث قدس سرہ اور نیز خود
بموجب تحقیق عبارت واضح الوسواس مرسل ہونا ملائکہ ارجن کا طبقات سافلہ میں ثابت اگرچہ
نزدیک جماہیر علماء رجن نہیں ہے رسول اللہ کی طرف سی کافی فتح المبین شرح الاربعین للنووی
ولیس من الجن رسول عن اللہ عند جماہیر العلماء حالانکہ ملائکہ سماوی ہین اور اونکا زمین میں
واسطی فصل خصومات بشری کے بشکل رجل ہونا ثابت تحت تفسیر ببابل ہاروت وماروت اور
کرامات اولیاء امم سابقہ سی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پل جھپکنے
میں حاضر لانا تخت بلقیس کا بڑا تخت ارض قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیاء امت محمدیہ کا تو کما وکیفا کچھ حساب اور بیان
ہی نہیں سب کو معلوم ہی چنانچہ درمختار میں مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ مسافت
ششماہ پر ہو اور عرصہ دراز سی ظاہر میں نہ ملا ہو اور اوسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
منسوب بزنا نکرنا چاہئی اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاویگا بوجہ جواز وامکان طی ارض
براہ کرامت یہ ذکر بصورت تعین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھا اور بصورت عدم تعین
صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس مرتبہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت
ابراہیم ۔ حضرت طیب ۔ حضرت طاہر ۔ حضرت قاسم ۔ حضرت امام حسن ۔ حضرت امام حسین
اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضافہ حضرت محسن صاحبزادہ
کی عدد ستہ کی تکمیل ہوسکتی ہی ترجمہ حسن حسین محسن بزبان سریانی شبیر شبیر ومشبر کچھ
ضرورت تلاش خواہ تحقیق کی ہوتی اور بوجہ امر حسی کے آحاد موجودہ بلحقہ عالیہ اوسوقت
کو استیعاد بھی ہوتا بخلاف کنعان پسر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
فطری نبوت سی تو کیا بلکہ نفس ایمان سی بھی محروم تھا بموجب آیۃ انہ لیس من اہلک انہ

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی روی خود صاحب اثر ہین کہ یہ مطلب بعض قسطاس
مین گذرا پس کوئی قید عقلاً بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
ہو یا بطور حقیقت بہرحال ناجایز ہی شرعاً کیونکہ کمتر از تحریف نہین بلکہ یہ ہوسکتا تہا کہ اگر یہ
لقب خاتمیۃ کلام اللہ شریف مین نہوتا اور حدیث قدسی نہوتی اور اثر ابن عباس رض مین ایسا
ہی صاف مذکور نہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف مین مذکور ہی تو بوجہ تفسیر یۃ کلام اللہ شریف
قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رض حجۃ ہوتی اور منسلک ہوتا
سلک القاب شرعیہ مین اور بوسیلہ اس ہی دلیل شرعی کے حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
خود بخود ہر ایک خاتم کو پہونچ جاتا کیونکہ منشار شرعی پایا جاتا پہر گنجایش اضافت ممکن تہی
پس اب ضرور ہوئی وہ تفسیر اور توجیہ اثر مذکور جو سلفاً کیا رسی ہوئی جس سی توفیق درمیان
آیۃ خاتمیۃ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اوسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
نی سزاوار کی پس جای عذر ہی کہ کون بیٹکر ہی اثر مذکور کا مالک زاعین جو اتم کا یہ مطلب ہی کہ ہمارے
معنی کا اور ہماری تفسیر کا انکار نکرنا چاہیئی اس سی انکار انزلازم نہین آتا پس ظاہر ہو گیا
کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات مین سوای خاتم النبیین کے ہرگز ہرگز حالاً و مآلاً
حقیقۃً و اضافۃً و وہماً و فرضاً ثابت نہین اور اضافۃ اور اعتبار جو ایک امر عادی کے
قبیل سی ہی کہ تالیع اعتبار معتبر ہی بدون اذن شرعی ناروا ہی فتامل و یتیقظ۔

قسطاس بست و چہارم مشتمل بر تحقیق آیۃ حمیدہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الایۃ یعنی نہین محمد صلعم مگر رسول تحقیق گذر چکی پہلی اس سی تمام رسول اسلیی کہ لازم استغراق
کا ہی الرسل مین باستثنا خاتم النبیین جانا چاہیئی کہ اس آیۃ حمیدہ سی واضح ہی کہ سوای
ہماری خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہین اسلیی کہ جس حالت مین بیشتر اون سی سب
رسول گذر چکی اور اونکو حقتعالی نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر نفرمایا تو معلوم
ہوا کہ اگر کوئی اور بہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یون ارشاد ہوتا وما محمد

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی راوی خود صاحب اثر ہین کہ یہ مطلب بعض قسطاس
مین گذرا پس کوئی قید عقلاً مدلون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
ہو یا بطور حقیقت بہرحال ناجایز ہی شرعاً کیونکہ کمتر از تحریف نہین بلکہ یہ ہوسکتا تہا کہ اگر یہ
لقب خاتمیۃ کلام اللہ شریف مین نہوتا اور حدیث قدسی نہوتی اور اثر ابن عباس رض مین ایسا
ہی صاف مذکور نہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف مین مذکور ہی تو توجیہ تفسیریۃ کلام اللہ شریف
قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رض حجۃ ہوتی اور منسلک ہوتا
بسلک القاب شرعیۃ مین اور بوسیلہ اس ہی ذریعہ شرعیۃ کی حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
خود بخود ہر ایک خاتم کو پہونچ جاتا کیونکہ منشار شرعی یا یا جاتا پہر گنجایش اضافت ممکن تہی
پس ضرور ہوئی وہ تفسیر اور توجیہ اثر مذکور جو سلفاً خلفاً رسمی ہوئی جس سی توفیق درمیان
آیۃ خاتمیۃ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اوسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
فی سترناں کی پس جای عذر ہی کہ کون بہنکر ہی اثر مذکور کا ملکہ ذی اعین جو اتم کا یہ مطلب ہی کہ ہمارے
معنی کا اور ہماری تفسیر کا انکار نکرنا چاہیئی اس سی انکار اثر لازم نہین آتا پس ظاہر ہوگیا
کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات مین سوای خاتم النبیین کے ہرگز ہرگز حالاً و مآلاً
حقیقۃً و اضافۃً و وہماً و فرضاً ثابت نہین اور اضافۃ اور اعتبار جو ایک امر عارضی کے
قبیل سی ہی کہ تالع اعتبار معتبر ہی بدون اذن شرعی ناروا ہی فتامل و یقظ۔

قسطاس بست و چہارم مشتمل بر تحقیق آیۃ حمیدہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الایۃ یعنی نہین محمد صلعم مگر رسول تحقیق گذر چکی پہلی اس سی تمام رسول اسلیئی کہ لام استغراق
کا ہی الرسل مین باستثنا خاتم النبیین جانا چاہیئی کہ اس آیۃ حمیدہ سی واضح ہی کہ سوای
ہمارے خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہین اسلیئی کہ جس حالت مین بیشتر اون سی سب
رسول گذر چکی اور اونکو حقتعالی نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر نفرمایا تو معلوم
ہوا کہ اگر کوئی اور بہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یون ارشاد ہوتا وما محمد

کرنی حالت دارادہ نسبت صحابہ کرام کی بسبب شدت محبت کی ساتھہ رسول مقبول کے
صلعم بتقاضای بشری تسلیہ نزول اسکا ہوا جسوقت کہ اصدین شیطان نی آوازہ شہادت
آنحضرت صلعم غلط کردیا تہا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا پس واضح ہوکہ کوئی رسول ہمعصر
یا بعد عصر باعتبار زمان حیات اور وفات کی من حیث الشریعۃ المنسوبہ الامورہ الجاریہ
القدیمہ او الجدیدہ باقی نہین رہا جیسا کہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر سی دفع
دخل ہوگیا بطور جواب وسوال مقدر کی نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا بعد مین آنحضرت
صلعم کے علی ہذا القیاس وجود حضرت الیاس اسائی کہ سب منجملہ رسل خالیہ سی یعنی
گذشتہ سی ہین اور خلو عام ہی اس سے کہ حقیقی ہو مانند موت حقیقی منوا دینا کی یا موت حکمی
کی مانند رفع الی السماء نسبت حضرت عیسی علیہ السلام اور غیبوبۃ نظری نسبت حضرت الیاس
علیہ السلام لہذا لفظ فد خلت اس آیۃ مین نازل ہوا بخلاف لفظ اتاہ او توفی وغیرہ فافہم اور
صرف اس ہی موت حکمی پر جو بہان واسطی ایک غرض خاص مذکور کی ظہور مین آیا یعنی نسخ شریعۃ
سابقہ کی اکتفا نہ کیا جاویگا نسبت حضرت عیسی اور حضرت الیاس کے علیہم السلام بلکہ موت
حقیقی قطعا نسبت اونکی اینوالی ہے کہ ہر آفریدہ کی لکھگیر اور دست بگریبان ہی امر ناگزیری
اور جانا چاہیئی کہ یہ سب اقسام خلو مذکور خالی نہ ہو عزل و نسخ شریعت اونکی ہی اور نباسخ
شریعت حضرت خاتم النبیین سے صلعم کیونکہ یہان ہی مخاطب ہی خلو مذکور سی اور خالد بصیغہ
ماضی موکد بلفظ قد ساتھہ ظرف قبلیہ کی زیادہ تر دلالت رکھتا ہی اور یہ قطع واہمہ وجود کسی
نبی کے بطور مذکور اور جب کہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام غلبہ محبت مین جو اس
سوی بہانتک اس بد حواسی مین خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آنی لگی حتی کہ اوس
ہی حالت مین حضرت عثمان رضی حضرت عمر رض کو السلام علیک کا جواب نہ پانوبت
شکایت بحضرت صدیق اکبر پہونچی عذر لاعلمی و بی شعوری جانب سی اونکی پیش ہوا الحاصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی ممبر پر خطبہ پڑہا اوسمین یہ آیۃ تلاوت کی وما محمد الا رسول الایۃ

کرنی حالت دارادہ نسبت صحابہ کرام کی بسبب شدت محبت کی ساتھہ رسول مقبول کے
صلعم بتقاضای بشری تسلیمیہ نزول اسکا ہوا جسوقت کہ احدمین شیطان نی آوازہ شہادت
آنحضرت صلعم غلط کردیا تہا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا پس واضح ہو کہ کوئی رسول ہمعصر
یا بعد عصر باعتبار زمان حیات اور وفات کی من حیث الشریعت المنصوبہ الامورہ الجاریہ
القدیمیہ والجدیدہ باقی نہین رہا چہ جاکہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر سی رفع
دخل ہوگیا بطور جواب دسوال مقدر کی نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا بعد مین آنحضرت
صلعم کے علی ہذا القیاس وجود حضرت الیاس اسلئی کہ یہ سب منجملہ رسل خالیہ سی یعنی
گذشتہ سی ہین اور خلو عام ہی اس سے کہ حقیقی ہو مانند موت حقیقی مذکور کی یا موت حکمی
کی مانند رفع الی السماء نسبت حضرت عیسی علیہ السلام اور غیبوبہ بقطری نسبت حضرت الیاس
علیہ السلام لہذا لفظ فوت خلت اس آیہ مین نازل ہوا بخلاف لفظات اماتہ وتوفی وغیرہ فافہم اور
صرف اس ہی موت حکمی پر جو یہان واسطی ایک غرض خاص مذکور کی ظہور مین آیا یعنی نسخ شرایع
سابقہ کی اکتفا نہ کیا جاویگا نسبت حضرت عیسی اور حضرت الیاس کے علیہم السلام بلکہ موت
حقیقی قطعا نسبت اونکی انیوالی ہے کہ ہر آفریدہ کی گلوگیر اور دست بگریبان ہی امر ناگزیری
اور جانا چاہئی کہ یہ سب اقسام خلو مذکور خالی نہ ہو عزل و نسخ شریعت اونکی ہی اور انہاء
شریعت حضرت خاتم النبیین سے صلعم کیونکہ یہان ہیچی مطلب ہی خلو مذکوری اور خالو لصیغہ
ماضی موکد بلفظ قد ساتھہ ظرف قبلیہ کی زیادہ تر دلالت رکھتا ہی اور بقطع واسمہ وجود کسی
نبی کے بطور مذکور اوجب کہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام غلبہ محبت مین بیحواس
ہوی یہانتک اس بیحواسی مین خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آنی لگی حتی کہ اوس
ہی حالت مین حضرت عثمان رضی حضرت عمر رض کو السلام علیک کا جواب ندیا نوبت
بحکایت بحضرت صدیق اکبر پہونچی عذر لاعلمی و بیشعوری جانب سی اونکی پیش ہوا الحاصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی ممبر پر خطبہ پڑہا اور مین یہ آیہ تلاوت کی وما محمد الا رسول قد

ہی داخل کیا قطع نظر اس سے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم ستہ مفروضہ ایمان مفصل معین پایا جاتا ہی
جیسا کہ یہہ اثر لعین بالاسحار کرتی ہی فیہ آدم کا وکلہم الخ اسلئے کہ اثر مذکور مین ایمان بالاجمال
نہین بلکہ یہ از قبیل ایمان بالتفصیلی و التعیینی سمجھا جاتا ہی نہ اجمالی کیونکہ ایمان اجمالی وہ ہی کہ
مؤمن بہ کا علم سربستہ ہو شامل جمیع افراد کو جیسا کہ مجموعاً مجملاً اس کریمہ مین ہر دو صنف مذکور
ہین قولہ ورسلا ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک پس یہ خواتم ستہ منجملہ انبیاء
مقصوص علیک متعین الاسماء متعین الذکر بالاستقلال سے ہونی چاہئین مانند حضرت آدم
وحضرت نوح وحضرت ابراہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو ممثل ہین کہ جنکی اوپر
ایمان تفصیلی ہی بجای خود مستقل ہے نہ مانند اون انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھہ ذکر
قرآن وحدیث مین نہین سوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نوحی الیہ مثل ما اوحی الی نوح
مجموعاً مجملاً مطابق مضمون آمنت باللہ ورسلہ کی مجموعاً مجملاً ذیل وجیل مین زمرہ جمیع انبیاء
کی بالتفصیل اور جانا چاہئی کہ ایمان اجمالی عبارت ہی ایمان بالتفصیل سی بنسبت جمیع انبیاء
قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تاکہ غیر نبی کو شامل نہو اور وہ غیر نبی داخل نہو اور
کوئی رہ نہ جاوی حالانکہ یہ خواتم ستہ غیر قطعی الثبوت ہین نزد ناعین ہی بلکہ ظنی الثبوت ہین
جیسا کہ عنقریب گذرا اور یہ کفایت ظن ایمان اجمالی مین نزد باعین جو بدرجہ یقین معتبر
ہی تو نسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور نہین ورنہ یہہ ایمان اجمالی غیر نبی کو نبی کر سکتا ہی
اسلئے کہ اعتبار ایمان اجمالی محض واسطے رفع ایسی اشتباہ کی ہی کہ تفصیل مین خصوص تعداد تفصیلی
مین خاتم خاتم لقب بلقب مانند خواتم ستہ کی ہو سکتا ہی کہ شاید غیر نبی نبی ہو جاوی یا عکس اسکا
لہذا کتب عقاید مین عدم تعداد انبیاء درپارہ ایمان کی اولی اور احوط کیا بلکہ اوجب اور اکد
سمجھی گئے پس خواتم ستہ اگر انبیاء قطعیہ کی زمرہ مین داخل ہین تو ایمان اجمالی مین داخل ہین
والا فلا ثابت ہوا کہ منشاء اسکا افراد قطعیہ ہین نہ ظنیہ فافہم اور جانا چاہئی کہ مراد منہم من
قصصنا علیک سی عالم ہی اس ہی کہ انبیاء مقصوص الاسم یا مقصوص اللقب ہون یا مذکور

ہی داخل کیا قطع نظر اس سے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم ستہ مفروضہ ایمان مفصل معین پایا جاتا ہی
جیسا کہ بہہ اثر لقین بالاسحار کرتی ہی فیہ آدم کا دکھم الخ اسلئی کہ اثر مذکور مین ایمان بالاجمال
نہین بلکہ یہ از قبیل ایمان تفصیلی و تعینی سمجھا جاتا ہی نہ اجمالی کیونکہ ایمان اجمالی وہ ہی کہ
مؤمن بہ کا علم سر بستہ ہو شامل جمیع افراد کو جیسا کہ مجموعًا مجملًا اس کریمہ مین ہر دو صنف مذکور
ہین قولہ ورسلا ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک پس یہ خواتم ستہ منجملہ انبیاء
مقصوص علیک متعین الاسماء متعین الذکر بالاستقلال سے ہونی چاہئین مانند حضرت آدم
وحضرت نوح وحضرت ابراہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو ممثل ہین کہ جنکی اوپر
ایمان تفصیلی ہی بجای خود مستقل ہے نہ مانند اون انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھہ ذکر
قرآن وحدیث مین نہین سوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نوحی الیک ما اوحی الی رسل الخ
مجموعًا مجملًا مطابق مضمون آمنت باللہ ورسلہ کی مجموعًا مجملًا ذیل وجیل مین زمرہ جمیع انبیاء
کی بلا تفصیل اور جانا چاہئی کہ ایمان اجمالی عبارت ہی ایمان بالتفصیل سی نسبت جمیع انبیاء
قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تاکہ غیر نبی کو شامل ہو اور وہ غیر نبی داخل نہو اور
کوئی رہ نہ جاوی حالانکہ یہ خواتم ستہ غیر قطعی الثبوت ہین نزد زاعمین ہی بلکہ ظنی الثبوت ہین
چنانچہ عنقریب گذرا اور یہ کفایت ظن ایمان اجمالی مین نزد بکہ زاعمین جو بدرجہ یقین معتبر
ہی تو نسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور نہین ورنہ یہہ ایمان اجمالی غیر نبی کو نبی کر سکتا ہی
اسلئی کہ اعتبار ایمان اجمالی محض واسطی رفع ایسی اشتباہ کی ہی کہ تفصیل مین خصوص تعداد تفصیلی
مین نام نام لقب بلقب مانند خواتم ستہ کی ہو سکتا ہی کہ شاید غیر نبی نبی ہو جاوی یا عکس اسکا
لہذا اکثر علماء مین عدم تعداد انبیاء درباره ایمان کی اولی اور احوط کیا بلکہ واجب اور لازم
سمجھی گئے پس خواتم ستہ اگر انبیاء قطعیہ کی زمرہ مین داخل ہین تو ایمان اجمالی مین داخل ہین
والا فلا ثابت ہوا کہ منشار اسکا افراد قطعیہ ہین نہ ظنیہ فافہم اور جانا چاہئی کہ مراد منہم من
قصصنا علیک سی عام ہی اس سی کہ انبیاء مقصوص الاسم یا مقصوص اللقب ہون یا مذکور

نصوص قرآنی سے نہ روایات احاد متواترات سے اور نہ دلیل ظنی کو جو خبر آحاد ہی بطور مذکور
کافی سمجھتی ہے بلکہ صرف ظن کو اس باب میں کافی سمجھتی ہے جنانکہ مذکور ہوچکا اور جو کچھ اوسکی جزئی
ہتی دیکھی بہر اس پر بھی شاکر و صابر نہیں بلکہ دلیل اثبات نبوۃ کی ساتھہ قطعیت کی بلا دلیل
ہوتی ہی سلئی کہ دلیل ہی اثبات نبوۃ بالاجمال کے جو منصوص قرآنی از قبیل امور مقطوع ہی ہی
درباره اون انبیاء کی جو واقعی النبوت ہین جیسا کہ ہمنی عنقریب تحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
پس کمال جرات ہی یا کمال غفلت ع مثنوی مولانا روم ع دیدہ اسپی کم کرہ خر دید ع جانا چاہیے
کیا بلکہ پوچھا چاہئی کہ ہرگاہ اعتبار ایمان اجمالی مذکور مین بشرط صالحیۃ افراد واسطی کفایۃ
قطعیۃ کی معلوم ہوئی تو پھر دخل افراد غیر صالحہ للقطعیۃ یعنی خواتم شتہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجمالی
مین محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا دو حکم متغایرین کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
من حیث الانفراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیۃ مذکورہ اور پھر وہ مفقود مثلاً
ترکیب رسن بافتہ مین جو اجزاء صالحہ غیر متنافرہ سی ہی بسبب امتزاج کی قوت فتیل کرنے
اسپ و پیل کے یقینی ہی بخلاف کسی ایک جزء کی بالانفراد یا چند جزء کی بالاجتماع جو کمتر از نصاب
ترکیب و امتزاج ہون یا بالاجتماع بالاجزاء المتنافرۃ بالتنافر الذاتی پس ظاہر ہوا کہ ہنوز تا بغی
کا اثر بھی شروط ہی واسطی ایقاع حکم مطلوب کی ساتھہ صالحیۃ مذکورہ کی واسطی تصاویر اجزاء مذکورہ
کی متساوی اقدام پس فساد اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی معقول بزنگ محسوس کے
ظاہر ہوگیا مثلاً اجزاء کسی نسخہ مرکبہ کی نا وقتیکہ صالحیۃ توالف و توانس سی بہرہ گری سی محروم
ہونگی کیفیۃ مزاج مطلوب ہرگز حاصل نہوگی اور نسخہ مفید نہوگا قطعاً بلکہ اگر سم قاتل بھی
ہوجاوی تو کیا بعید ہی پس بدون وجود کسی منشاء قطعی الثبوت اور صالحیۃ کی کسطرح حیرقوت
درجہ قطعیۃ یا حق فیہ مین بصورت اجمال مذکور حاصل ہوسکتی ہی ہان البتہ ایمان اجمالی ضرور ہے
بدین عنوان کہ جو افراد انبیاء علیہم السلام متحقق النبوۃ ہین علم الہی جلشانہ مین ہمارا اونکی ساتھہ
ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی کہ قطعی الوجود اور قطعی النبوۃ ہین

نصوص قرآنی سے نہ روایات احاد متواترات سے اور نہ دلیل ظنی کو جو خبر آحاد سے بطور مذکور
کافی سمجھتی ہے بلکہ صرف ظن کو اس باب میں کافی سمجھتی ہے جنانکہ مذکور ہوچکا اور جو کچھ اوسکی دلیل
ہوتی دیکھی پھر اس پر بھی شاکر و صابر نہیں بلکہ دلیل اثبات نبوۃ کی ساتھ قطعیت کی بلا دلیل
ہوتی ہی اسلئی کہ دلیل ہی اثبات نبوۃ بالاجمال کے جو منصوص قرآنی از قبیل امور مقطوع ہی
دربارہ اون انبیاء کی جو واقعی النبوت ہین جیسا کہ ہمنی عنقریب تحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
پس کمال جرات ہی یا کمال غفلت ؎ مثنوی مولانا روم ؎ دیدۂ اسبی کرہ خر دید ؎ جانا چاہیے
کیا بلکہ یوچہا چاہیئی کہ ہرگاہ اعتبار ایمان اجمالی مذکور مین بشرط صالحیۃ افراد واسطی کفایۃ
قطعیۃ کی معلوم ہوئی تو پہر دخل افراد غیر صالحہ للقطعیۃ یعنی خواتم ستہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجمالی
مین محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا دو حکم متغایر متباین کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
من حیث الانفراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیۃ مذکورہ اور پہر وہ مفقود مثلاً
ترکیب رسن بافتہ مین جو اجزاء صالحہ غیر متنافرہ سی ہی بسبب امتزاج کی قوت فیدکرنے
اسپ و پیل کے یقینی ہی بخلاف کسی ایک جزء کی بالانفراد یا چند جزء کی بالاجتماع جو کہ از قصاب
ترکیب و امتزاج ہون یا بالاجتماع بالاجزاء المتنافرۃ بالتنافر الذاتی پس ظاہر ہوا کہ ہنوز تا بقی
کا اثر ہی شرط ہی واسطی القاع حکم مطلوب کی ساتھہ صالحیۃ مذکورہ کی واسطی تمام اجزاء مذکورہ
کی متساوی اقدام پس مدعا اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی معقول بر یک محسوس کے
ظاہر ہوگیا مثلاً اجزاء رکین نسخہ مرکبہ کی ناوقتیکہ صالحیۃ توالف و توانس سی ہرگز ہی محروم
ہونگی کیفیۃ مزاج مطلوب ہرگز حاصل نہوگی اور نسخہ مفید نہوگا قطعاً بلکہ اگر سم قاتل ہی
ہوجاوی تو کیا بعید ہی پس بدون وجود کسی منشاء قطعی الثبوت اور صالحیۃ کی بسطرح قوت
درجہ قطعیۃ مانحن فیہ مین بصورت اجمال مذکور حاصل ہوسکتی ہی ہان البتہ ایمان اجمالی ضرور ہے
بدین عنوان کہ جو افراد انبیاء علیہم السلام متحقق النبوۃ ہین علم الہی جلشانہ مین ہمارا اونکی ساتھہ
ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی کہ قطعی الوجود اور قطعی النبوۃ ہین

عنوان بیان مثبتین مذکورین حاکی ہے مقصوص علیہ ہونی اونکی سے کہ نام بنام اشر
مذکورین مذکور ہی کہ جواز قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال لیس یہ دعوی اجمال بھی غلط
گیا اور قولہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا علاوہ
برین ہے اور یہ خواتم ستہ مانند حضرت خضر اور ذوالقرنین بھی تو نہیں اگرچہ یہ دونوں
بھی منقطع النبوۃ نہیں مگر وجود اونکا ساتھ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ عام سے
سے تو قطعی النبوت تو نہی کہ سورہ کہف میں ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا
علما۔ حق خضر میں۔ اور یسئلونک عن ذی القرنین الایۃ یہ مقام مدح میں ہے اور ایسا عموم
الہی اولیاء اور صاحب کرامات سو تا ہی بخلاف خواتم ستہ کی کہ افراد مقدرہ محتملہ
اور مظنونہ میں سی ہیں یہ مطلب ہی عقیدہ اسلاف کا کہ ایمان بالانبیاء والرسل بالاجمال
ضروری ہے ساتھ افراد متحقق النبوۃ متیقن النبوۃ کی نہ کہ ساتھ افراد مظنونہ محتملہ
مقدرہ مفروضہ مزعومہ کی مانند خواتم ستہ یا مشکوک النبوۃ مرجوح النبوۃ کی مانند
خضر و ذوالقرنین جو غیر راجح ہیں مثلاً قول حر عاقل مکلف کا کل من کان عبدی فہو
حر واقع ہوگا اور اوسکی جو اوسکا غلام خالص ہوگا نہ کسی حر پر بلکہ نہ اوسکی کسی ناقص
الرق پر نہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بانبیاء اور رسل حقہ متحققہ
نہ مظنونہ محتملہ مفروضہ اور نہ مرجوحہ تاویل صحیح راجح زینہ کہ مراد اونسی ہادی
غیر نبی ہیں۔ قتل الخرصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون فافہم کذا فی المقام والمراجع پس
لغو ہوگیا قول عبارت دافع الوسواس کا جو صفحہ چہارم میں مذکور ہی کہ اگر دلایل ظنیہ
مطلقاً مفید باب نبوۃ میں ہوتی علماء مفسرین کیوں اپنی ادعا پر دلایل ظنیہ پیش
کرتی فقط اسوا سطی کہ مذہب جمہور انکی نبوت پر ہی نہ لقمان اور ذوالقرنین اور خضر
وغیرہ کی پیغمبر نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ غیر انبیاء ہیں کیونکہ ظن کافی نہیں ہے
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا۔ پس واضح ہوگیا

عنوان بیان مثبتین مذکورین حالی ہے مقصوص علیہ ہونی اونکی سے کہ نام بنام اثر
مذکورین مذکور ہی کہ جواز قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال پس یہ دعوی اجمال ہی مخلط
گیا اور قولہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا علاوہ
برین ہے اور یہ خواتم ستہ مانند حضرت خضر اور ذوالقرنین بھی تو نہیں اگرچہ یہ دونوں
بھی مقطوع النبوۃ نہیں مگر وجود اونکا ساتھ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ عاقم نہیں
ہے لو قطعی الثبوت تو ہی کہ سورہ کہف میں ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا
علما۔ حق خضر میں۔ اور یسئلونک عن ذی القرنین الایۃ یہ مقام مدح میں ہے اور ایسا مجرح
الہی اولیاء اور صاحب کرامات سو ہا ہی بخلاف خواتم ستہ کی کہ افراد مقدرہ محققہ
اور مظنونہ میں سی ہیں یہ مطلب ہی عقیدہ اسلاف کا کہ ایمان بالانبیاء والرسل بالاجمال
ضرور ہی ساتھ افراد متحقق النبوۃ متیقن النبوۃ کی نہ کہ ساتھ افراد مظنونہ محققہ
مقدرہ مفروضہ مزعومہ کی مانند خواتم ستہ یا مشکوک النبوۃ مرجوح النبوۃ کی مانند
خضر و ذوالقرنین جو غیر راجح ہیں مثلاً قول حر عاقل مکلف کا کل من کان عبدی فھو
حر واقع ہوگا اور یہ اوسکی جواد سکا غلام خالص ہوگا نہ کسی حر پر بلکہ نہ اوسکی کسی ناقص
الرق پر نہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بانبیاء اور رسل حقہ متحققہ
نہ مظنونہ محققہ محرضہ مفروضہ اور نہ مرجوحہ مما قالہ بتاویل صحیحہ راجحہ رزینہ کہ مراد اونسی ہادی
غیر نبی ہیں۔ قتل الخرصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون فافہم کنہ المقام والمرام پس
لغو ہوگیا قول عبارت دافع الوسواس کا جو صفحہ چہارم میں مذکور ہی کہ اگر دلایل ظنیہ
مطلقا مفید باب نبوۃ میں ہوتی علماء متقدمین کیوں اپنی ادعا پر دلایل ظنیہ پیش
کرتی فقط اسواسطے کہ مذہب جمہور انکی ثبوت پر ہی نہ لقمان اور ذوالقرنین اور خضر
وغیرہ کی پیغمبر تھے نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ غیر انبیاء ہیں کیونکہ ظن کافی نہیں ہے
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا۔ پس واضح ہوگیا

کا مجملاً اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار اونکا کفر ہوا پس بیچ تخالف ظاہر ہوا
اور اثر مذکور کا کہ منکر اونکا کافر نہیں اور کوئی مکلف بالاعتقاد نہیں زایل ہوگیا
اور شہادت اوسکی منعکس ہوگئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکمس دلیل ہی اور کہاں
تک تفتیش عبارت مذکور اور من بعد وتبعہ کیجاوی فقط اور دہوکا نہو کہ کبھی اطلاق ظن
اور یقین کے بھی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم اور وارد بعض احادیث
شریفہ فما ظنک بالبدر اور قول حضرت عمرؓ کا ہذا الظن بنک واسطی شکی کی درباب شکایت
مردمان کوفہ بالحسن بصری اور جواب اونکا کہ میں موافق سنت کی نماز پڑہاتا ہوں واقع
سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اور ہیں واسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی اور
حکم اوسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو امر فارق ہی درمیان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
ظن بجائی یقین اس آیۃ میمونہ میں واسطی احتمال سو رخاتمہ کی ہی نعوذ باللہ من کیونکہ ملاقات
معتبر ہی ساتھ محسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی یقین ظن مستعمل ہوا علی ہذا القیاس اور اور
بھی توجیہات وجیہہ ہیں پس معلوم ہوا کہ وہاں یعنی آیۃ ملاقوا ربہم میں ظن کافی ہی قطعیہ کو والا
وہ مومنین ہوں یعنی درباب ایمان بالانبیا ظن کافی نہیں یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
کیونکہ یہاں کوئی نکتہ نہیں مانند نکتہ مذکور کی اور اگر کفایۃ ظن باینمعنی نہیں کہ مضر یقین ہو بلکہ
کفایۃ اوسکی بطور نفس معنی ظنیہ خالصہ ہی تو کچھ مضر نہیں چنانچہ خود اعتراف زاعین ہے کہ منکر اونکا
کافر نہیں اور ظاہر یہ ہی مراد اونکی ہی پس اس صورت میں تو یہی حکم سرایۃ کرتا ہی طرف جمیع انبیا
علیہم السلام کے حتی کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم تحقیقی کی بھی صلعم بنظر تصویر بین سایر افراد
انبیا علیہم السلام نفس نبوت میں یعنی منکر نبوت جمیع انبیا علیہم السلام کا کافر ہو کیونکہ ثبوت نبوت
جمیع انبیا بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل نظر کر چکی ہی عبارت واضح الوسواس اس پر
اثر مذکور سے اور رجم گئی ہی اوپر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ حکم بوجوب ایمان اجمالی جمیع انبیا
کی ساتھ ضروری ہی تفصیل انبیا میں یقین ضرور نہیں اس باب میں ظن کافی ہی فقط

کا مجملاً اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار انکا کفر ہوا پس یہ تخالف ظاہر ہوا
اور اثر مذکور کا کہ منکر انکا کافر نہیں اور کوئی مکلف بالاعتقاد نہیں زایل ہوگیا
اور شہادت اوسکی منعکس ہوگئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکس دلیل ہی اور کہاں
تک تفتیش عبارت مذکور اور من معہ و تبعہ کیجاوی فقط اور دہوکا نہوگا کہ کبھی اطلاق ظن
اور یقین کیلئے بھی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم اور وارد بعض احادیث
شریفہ فما اظنک یا بلال اور قول حضرت عمر رضہ کا ہذا الظن بنک واسطی سعدؓ کی درباب شکایت
مردمان کوفہ یا حسن بصلی اور جواب انکا کہ میں موافق سنت کی نماز پڑہاتا ہوں واقع
سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اور ہیں واسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی اور
حکم اوسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو امر فارق ہی درمیان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
ظن بجائی یقین اس آیتہ میمونہ میں واسطی احتمال سوء خاتمہ کی ہی نعوذ باللہ منہ کیونکہ ملاقات
معتبر ہی ساتھہ حسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی یقین ظن مستعمل ہوا علی ہذا القیاس اور اور
بھی توجیہات وجیہہ ہیں پس معلوم ہوا کہ وہاں یعنی آیتہ ملاقوا ربہم میں ظن کافی ہی قطعیہ کو والا
وہ موصنین نہوں یعنی درباب ایمان بالانبیا ظن کافی نہیں یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
کیونکہ یہاں کوئی نکتہ نہیں مانند نکتہ مذکور کی اور اگر کفایتہ ظن بایمنی نہیں کہ مفید یقین ہو بلکہ
کفایتہ اوسکی بطور نفس معنی ظنیہ جا لصہ ہی تو کچھہ مفید نہیں چنانچہ خود اعتراف زاعین ہے کہ منکر انکا
کافر نہیں اور ظاہر یہ ہی مراد انکی ہی پس اس صورت میں تو یہی حکم سرایتہ کرتا ہی طرف جمیع انبیا
علیہم السلام کے حتی کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم حقیقی کی بھی صلعم بنظر تسویہ بین سایر افراد
انبیا علیہم السلام نفس نبوت میں یعنی منکر نبوت جمیع انبیا علیہم السلام کا کافر ہو کیونکہ ثبوت نبوت
جمیع انبیا بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل نظر کر چکی ہی عبارت واضح الوسواس اس دلیل
اثر مذکور کی اور جم گئی ہی اور پر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ حکم ایمان اجمالی جمیع انبیا
کی ساتھہ ضروری تفصیل انبیا میں یقین ضرور نہیں اس باب میں ظن کافی ہی فقط

مثل یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوءاتکم وریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی
غیر ذالک بخلاف جنات کی کہ اونکو بتبعیت بنی آدم ندا مین شریک کیا مانند اس ہی آیتہ
شریفہ یعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا کے
اور مانند فبای آلاء ربکما تکذبان اور کہین ندا نہین ہوئی کہ یا بنی الجان جیسا کہ عورتون کو
اکثر جا تابع کیا ہی مردون کے بہت احکام مین معنیً ومرادًا نہ لفظًا وعبارۃً الا ماشاء
اللہ اما تجعل لتعم یا ایہا الناس اعبدوا ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی یا ایہا
الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم اور نیز صراحۃً مانند یا نساء النبی لستن کاحد من
النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول الایۃ حالانکہ بعض جابین مانند اس قول حقتعالی کے ندا ز
ہی بنی آدم کی عورتون کو کیونکہ سب ازواج مطہرات انسان تہین کوئی ہی جن نہ تہین
اور سورہ احقاف مین مذکور ہی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما
حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین تا الیہ ومن لم یجب داعی اللہ فلیس بمعجز
فی الارض الایۃ اس سے صاف وصریح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی ہذا القیاس
حاضر ہونا جنات کا خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلعم کے مکہ معظمہ مین متصل محصب کی متصل
معلاۃ کی جو خط الحاجون مشہور ہی جنۃ المعلی مقبرہ اہل مکہ کا جو روایت ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ کی کہ آنحضرت صلعم نے ایک دایرہ خطی زمین پر کھینچ کر فرمایا کہ ابن مسعود اسکی باہر ہونا وہ کہتے
ہین کہ بڑی بڑی جوان طویل القامت اوسکی باس کو گذرتے ہی اونکو کچھ اسکا شبہ ہو نہ تہا
تہا جانچہ ترمذی شریف مین روایت ہی کانہم الزط ایک جیل ہے ایک قوم حبش سے
یعنی ایک گروہ ہی اونکو زط کہتے ہین اور ایک روایت مین اون ہی عبد اللہ بن مسعود سے رضی اللہ عنہ
کہ مین دور سے اونکی آواز سنتا تہا خوب سمجھ مین نہین آتی تہی اور بعض روایت سے جو ہونا
حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اوپر تعدد وقوع لیلۃ الجن
کے شاید اوسمین ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہون اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع لطن نخلہ

مثل یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوءاتکم وریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی
غیر ذالک بخلاف جنات کی کہ اونکو بتبعیت بنی آدم ندا میں شریک کیا مانند اس ہی آیتہ
شریفہ یمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا کے
اور مانند فبیآی الاء ربکما تکذبان اور کہیں ندا نہیں ہوئی کہ یابنی الجان جیسا کہ عورتون کو
اکثر جا تابع کیا ہی مردون کے بہت احکام میں معنیً ومرادًا نہ لفظًا وعبارۃً الا ماشاء
اللہ مانند تجعلون رزقکم یا ایہا الناس اعبدوا ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی یا ایہا
الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم اور نیز صراحۃً مانند یا نساء النبی لستن کاحد من
النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول الایۃ حالانکہ بعض جابین مانند اس قول حقتعالی کے ندا
ہی بنی آدم کی عورتون کو کیونکہ سب ازواج مطہرات انسان تہین کوئی ہی جن نہین
اور سورہ احقاف میں مذکور ہی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما
حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین تا الایۃ ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز
فی الارض الایۃ اس سے صاف وصریح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی ہذا القیاس
حاضر ہونا جنات کا خدمت میں حضرت رسالت پناہ صلعم کے مکہ معظمہ میں متصل محصب کی متصل
معلاۃ کی جو خط العاھن مشہور ہی جنۃ المعلی مقبرہ اہل مکہ کا جو روایت ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سی کہ آنحضرت صلعم نی ایک دایرہ خطی زمین پر کھینچ کر فرمایا کہ ابن مسعود اسکی باہر نہ ہونا وہ کہتے
ہین کہ بڑی بڑی جوان طویل القامت اوسکی باس کو گذرتے ہی اونکو کچھ آسیب ہو جاتا
تہا چنانچہ ترمذی شریف میں روایتہ ہی کانہم الزط ایک جیل ہے ایک قوم حبش سے
یعنی ایک گروہ ہی اونکو زط کہتے ہین اور ایک روایتہ میں اون ہی عبد اللہ بن مسعود سی رضی
کہ میں دور سی اونکی آواز سنتا تہا خوب سمجھ میں نہین آتی ہی اور بعض روایتہ سی جو ہونا
حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اوپر تعدد وقوع لیلۃ الجن
کے شاید اوسمین ابن مسعود رضی نہون اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع لطین نخلہ

کہ جن کے رسول نہونی پر جمہور سلف و خلف قایم ہیں اگر رسل رسل ہیں مانند تحقیق امام
قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہوچکا پس معلوم ہوا کہ اگلی جنات بھی تابع شریعت رسل
بنی آدم ہی ہوئی اور عکس اسکا کہیں قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہوتا تولہ قبل الرسل
من الجن رسل الرسل الیہم نقولہ ولو الی قومہم مسند رین بیضاوی ۱۲ وفی حاشیہ قولہ رسل الرسل
المراد بہ الجن یا کلکم رسل منکم رسل من الجن ارسلہم الرسل من البشر الیہم لینذرہم ویدعوہم الی
الایمان فقد اتی الجن رسل لکن لا من الجنس بل من الانبیاء پس معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہیں
یعنی ہادی نہ کہ نبی پس بموجب اس ہی تحقیق مراد ابن عباس رض ہوا اور اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ کلمن ہے بموجب اس کریمہ کی منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کوئی نبی جنات
میں زمرہ غیر مقصوص علیکم ہوا تو بدستور دفع ہی کہ آخر کوئی تو مقصوص علیکم ہیں سے
بھی ہونا مانند رسل بنی آدم کی یا کول کول اشارہ ہوتا بالاجمال پس یہ شبہہ بالکل وہم ہی کہ مذہب
جماہیر علما اسکی برخلاف ہی اور شرف بنی آدم اخبار و آثار میں اور آیات میں اور جنات
کی جو کچھ مذکور ہی وہ مذکور ہی سے از انجملہ یہ کہ مسکن اولاد ابلیس الجنۃ یعنی بیشکاہ اور فنار جہنم ہی
کہ وارد احادیث ہی اور وجہہ اسکی یہ ہی کہ میں کہتا ہوں عنایت خاصہ خداوندی سے
جنات میراث میں ہم بنی آدم کو جدا مجد ہماری آدم علیہ السلام سی پہونچی یا آدم مسکن
انتما وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور قولہ ملک الجنۃ التی اورثتموہا کالتم تعملون
ملک الجنۃ اللتی اورثت من عبادنا من کان تقیا۔ سرگاہ اس آیۃ میں لفظ عبادنا عام ہے
شامل ہوسکتا ہی جنات وغیرہ کو بھی مگر بنظر مطلب صریح ان دونوں آیتوں کے اور
اور ماسوا انکی آیات دیگری خصوصیہ میراث ہم بنی آدم ہی متعین المراد ہیں جو انمیں سے
اتقیا ہیں پس ان دونوں آیتوں سی مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور انتفاع بنجاہ جنت
سی مخصوص ہے اولاد اتقیا کی ساتھ جو بنا بر تقوی اور اعمال صالحہ کی کہ ادنی
مرتبہ اوس تقوی کا نفس ایمان ہے داخل محروم الارث ہوگا نعوذ باللہ اور یہ استعداد فطری

کہ جن کے رسول نہونی پر جمہور سلف و خلف قائم ہیں اگر رسل رسل ہیں مانند تحقیق امام قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہوچکا پس معلوم ہوا کہ اگلی جنات بھی تابع شریعت رسل بنی آدم ہی ہوئی اور عکس اسکا کہیں قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہوتا تو لہ قبل الرسل من الجن رسل الرسل الیہم نقولہ تعالیٰ ولوالی قومہم منذرین بیضاوی ۱۲ وفی حاشیہ قولہ رسل الرسل المراد بہ الجن یا یکم رسل منکم رسل من الجن ارسلہم الرسل من البشر الیہم لینذرہم ویدعوہم الی الایمان فقد اتی الجن رسل لکن لا من البشر بل من الانبیاء پس معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہیں یعنی ہادی نہ کہ نبی پس موجب اس کی تحقیق مراد ابن عباس رضی ہوا اور اگر بہ شبہہ کیا جاوے کہ ممکن ہے بموجب اس کریمہ کی منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کوئی نبی جنات میں زمرہ غیر مقصوص علیک ہوا ہو تو بایں طور دفع ہی کہ آخر کوئی تو مقصوص علیک ہیں سے نبی ہونا مانند رسل بنی آدم کی یا کول گول اشارہ ہوتا بالاجمال پس یہ شبہہ بالکل وہم ہی کہ مذہب جماہیر علما اسکی برخلاف ہی اور شرف بنی آدم اخبار و آثار میں اور آیات میں اور جنات کی جو کچھ غذا مذکور ہی وہ مذکور ہی سے از انجملہ یہ کہ مسکن اولیا الفضل الجنۃ یعنی بیشگاہ اور فنار جنۃ ہی کہ وارد احادیث ہی اور وجہہ اسکی یہ ہی کہ میں کہتا ہوں عنایت خاصہ خداوندی سے جنت میراث میں ہم بنی آدم کو جدا مجد ہمارے آدم علیہ السلام سی پہونچی - یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور وتلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا - ہرگاہ یہ اس آیہ میں لفظ عبادنا عام ہے شامل ہوسکتا ہی جنات وغیرہ کو بھی مگر بنظر مطلب صحیح ان دونوں آیتوں کے اور اور ماسوا انکی آیات دیگر ہی خصوصیہ میراث سکنی بنی آدم ہی متعین المراد ہیں جو انمیں سے اتقیا ہیں پس ان دونوں آیتوں سی مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور انتفاع بنجاۃ جنۃ سی مخصوص ہے اولاد اتقیا کی ساتھہ جو شاملہ ہیں ساتھہ تقوی اور اعمال صالحہ کی کہ ادنی مرتبہ اوس تقوی کا نفس ایمان ہے والا محروم الارث ہوگا نعوذ باللہ اور یہ استعداد فطری

سلیمان ؑ کو عطا فرمائی فقط سو جانا چاہیئے ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی استعداد
ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی وہبی کے تھی باوجود امی ہونے
کی علم اولین و آخرین کا بروجہ اتم حقتعالی شانہ علام الغیوب نے سب سے زیادہ عطا فرمایا
چنانچہ لقب امی اگرچہ بنسبت غیر اونکے سخت ناموزون ہے اور بمنزلہ ہجو کیا بلکہ کمال
ہجو ہی مگر اونکی بنسبت فخر ہی عنایت فرمایا۔ قولہ النبی الامی الاتیہ بقول شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ؎ کتب خانہ چند ملت بشست ؎ اور معہذا کلام
آسہو اور کلام بشر بلکہ بغیر کسوت الفاظ اور اکلائی کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کرکے
حاجت روائی اونکی اور تسلیۃ قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
زیادہ کہاں تک کہوں حسبقدر کہوں گا وہ تھوڑا ہی ہے فقط قسطاس ثانی مقسم
مشتمل بر تحقیق معنی خاتمیہ نبوت مختصر بات یہ ہی کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا معصر نہ ہوا باعتبار زمانہ
حیات کی اور متعاقب العصر ہوا باعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتم رو زمانہ اوسکی
سی زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہیں کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہیں اور وہ ہمعصر
مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالاعتبار المذکور نہوا صاحب شریعت مامورہ منصوبہ غیر منسوخہ
برابر ہی یہ کہ وہ شخص شریعت مذکورہ میں مستقل ہو مانند حضرت موسی یا غیر مستقل ہو مانند
حضرت ہارون کے اور برابر ہی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ در صورت مامورتیہ و منصوبیتہ استقلالاً یا تبعاً و لحوقاً قدیم ہو
یا جدید شرکت فی النبوۃ و الشریعۃ الخاتمیہ یا قسمت اوسکی بہرحال لازم آتی ہی اور
یہہ شرکت اور قسمت مذکورہ شرعاً ہرگز ثابت نہیں نہ حقیقۃً نہ اضافۃً ختم ہوئی معنی
خاتمیہ کی بالاشارۃ النص لا قوۃ الا باللہ پس بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور حضرت
نوح علیہما السلام باوجود ہونی منفرد الشریعۃ کی کہ بظاہر وجود اور نبی کا اونکی عصر میں
حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہیں ہوا خاتم نہیں ہو سکتی پس یہہ

سلیمان ؑ کو عطا فرمائی فقط سو جاننا چاہیئے ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی استعداد
ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی وہبی کے تھی باوجود امی ہونے
کی علم اولین و آخرین کا بروجہ اتم حضعالی شانہ علام الغیوب نے سب سے زیادہ عطا فرمایا
چنانچہ لقب امی اگرچہ بنسبت غیر اونکے سخت ناموزون ہے اور بمنزلہ ہجو کیا بلکہ کمال
ہجو ہی مگر اونکی بنسبت فخر ہی عنایت فرمایا۔ قولہ ع النبی الامی الاتیہ بقول شیخ سعدی
علیہ الرحمتہ ع یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ۔ کتب خانہ چند ملت بشست ۔ اور معہذا کلام
آہو اور کلام بشر بلکہ بغیر کسوت الفاظ اور کلائی کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کرکے
حاجت روائی اونکی اور تسلیہ قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
زیادہ کہاں تک کہوں جسقدر کہوں گا وہ تھوڑا ہی ہے فقط قسطاس ششم
مشتمل بر تحقیق معنی خاتمیہ نبوت مختصر بات یہ ہی کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا ہمعصر نہ ہو باعتبار زمانہ
حیات کی اور متعاقب العصر ہو باعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتم رو زبعثتہ اوسکی
سی زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہیں کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہیں اور وہ ہمعصر
مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالاعتبار المذکور ہو صاحب شریعت مامورہ منصوبہ غیر منسوخہ
برابر ہی یہ کہ وہ شخص شریعت مذکورہ میں مستقل ہو مانند حضرت موسی یا غیر مستقل ہو مانند
حضرت ہارون کے اور برابر ہی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ در صورت مامورتیہ و منصوبیتہ استقلالاً یا تبعاً و لحوقاً قدیم ہو
یا جدید شرکت فی النبوۃ و الشریعتہ الخاتمیہ یا قسمت اوسکی بہرحال لازم آتی ہی اور
یہہ شرکت اور قسمت مذکورہ شرعاً ہرگز ثابت نہیں نہ حقیقتہً نہ اضافتہً ختم ہوئی معنی
خاتمیتہ کی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بس بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور حضرت
نوح علیہما السلام باوجود ہونی منفرد الشریعتہ کی کہ بظاہر وجود اور نبی کا اونکی عصر میں
حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نفلی کے ثابت نہیں ہوا خاتم نہیں ہو سکتی پس یہہ

کہ اور خواتم ستہ اور قطع نظر اس سے کہ رتبہ عالی در باب رسالت و نبوت فیما بین
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطی لقب آدم
ثانی یعنی اول اضافی ہونی حضرت نوح علیہما السلام پہ توجیہہ مشہور بین العلماء ہی بلا نکیر
بالاتفاق کہ اجماع حجتہ مسلمہ الکل ہے بعد طوفان جو تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور ہر جو پہلا اور
ہوا تو اونہون ہی سی ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصہ التفاسیر حبذی
مولانا محمد نذیر فاروقی تہانوی نے اگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ نی بحوالہ تفسیر
بحر متواج وغیرہ لکہا ہی انہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فان جمیع الناس بعد الطوفان ہن
اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سی درباره توجیہہ اور مبنی حدیث شریف ابن جریر
مذکور کی کہ ارجح قول یہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المرسلین ہین یعنی اول رسل
اولوالعزم ہین سی ہین یعنی بصورت مشہور مذکور کہ خدشہ نہین پیدا ہوتا معنی مذکور ہین یعنی
اضافیہ مذکورہ ہین بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہی کہ اولیتہ اضافی
اس صورت ہین واسطی حضرت نوح کی نہین ثابت ہو سکتی الا بصورت اولوالعزمی حضرت آدم
علیہ السلام کی سو اسمین یعنی اولوالعزمی حضرت آدم علیہ السلام ہین بالضرور کلام ہے
پس بلا اعتبار یہہ ہی معنی رہی کہ اولیتہ پہلا و مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سی ہوئی بہ نسبت
اور انبیاء علیہم السلام کی ساتہہ وصف نبوت اونکی کے اور اور انبیاء کی کیونکہ یہہ جوہر
ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا منفک نہین ہی شامل ہی ہر فرد نبی کو بخلاف
رسالت اور اولوالعزمی کے کہ اسمین بقاوت افراد ہی اور یہہ وصف بنفس نبوت در باب
پہلا و مخلوق کے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر ہی آدمیتہ آدم اول
اور آدم ثانی مین کہ اصل منشاء برکت نسوخا ظاہری اور باطنی تہا بخلاف اضافیت
خواتم ستہ فافہم اور اس توجیہہ پہلا و مذکور کو اس لقب مین السیا دخل ہے بفرض محال شئی
اگر صرف آدمیتہ آدم اول اور آدم ثانی ہی بغیر وصف نبوت ملوحظ جاکہ وصف

کہ اور خواتم ستہ اور قطع نظر اس سے کہ رتبہ عالی در باب رسالت و نبوت فیما بین
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطی لقب آدم
ثانی یعنی اول اضافی ہونی حضرت نوح علیہما السلام پہ توجیہہ مشہور بین العلماء ہی بلا نکیر
بالاتفاق کہ اجماع حجتہ مسلمہ الکل ہے بعد طوفان جو تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور ہر جو پہلا و
ہوا تو او ہون ہی سی ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصہ التفاسیر جلدی
مولانا محمد مکرم فاروقی تہانوی نبیرہ اکبر حضرت شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ نی بحوالہ تفسیر
بحر متواج وغیرہ لکہا ہی انہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فان جمیع الناس بعد الطوفان من
اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سی در بارہ توجیہہ اور مبنی حدیث شریف ابن ماجہ
مذکور کی کہ ارجح قول یہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المرسلین ہین یعنی اول رسل
الوالعزم ہین سی ہین یعنی بصورت مشہور مذکور رکہہ خدشہ نہین پیدا ہوتا معنی مذکور ہین یعنی
اضافتہ مذکورہ ہین بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہی کہ اولیتہ اضافی
اس صورت ہین واسطی حضرت نوح کی نہین ثابت ہو سکتی الا بصورت اولوالعزمی حضرت آدم
علیہ السلام کی سو اسمین یعنی اولوالعزمی حضرت آدم علیہ السلام ہین بالضرور کلام ہے
پس بلا خبار رہہ ہی معنی رہی کہ اولیتہ پہلا و مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سی ہوئی بہ نسبت
اور انبیاء علیہم السلام کی ساتہہ وصف نبوت اونکی کے اور اور انبیاء کی کیونکہ یہہ جوہر
ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا منفک نہین ہی شامل ہی ہر فرد نبی کو بخلاف
رسالت اور اولوالعزمی کے کہ اسمین تفاوت افراد ہی اور یہہ وصف بنفس نبوت در باب
پہلا و مخلوق کے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر ہی آدمیتہ آدم اول
اور آدم ثانی مین کہ اصل منشاء برکت نشو نما ظاہری اور باطنی تہا بخلاف اضافت
خواتم ستہ فافہم اور اس توجیہہ پہلا و مذکور اس لقب مین ایسا دخل ہے کہ بفرض محال نبوت
اگر صرف آدمیتہ آدم اول اور آدم ثانی ہی بغیر وصف نبوت ملوحظ جاکہ وصف

رسالت ان مرسلون ثلثہ کا مقرون بتجدی ہوئی اور حجتہ اور برہان اوس معجزہ
کے ساتھہ ہوئی جو خاص معجزہ حضرت عیسوی تہا ابرا اکمہ اور ابرص چنانچہ علم تفسیر سے
بروایات مشاہیر و معتبر باتفاق مفسرین ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی نہیں
تہی بلکہ اصطلاح شرعی تہی مگر بصورت ہونی اونکی نبی بر سر تحقیق اور شبہہ کہ پہر اونکو نص قرانی
مین ساتھہ لفظ مرسلون کے کیون تعبیر فرمایا بدین طور پر طرف ہی بوجہہ اجازت حضرت
عیسی علیہ السلام کی دربارہ دعوت باحجتہ اور برہان کے نیابتہ ضلع دیگر مین ایک قسم
استقلال رسالت کی بروی صورت معلوم ہوتی تہی نہ بروی حقیقت اطلاق لفظ مرسلون
مناسب ہوا مجازا انبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتدبر اور مہذا بدلیل اتحاد نوعی
اور نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ مین بہی ہمراہ وہان کے عیسی کے
ایسی ہی اشخاص ثلثہ ہون تو کچہہ بعید نہین الحاصل خلاف مفروض عدد زائد از ستہ مع
دیگر اعتراضات مذکورہ لازم آیا واللہ اعلم و علمہ احکم اور علاوہ یہ جرءکا ہی کہ باوصف
صدق تعریف خاتمیتہ بالاضافتہ کی اوپر چیاسی ستہ طبقات سافلہ ستہ کی لقب خواتم اضافی
کا ندیا جاوی مانند حضرت عیسی کے اور اگر دیا جاوی تو وہ خواتم ستہ خواتم اضافی نہین
رہتی بلکہ حقیقی ہوی جاتی ہین بنسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اشر مذکور رفیہ محمد کم محمد کم اور عیسی
کعیسا کم کی اسلئی کہ طبقات ستہ کی محمد مانند محمد طبقہ علیا کی صلعم ہونی چاہئین اور ایسی
ہی عیاسی بہی ہونی چاہئین یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
کی ورنہ سلسلہ اضافتہ در اضافتہ جاری ہونا چاہئی اور وہ خلاف قرارداد ہے
اور زبون امر ہی اور مہذا در صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسطاس
جہل و عکیم مین بخوبی مفصل مذکور ہین دیکہنا چاہئی اور یہہ اختباط پیدا ہوتا ہی کہ عیاسی طبقات
سافلہ ستہ خاتم اضافی نہین ہوسکتی مانند حضرت عیسی طبقہ ارض علیا کی جو اقتضای
فقرہ عیسی کعیسا کم کا اسلئی کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فصل ہونا چاہئی ساتھہ درجہ خاتم

رسالت ان مرسلون ثلثہ کا متمرون تجدی ہوئی اور حجتہ اور برہان اوس معجزہ
کے ساتھہ ہوئی جو خاص معجزہ حضرت عیسوی تہا برابر اکہ اور ابرص جنانچہ علم تفسیر سے
بروایات مشاہیر و معتبر باتفاق مفسرین ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی نہیں
تہی بلکہ اصطلاح شرعی تہی مگر بصورت ہونی اونکی نبی بر سر تحقیق بیشبہہ کہ پہر اونکو نص قرانی
مین ساتھہ لفظ مرسلون کے کیون تعبیر فرمایا یا بمنظور برطرف ہی لوجہہ اجازت حضرت
عیسی علیہ السلام کی دربارہ دعوت یا حجتہ اور برہان کے نیابتہ ضلع دیگر مین ایک قسم
استقلال رسالت کی بروی صورت معلوم ہوتی تہی نہ بروی حقیقت اطلاق لفظ مرسلون
مناسب ہوا مجازا نبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتدبر اور معہذا بدلیل اتحاد نوعی
اور نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ ستہ مین بہی ہمراہ وہان کے عیسی کے
ایسی ہی اشخاص ثلثہ ہون تو کچہہ بعید نہین الحاصل خلاف مفروض عدد زائد از ستہ مع
دیگر اعتراضات مذکورہ لازم آیا واللہ اعلم و علمہ احکم اور علاوہ یہ جریرہ ہی کہ باوصف
صدق تعریف خاتمیتہ بالاضافتہ کی اوپر چیاسی ستہ طبقات سافلہ ستہ کی لقب خواتم اضافی
کا ندیا جاوی مانند حضرت عیسی کے اور اگر دیا جاوی تو وہ خواتم ستہ خواتم اضافی نہین
رہتی بلکہ حقیقی ہوی جاتی ہین بنسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اثر مذکور فیہ محمد کم محمد کم اور عیسی
کعیسا کم کی اسلئے کہ طبقات ستہ کی محمد مانند محمد طبقہ علیا کی صلعم ہونی چاہئین اور ایسی
ہی عیاسی بہی ہونی چاہئین یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
کی ورنہ سلسلہ اضافتہ در اضافتہ جاری ہونا چاہئی اور وہ خلاف قرار داد ہے
اور زبون امر ہی اور معہذا در صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسطاس
چہل و یکم مین بخوبی مفصل مذکور ہین دیکہنا چاہئی اور یہہ اضبط پیدا ہوتا ہی کہ عیاسی طبقات
سافلہ ستہ خاتم اضافی نہین ہو سکتی مانند حضرت عیسی طبقہ ارض علیا کی جو اقتضای ہی
فقرہ عیسی کعیسا کم کا اسلئے کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فصل ہونا چاہئی ساتھہ درجہ خاتم

اسواسطے کہ منشا رمانعیتہ جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ یہان بظاہر لازم نہین آتی مگر
بنظر خفی بطور بعض دلایل مذکورہ بعض قسطاس ہین پر قطع نظر وہ ہی استحالہ شرعیہ مذکورہ دیگر
قساطیس از قبیل الزام مالا یلزم قبل ورود شرع وغیرہ ہے

قسطاس سیت و ہشتم مگر مین کہتا ہون بنظر عمیق یہہ قول عبارت دافع الوسواس
وغیرہ کا کہ یہہ خواتم ستہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہین اور مراد اونسی اضافی لیتی ہین اور
پھر خاتم طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہین بخدوش ہی بلکہ بی وجود غلط محض ہے اسلیئے کہ قال
اس قول مذکور کا یہہ نہین ہی کہ وہ خواتم ستہ خواتم اضافی ہین بلکہ یہہ مال ہی کہ وہ
خواتم ستہ خواتم حقیقی ہین اسلیئے کہ ہرگاہ ہر یک سلسلہ ہر یک طبقہ کا بجائی خود فی حدّ
ذاتہ اپنی طیاری مین مستقل ٹہرا تو خاتم بہی وہان کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
مذکور بوجہہ مذکور دوسری طبقہ تک ہرگز نجاوز نکری گی کہ ظاہری اور خلاف مفروض
باطل ہے اور مدعی اسکا غافل ہے بلکہ خاتم اضافی ہر ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہان کے
طبقہ کی خاتم حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسی علیہ السلام خاتم اضافی طبقہ ارض علیا
کی پس اس صورت مین بہر صورۃ تعدد خواتم حقیقی لازم آیا اور یہ تعدد حقیقی مذکور باطل
ہی ہان اگر بمعنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوتا مگر پھر خاتم حقیقی بہی جو درحقیقت
خاتم حقیقی مسلّم الکل ہے وہ بہی بالمعنی المذکور خاتم اضافی ہی ہوی جاتی ہین پس آل کار
بنظر غایر جملہ خواتم یعنی ستہ معہ خاتم حقیقی جو حقیقی ہے سبھی جا ہین بفرض محال
تسلیم بہی کیا جاتا خیر چندان حرج نہوتا بشرطیکہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی کی ثابت رہتی
اور یہہ ہو نہین سکتا کہ درحقیقہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی ثابت ہو اور عموم خاتمیتہ حقیقیہ
بلا شرکت واسطی خاتم حقیقی کے ثابت نہو اور ہرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام تہا
واسطی خاتم حقیقی کے یعنی نبوت اوسکی اوسمین تو شرکت تجویز نہوئی تو مرتبہ خاص جو خاتمیہ
ہی کیونکر اوسمین شرکت تجویز کیجاوی اور اگر واسطی تجویز خواتم ستہ کے خواہ مخواہ درجہ

قسطاس بیست و ہشتم

اسواسطی کہ منشا رمانعیتہ جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ یہان بظاہر لازم نہین آتی مگر
بنظر خفی بطور بعض دلایل مذکورہ بعض قسطاس مین بہر قطع نظر وہ ہی استحالہ شرعیہ مذکورہ دیگر
قساطیس از قبیل الزام مالا یلزم قبل ورود شرع وعید دیتو

قسطاس بست و ششم مگر مین کہتا ہون بنظر عمیق یہہ قول عبارت دافع الوسواس
وغیرہ کا کہ یہہ خواتم ستہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہین اور مراد اونسی اضافی لیتی ہین اور
پہر خاتم طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہین مجذوش ہی بلکہ یہ بی وجود غلط محض ہے اسلیئے کہ اول
اس قول مذکور کا یہہ نہین ہی کہ وہ خواتم ستہ خواتم اضافی ہین بلکہ یہہ مال ہی کہ وہ
خواتم ستہ خواتم حقیقی ہین اسلیئے کہ ہرگاہ ہر یک سلسلہ ہر یک طبقہ کا بجائی خود فی حدّ
ذاتہ اپنی طہارہ مین مستقل ہڑا تو خاتم بہی وہان کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
مذکور بوجہہ مذکور دوسری طبقہ تک ہرگز نجاوز نکری گی کہ ظاہر ہی اور خلاف مفروض
باطل ہے اور مدعی اسکا غافل ہے بلکہ خاتم اضافی ہر ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہان کے
طبقہ کی خاتم حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسی علیہ السلام خاتم اضافی طبقہ ارض علیا
کی پس اس صورت مین بہر صورۃ تعدد خواتم حقیقی لازم آیا اور یہ تعدد حقیقی مذکور باطل
ہی ہان اگر بمعنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوتا مگر پہر خاتم حقیقی ہی جو درحقیقت
خاتم حقیقی مسلّم الکل ہے وہ بہی بالمعنی المذکور خاتم اضافی ہی ہوی جاتی ہین پس کار
بنظر غایر جملہ خواتم یعنی ستہ معہ خاتم حقیقی جو حقیقی ہے ہی جاتی ہین بفرض محال
تسلیم بہی کیا جاتا ہے چنداں حرج نہوتا بشرطیکہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی کی ثابت رہتی
اور یہہ ہو نہین سکتا کہ درحقیقہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی ثابت ہو اور عموم خاتمیتہ حقیقیہ
بلا شرکت واسطی خاتم حقیقی کے ثابت نہو اور ہرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام نہا
واسطی خاتم حقیقی کے یعنی نبوت اوسکی اوسمین تو شرکت بجوز نہوئی تو مرتبہ خاص جو خاتمیہ
ہی کیونکر اوسمین شرکت بجوز کیجاوی اور اگر واسطی بجوز خواتم ستہ کے خواہ مخواہ درجہ

قسطاس بست و ششم

اگرچہ تحت قدرت اللہ سب شی مذکور داخل ہین اسمین کلام نہین کلام ہی فعلیتہ مین نہ امکان مین سو اسکی تحقیق کماحقہ بخوبی قسطاس مستقل آیندہ مین بعبارت فارسی درج کی گئی اور فتوی اسکا بھی بعبارت فارسی بتصدیق مواہیر علما ہمراہ دیگر فتوی آخر رسالہ ہذا مین کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلا کا بتحقیق معنی لفظ ارتفاع کلام اللہ وارد حدیث شریف ہوگیا ہی درج ہی فقط قسطاس سنجیم جانا چاہیئی درصورت تعدد اوادم جوکہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل تفتیش ہی قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور بوجہ ظنیتہ اپنی کے خود قابل استدلال نہین یا اوادم طبقات تحتانیہ منجملہ اولاد حضرت آدم طبقہ ارض علیا مین جو ابوالبشر بموجب نصوص قرآنی اور اخبار نبوی صلعم ہے

قولہ تعم ہوالذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا وبث منہا رجالا کثیرا ونسآءا

یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا - یا اور کسی آدم کی اولاد سی ہین یا بجای خود مستقل ہین اپنی آدمیتہ مین علی ہذا القیاس تعدد حوالات پس اگر اور کسی آدم کی اولاد سی ہین تو اوسکا نشان مثل ان حضرت آدم علیہ السلام منصوص قطعیہ و رکار ہی مع نشان زوجات یعنی حوا رات ستہ اور استقلال اونکی اپنی ادمیت مین ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیتہ کی نشان مذکور و رکار ہی پس درصورت احتمال اوسطی حضرتہا بین ذالک ثابت ہی فالامثلیتہ ثابت ہوگی بطور افراد تحت حقیقتہ واحدہ کی صرف مایہ الامتیاز شخصی و فردی کافی ہوگی کہ جسکی تمیز کی واسطی عوارض بھی کفایت کرسکتی ہین اور ظاہر ہی کہ والدیتہ اور مولودیتہ کو اسمین کچھ دخل نہین متساوی الاقدام ہین تمام افراد نفس نوعیتہ مین جو حقیقتہ واحدہ ہی پس بہر دو شق مذکور مایہ التشبیہ کیا امر ہی جو مصحح ہی فقرہ فیہ آدم کا دیکھو کیونکہ امر مبہم ہی رفع اسکا ضروری اما وہ صرف امر علمی ہے یا امر وضعی یا مرکب بہر دو اسواسطی کہ یہ امر یعنی مشبہہ اور مشبہہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہین خواہ بتغایر

قسطاس مستقیم

اگرچہ بحت قدرت اللہ سب شی مذکور داخل ہین اسمین کلام نہین کلام ہی فعلیتہ مین نہ امکان مین سو اسکی تحقیق کماحقہ بحوالی قسطاس مستقل آیندہ مین بعبارت فارسی درج کی گئی اور فتوی اسکا بھی بعبارت فارسی بتصدیق مواہیر علما ہمراہ دیگر فتوی آخر رسالہ ہذا مین کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلا رکا بتحقیق معنی لفظ ارتفاع کلام اللہ وارد حدیث شریف ہوگیا ہی درج ہی فقط قسطاس سنیم جانا چاہئی درصورت تعدد اوادم جوکہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل تفتیش ہی قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور بوجہ ظنیتہ اپنی کے خود قابل استدلال نہین یا اوادم طبقات ثمانیہ منجملہ اولاد حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہین جو ابوالبشر بموجب نصوص قرآنی اور اخبار نبوی صلعم ہے

قولہ تعم ہو الذی خلقکم من نفس واحدہ وجعل منہا زوجہا وبث منہا رجالا کثیرا ونسارا

یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا - یا اور کسی آدم کی اولاد سی ہین یا بجای خود مستقل ہین اپنی آدمیتہ مین علی ہذا القیاس تعدد حوالات پس اگر اور کسی آدم کی اولاد سی ہین تو اوسکا نشان مثل ان حضرت آدم علیہ السلام منصوص قطعیہ در کار ہی مع نشان زوجات یعنی حوالات ستہ اور استقلال اونکی اپنی ادمیت مین ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیتہ کی نشان مذکور در کار ہی پس درصورت احتمال اوسطی حضرتباین ذاتی ثابت ہی والا مثلیتہ ثابت ہوگی بطور افراد تحت حقیقتہ واحدہ کی صرف مایہ الامتیاز شخصی و فردی کافی ہوگی کہ جسکی تمیز کی واسطی عوارض بھی کفایت کرسکتی ہین اور ظاہر ہی کہ والدیتہ اور مولودیتہ کو اسمین کچھہ دخل نہین متساوی الاقدام ہین تمام افراد نفس نوعیتہ مین جو حقیقتہ واحدہ ہی پس پہر دوشق مذکور بایہ التشبیہ کیا امر ہی جو مصحح ہی فقرہ فیہ آدم کادمکم کا کیونکہ امر مبہم ہی رفع اسکا بر ضروری اباوہ صرف امر علمی ہے یا امر وصفی یا امر کیب پہر دو اسواسطی کہ یہ امر یعنی مشبہہ اور مشبہہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہین خواہ بتغایر

قسطاس سنیم

سی استحالہ عقلی لازم آتا ہی اسلیئے کہ ایک شخص بلا واسطہ بسیر صلبی چند اشخاص کا ہو
مگر اصلاً باوا اسلافاً مجازاً سہ بیہہ صورت خارج از محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شاہد ہی
کیونکہ متقابلین اس قضیہ اصل و عکس انکیجانب من حیث المجموع افراد ستہ ہین نہ افراد
فرداً فرداً اور جانب دوسری صرف فرد واحد حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہین بسیر
اعتبار خلاف مفروض محقق بے اعتباری فافہم اور قطع نظر اس سی ہی اور خرابی
لازم آتی ہے در صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض یعنی تحت اور فوق
بصورت بدایۃ جانب تحت سی اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلہ مکانی
نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو حاوی ہے سلسلہ مکانی کو وجہ
نسبت عموم خصوص مطلق کے کہ مکان کو زمان سی چارہ نہین نہ عکس اسکا اسبق اور اقدم
ہی ترجیح بلا مرجح ہی جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
اقدم اور اسبق ہونا چاہیئی آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہیئی آدم طبقہ
ارض علیا کا سا تو ین نسبت مین بردی پیدائش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
کی اور بفرض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہ مذکور یعنی مذاق عقل مذکور اختلاط و
التفاق لازم آتا ہی جو کہ باعث ہی زیادہ تر دشواری کا کہ بالکل اخلاق ہی بالاتر
ابہام سی ہی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین اولاد آدم طبقات سافل
اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا اور کسی آدم بالاتر کی اولاد سی قرار دئی جاوین تو وہ
ابو البشر ہو پھر اوسکا طبقہ اعلی تر طبقات ہو تو عدد اراضی آٹھ ہونا چاہیئی یا کسی طبقہ مین
منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا اولاد سبعہ سی ساتھہ کسی آدم دوسرے
کی ضرور ہی حالانکہ یہ سب امور لوازم معنی انر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
بمعنی ہادی غیر نبی ہی خلاف نصوص قطعیہ ہین اور نیز خلاف قرار داد مجوزین اولاد آدم
سنہ ہین علی ہذا القیاس حال اواسط طبقات سافلہ یعنی انواع براہیم و عیاسی فافہم

سی استحالہ عقلی لازم آتا ہی اسلیئے کہ ایک شخص بلا واسطہ بسیر صلبی چند اشخاص کا ہو
مگر اصلاً باوا اسلافاً فاجداً بہہ صورت خارج از محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شاہد ہی
کیونکہ متقابلین اس قضیہ اصل و عکس انکیجانب من حیث المجموع افراد ستہ ہین نہ افراد
فرداً فرداً اور جانب دوسری صرف فرد واحد حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہین بسبب
اعتبار خلاف مفروض محض بے اعتباری فافہم اور قطع نظر اس سی بھی اور خرابی
لازم آتی ہے در صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض یعنی تحت اور فوق
بصورت بدایۃ جانب تحت سی اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلہ مکانی
نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو حاوی ہے سلسلہ مکانی کو بوجہ
نسبت عموم خصوص مطلق کے کہ مکان کو زمان سی چارہ نہین نہ عکس اسکا اسبق اور اقدم
ہی ترجیح بلا مرجح ہی جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
اقدم اور اسبق ہونا چاہیئی آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہیئی آدم طبقہ
ارض علیا کا سا لوین بنسبت مین بروی پیدائش کے بنسبت آدم طبقہ ارض علیا
کی اور بفرض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہ مذکور یعنی مذاق عقل مذکور اختلاط و
التفاق لازم آتا ہی جو کہ باعث ہی زیادہ تر دشواری کا کہ بالکل اخلاق ہی بالاتر
ابہام سی بھی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین اولاد آدم طبقات سافلہ
اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا اور کسی آدم بالاتر کی اولاد سی قرار دیئی جاوین کہ وہ
ابوالبشر ہو پہر اوسکا طبقہ اعلی تر طبقات ہو تو عدد اراضی آٹھہ ہونا چاہیئی یا کسی طبقہ مین
منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا اور اولاد سبعہ سی سا تھہ کسی آدم دوسرے
کی ضرور ہی حالانکہ یہ سب امور لوازم معنی اثر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
بمعنی ہادی غیر نبی ہی خلاف نصوص قطعیہ مین اور نیز خلاف قرار داد مجوزین اولاد آدم
ستہ مین علی ہذا القیاس حال اوسط طبقات سافلہ یعنی انواع براہیم و عباسی فافہم

حضرت ابن عباس رضی کی بجائی تفسیر اس اثر کی جیسا کہ تحقیق اسکی اکثر قساطیس مین
کی گئی ہی مع عدم النظر استحالہ شرکت فی النبوۃ اور قسمت فی النبوۃ سی جانا کہ اکثر قساطیس
مین بنی کو نہی مروی ہوئی تب بھی کیا مضایقہ تہا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمیۃ جو ایک امر اضافی
ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید نطق کی ساتہہ حیات کی بہ نسبت
انسان کی کہ انسانیۃ کو چارہ انہین حیات سی جسکی ظہور کی بعد اوسکا ظہور ہی اور اوسکی
وجود کی بعد اوسکا وجود ہی ہرگاہ وہ نبوت ہی بسبب لزوم شرکت اور قسمت کی ناجایز
رہی تو خاتمیۃ تو بطریق اولی بل آکدو اوجب ناجایز ہوئی پس منشا راضافۃ شرعی محض
بی اضافۃ رہ گیا ہرگز ہرگز منشا اضافت نہین ہوسکتا زمان بعثۃ حضرت خاتم النبیین
صلعم سی لیکر تا قیام قیامت یعنی فنا کلی تک کیونکہ یہہ زمان خاتم النبیین ہی ہے صلعم
باقی رہا یہہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز بعثۃ انحضرت صلعم سی پیشتر جو کچہہ استحالہ
اکثر قساطیس مین مذکور ہوئی قابل ملاحظہ نہین موجود ہین عطف والسر اعلم بالصواب والیہ
المرجع فی کلباب قسطاس سی و یکم بطور تتمہ قسطاس سابق تشبیہہ وصفی مذکور دو حال سے
خالی نہین جمیع اوصاف مین ہی یا بعض اوصاف مین بصورت بعض اوصاف اوسکا
متعین ہونا چاہئی جو رافع ابہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ وغیر جلیلہ جو وصف جامعیتہ ہی چنانچہ بظاہر یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ بموجب بعض روایۃ
اثر مذکور لفظ فیہ نبی کنیکم لوجہہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس بر ظاہر
ہی کہ زلۃ آدم طبقۃ ارض علیا یا بت دانہ گندم اور اغوا ابلیس اضافی اور توبہ اور
سجود ملائکہ اور ہبوط بر زمین اور خلافت زمین اور قوت علمی اور بر ملائکہ کی اور تعدد
کعبۃ اللہ اضافی واسطی ادای مناسک حج ہر ایک طبقہ سافلہ مین بسبب عدم وصول
مکلفین طبقات کی طبقہ ارض علیا مین خصوص حسب زعم بعض مشتبین جو اتم مانند صاحب
مرعوب المسلمین بالنسبۃ اوسکی حج ساقط ہی بسبب عدم وصول کی سبب حج تا چہ بیت اللہ

قسطاس سی و یکم

حضرت ابن عباس رضہ ہی بجائی تفسیر اس اشکال جیسا کہ تحقیق اسکی اکثر قساطیس مین
کی گئی ہی مع عدم النظر استحالہ شرکت فی النبوۃ اور قسمت فی النبوۃ سی چنانچہ اکثر قساطیس
مین مذکور ہی مروی نہوی تب بھی کیا مضایقہ تہا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمیۃ جو ایک امر حق
ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید نطق کی ساتہہ حیات کی بہ نسبت
انسان کی کہ انسانیۃ کو چارہ انہین حیات سی جسکی ظہور کی بعد اوسکا ظہور ہی اور اوسکی
وجود کی بعد اوسکا وجود ہی ہرگاہ وہ نبوت ہی بسبب لزوم شرکت اور قسمت کی ناجایز
رہی تو خاتمیۃ تو بطریق اولی ال آکدو اوجب ناجایز ہوئی پس منشا راضافۃ شرعی مجہز
بی اضافۃ رہ گیا ہرگز ہرگز منشا راضافت نہین ہوسکتا زمان بعثۃ حضرت خاتم النبیین
صلعم سی لیکر تا قیام قیامت یعنی فنا رکلی تک کیونکہ یہہ زمان خاتم النبیین ہی ہے صلعم
باقی رہا یہہ کہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز بعثۃ انحضرت صلعم سی پیشتر جو کچہہ استحالہ
اکثر قساطیس مین مذکور ہوی قابل ملاحظہ نہین موجود ہین وعظ واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع فی کلباب قسطاس سی و یکم بطور تتمہ قسطاس سابق تشبیہہ وصفی مذکور دو حال سے
خالی نہین جمیع اوصاف مین ہی یا بعض اوصاف مین بصورت بعض اوصاف اوسکا
متعین ہونا چاہیی جو رافع ابہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ و غیر جلیلہ جو وصف جامعیتہ ہی چنانچہ بظاہر یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ بموجب بعض روایۃ
اثر مذکور لفظ فہ نبی کیکیم لوجہہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس بظاہر
ہی کہ زلۃ آدم علیہ السلام ارض علیا یا بت دانہ گندم اور اغوا ابلیس اضافی اور توبہ اور
سجود ملائکہ اور ہبوط بر زمین اور خلافت زمین اور قوت علمی اور بر ملائکہ کی اور تعدد
کعبۃ اللہ اضافی و اسطی ادای مناسک حج ہر ایک طبقہ سافلہ مین بسبب عدم وصول
مکلفین طبقات کی طبقہ ارض علیا مین خصوص حسب زعم بعض مشتبین جو اتم مانند صاحب
مرعوب المسلمین بالنسبت اونکی حج ساقط ہی بسبب عدم وصول کے سبب حج تنگی جو بیت اللہ

کہ نسبت بحضرت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہوا کہ مصداق ان اسمار کے
بھی ماخوذ ہیں ساتھہ وصف نبوت کی اثر مذکور ہیں سو یہ امر مسلم ہے مگر پھر وہ
بھی استحالہ موجود ہیں یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
باعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر اجماعی شرعی و ہم عقلی ہے ضمن عط میں زمان
حال استقبال کے یعنی روز بعثت آنحضرت صلعم سے تا زمان وفات شریف
زمان حال ہے اور زمان بعد تا فنا کلی بموجب قولہ لتتم کل من علیہا فان ویبقی وجہ
ربک ذی الجلال والاکرام۔ زمان استقبال اور درحقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
بوجہ عدم انتہا رسنوت خاتمیت تا قیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
نہیں باقی رہی بموجب قول حقتعالی و تبارک کہ جسکی طرف کوئی نبی اور رسول
کوئی کتاب لیکر آوے ولقد ارسلناک الی امۃ قد خلت من قبلہا امم لتتلو
علیہم الذی اوحینا الیک وہم یکفرون بالرحمان الایۃ اور عط درضمن زمان ماضی
استحالہ الزام مالا یلزم ہے حکم۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً بصورت اتباع شریعت
خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوسواس وغیرہ مسایرین
اوسکی کے ہی اور بصورت غیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکورہ فی اکثر
القساطیس سے دامنگذاری از قبیل مادونہ خرط القتاد ہے اونپر لسیا پیش
کا بیش نظر انداز کرنی چاہیئی اور کہانتک سیاہی سفیدی پر بھی دیہوئی
جاوے قط واللہ اعلم بالصواب۔ **قسطاس سی** وہ وہم اثر مذکور ہیں
طرف جار مجرور فیہ ادم کا دکم کہ جسکا اثر نا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتھہ
ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کا دکم یا متعلق ہو ساتھہ مضارع کی
بمعنی حال یعنی یکون فیہ آدم وجود الآن یا بمعنی استقبال یعنی یکون فیہ آدم
فی زمان آتی پس درصورت ماضی دلالت ہوگی بر جانی سب مستقبلون ان اسمار کی

قسطاس سی

کہ نسبت بحضرت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہوا کہ مصداق ان اسمار کے
بھی ماخوذ ہیں ساتھہ وصف نبوت کی اثر مذکور ہیں سو یہ امر مسلم ہے مگر پیرو وہ
ہی استحالہ موجود ہیں یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
باعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر اجماعی شرعی و ہم معنی ہے ضمن عطف ہیں زمان
حال و استقبال کے یعنی روز بعثۃ آنحضرت صلعم سی تا زمان وفات شریف
زمان حال ہے اور زمان بعد تا فنا رکلی بموجب قولہ لتعم کل من جاء بعدہا فان وبقی وجہہ
ربک ذی الجلال والاکرام۔ زمان استقبال اور درحقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
بوجہ عدم انتہار نبوت خاتمیۃ تا قیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
نہیں باقی رہی ہو بحسب قول حقتعالی وتبارک کہ حسکی طرف کوئی نبی اور رسول
کوئی کتاب لیکر آوی ولقد ارسلناک الی امۃ قد خلت من قبلہا امم لتتلو
علیہم الذی اوحینا الیک وہم یکفرون بالرحمان الایۃ اور عطف درضمن زمان ماضی
استحالہ الزام مالا یلزم محکم۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا بصورت اتباع شریعت
خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوسواس وغیرہ مسایعلمن
اوسکی کے ہی اور بصورت غیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکورہ فی اکثر
القساطیس سے دامنگذاری از قبیل مادونہ خرط القتاد ہے اونپر لیسا پیش
کا بیش نظر اندازی کرنی چاہئی اور کہانتک سیاہی سفیدی پر سی وہوئی
جاوے ھذا والله اعلم بالصواب۔ قسطاس سی دوم بحکم اثر مذکور ہیں
طرف جار مجرور فیہ ادھم کادکم کہ حسکا اثر نا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتھہ
ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کادکم یا متعلق ہو ساتھہ مضارع کی
بمعنی حال یعنی یکون فیہ آدم وجود الآن یا بمعنی استقبال یعنی یکون فیہ آدم
فی زمان آتی پس درصورت ماضی دلالت ہوی بگذرجانی سب مسمیون ان اسمار کو

قسطاس سی وسویم

قسطاس میں آتی ہے فانتظر فلا تکن کالحیاری فی الصحاری یا ایہا الذی لطلیب المطلوب **قسطاس سی وسویم** اور یہ استحالات بصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور مجامعتیہ یعنی اتحاد زمانی ہیں جو کہ متبادر ہی اس اثر سی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر لفظ کان اور یکون جو کہ متعلق ہریں موضوع ہیں واسطے لانے کے اور صورۃ قبلیتہ و بعدیتہ زمانی کی ہی معیتہ زمانی کی ہی کیونکہ صورۃ یعنی بروجہ صورت جو افضل اور مفضول و علت اور معلول ایک ہی زمان میں ہوتا ہی اور علی ہذا القیاس قبلیتہ رتبی جو حاکی ہے شرف رتبہ سی وہ بھی اس ہی قبیل سے ہے اور شرف رتبہ مجامع ہو سکتا ہی بعدیتہ زمانی کو بھی خصوص حضرت خاتم النبیین صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون یعنی اگرچہ ہم پچھلی ہیں باعتبار زمان کی جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف رتبہ کی سابق اور افضل ہیں جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح دلالت رکھتی ہے اور پر اس مطلب کی جو در باب تمثیل استعارہ ہے یعنی ایک شخص نے مزدور پکڑے اول النہار سی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سی عصر تک اور اور مزدور پکڑے عصر سی مغرب تک اور ان پچھلی مزدوروں کو سب سی زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوی اور اور سب ناخوش ہوی مستاجر سے تو اوس مالک یعنی مستاجر نی جواب دیا کہ یہہ میرا فضل ہے ہیں جسکو چاہا زیادہ دیا مزدوری معین سے کسی پر ظلم نہیں کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور نصاری اور ہم سب محمدی ہیں اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب حاشر اور عاقب اور مقفی سے جو حضرت خاتم النبیین نے صلعم اپنی واسطی فرمائی بعدیتہ زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور وارد حدیث شریف سنن ابی داؤد عن ابی مالک الاشعری وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی اخرجہ ابو داؤد وفی کتاب الفتن یہ خاتمیتہ اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق پر سر اسر بیجا ہی متحیر بنا پھرنا اور اگر

قسطاس سی وسویم

قسطاس میں آتی ہے فانتظر فلا تکن کالحیاری فی الصحاری یا ایہا الذی لطلب المطلوب **قسطاس سی وسویم** اور یہ استحالات بصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور مجامعتیہ یعنی انحاد زمانی ہیں جو کہ متبادر ہی اس اثر سی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر لفظ کان اور یکون جو کہ متعلق ہیں موضوع میں واسطی زمانی ہے اور صورۃ قبلیتہ و بعدیتہ زمانی کی ہی معیتہ زمانی کی ہی کیونکہ صورۃ کا یعنی بروزی صورت جو فاعل اور مفعول اور علت اور معلول ایک ہی زمان میں ہوتا ہی اور علی ہذا القیاس قبلیتہ رتبی جو حاکی ہے شرف رتبہ سی وہ بھی اس ہی قبیل سے ہے اور شرف رتبہ مجامع ہو سکتا ہی بعدیتہ زمانی کو بھی خصوص حضرت خاتم النبیین صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون یعنی اگرچہ ہم پچھلی ہیں باعتبار زمان کی جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف رتبہ کی سابق اور افضل ہیں جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح دلالت رکھتی ہے اور پر اس مطلب کی جو در باب تمثیل استحارہ ہے یعنی ایک شخص نے مزدور پکڑے اول نہار سی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سی عصر تک اور اور مزدور پکڑے عصر سی مغرب تک اور ان پہلی مزدورونکو سب سی زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوی اور اور سب ناخوش ہوی مستاجر سے تو اوس مالک یعنی مستاجر نی جواب دیا کہ یہہ میرا فضل ہے مینی جسکو چاہا زیادہ دیا مزدوری معین سے کسی پر ظلم نہیں کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور نصاری اور سب سب محمدی ہیں اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب حاشر اور عاقب اور مقفی سے جو حضرت خاتم النبیین نے خاتم انبی واسطی فرمائی بعدیتہ زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور وارد حدیث شریف سنن ابی داؤد عن ابی مالک الاشعری وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی اواہ ابوداؤد وفی کتاب الفتن یہ خاتمیتہ اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق پھر سراسر بیجا ہی متحیر بنا پھرنا اور اگر

و مذکر جیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ ان کی
کیونکہ ہادی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور استقبال از منہ ثلثہ مین پایی گئی
اور ثابت ہوی اور ہین اور ہونگے تا قیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ مین
طبقات شبیہ سی بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سالفہ مین اور خلاف اسکے خلاف
مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
مقتضاے ولقد وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور تحقیق رسول کہ عام ہے
اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرح شریف قسطاس
چہار دہم مین بخوبی گذر چکی فقط قسطاس سی و چہارم متضمن تحقیق موعود
نوعد یگر معنی اثر مذکور یعنی فی کل ارض آدم کادکم الخ انجام کار موید ہے معنی امام
سیوطی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
مطلب یہ ہی کہ فیض اولکا یعنی اوائل کا جو معتبر باو ادم ہیں اثر مذکور ہین در باب
ہدایت تا بع فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم بقدم اونکے
ہے مثلاً بعد ابتدا ر اپنی کے اور تعبد اور تشرع اپنے کی ابدا ر خلق اور تعلیم عبادۃ
وغیرہ نظر شفقت پدری ہے نسبت پسر صلبی اپنی کے کہ یہ امر خیر خواہی اونسے
فوارہ صفت جوشان ہے جمیع امور معادیہ اور معاشیہ مین اور معہذا الضرام
مطلب خلافت خاتمہ پر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تہا اوسپر وہ عزیز
مجبول اور مغطور ہے اور اصلاح امور معاشیہ اونکی مین جو متعلق بہ پیشہ ہر قسم مشروحہ
ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا ر خلقت انسانی مین عہد حضرت آدم جد اعظم علیہ السلام
مین مثل پارچہ بافی اور کشاورزی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات اوسکی کے
تعلیم ہوئی تہی ہر گونہ محض للہ فی اللہ بلا شایبہ اغراض دنیہ دنیاویہ اور اہتمام
توبہ معاصی اور زلات گذشتہ پر جو کہ اکثر خطاؤ اصادر ہوں نہ عمداً کہ غالب حال

ورند کر جیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ لی کی
کیونکہ ہادی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور استقبال از منہ ثلثہ مین پای گئی
اور ثابت ہوی اور ہین اور ہونگے تا قیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ مین
طبقات شبہ سی بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سالفہ ہین اور خلاف اسکے خلاف
مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
مقتضائے قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور تحقیق رسول کہ عام ہے
اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرع شریف قسطاس
چہار دہم مین بخوبی گذر چکی فقط قسطاس سی و چہارم متضمن تحقیق موعود
نو عدد یگر معنی اثر مذکور یعنی فی کل ارض آدم کادکم الخ انجام کار موید ہے معنی امام
سیوطی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
مطلب یہ ہی کہ فیض اولکا یعنی اوائل کا جو معتبر باو ادم ہین اثر مذکور مین در باب
ہدایت تالع فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم بقدم اونکے
ہے مثلاً بعد ابتدا رانی کے اور تعبد اور تشریع اپنے کی ابدا رخلق اور تعلیم عبادۃ
وغیرہ نظر شفقت پدری ہے نسبت پسر صلبی اپنی کے کہ یہ امر خرخواہی اولنسے
فوارہ صفت جو شان ہے جمیع امور معادیہ اور معاشیہ مین اور معہذا الضرام
مطلب خلافت حاملہ ہر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تہا او سپرد عزیز
مجبول اور معطور ہے اور اصلاح امور معاشیہ اونکی مین جو متعلق بپیشہ ہر قسم مشروحہ
ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا رخلقت النسانی مین عہد حضرت آدم جد اعظم علیہ السلام
مین مثل پارچہ بافی اور کشاورزی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات اوسکی کے
تعلیم ہوئی تہی ہر گونہ محض للہ فی اللہ بلا شایبہ اغراض دنیہ دنیاویہ اور اہتمام
توبہ معاصی اور زلات گذشتہ ہر جو کہ اکثر خطاءً اصادر ہون نہ عمداً کہ غالب حال

قسطاس سی و چہارم

ان ابراہیم کان قانتا للہ حنیفا الایہ سی موافق قولہ تعالیٰ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم
یک من المشرکین معنی امۃ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کمالات ہیں یعنی جو کمالات کہ
ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں تھے اور آوازہ آنی لا
احب الآفلین بیک لخت بیزاری اور تبرّی سب سی اور بیخ کنی شرک بتدا پر
حسنہ بموجب کریمہ تا للہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
بکمال مدبہ و دمدمہ بنحو کانہ بیش جابرہ اور الزام حجت باحسن تقریر یرنا شیر بموجب
کریمہ قال ان اللہ یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود مبہوت وخبوط رہ گیا
اور ہاتھوں کے طوطے اور مور اُڑ گئے ہچکچا رہ گیا اور نیز تاسیس قواعد دین ساتھ
کمال صدق و یقین کے اور اخلاص دعا اور توکل علی اللہ بموجب کریمہ واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا بعد بنا کعبۃ اللہ بلا استعانت غیر سوای فرزند دلبند
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی درباره شرکت بنا کعبۃ اللہ موافق
کریمہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جسکا اثر
دائمی پیدا ہوا۔ مثنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ ؎ کعبہ را ہر دم تجلی فی فزود
کین زا خلاصات ابراہیم بود ۔ اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا اخلاص بنا
جامع جو شامل ہوے اولاد اور احفاد اور اتباع کو کہ جس سے قرآن شریف میں
اطلاع دی ربّ ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن
ذریتی اور ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب
اور روایۃ اما الیک فلا وقت ڈالنی کے آگ میں تمام ملائکہ صاف جواب دیا خصوصاً
ملا اعلیٰ سکان حظیرۃ القدس کو اور کہا کہ حبیبے من تسوالی علمہ بحالی وقت تعلیم ملائکہ طلب

۱۲ منہ نظر الی ما حاصل

۱۲ منہ نظر الی ما فی التفاسیر

ان ابراہیم کان قانتا للہ حنیفا الایۃ سی موافق قولہ تعم انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت
والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم
یک من المشرکین معنی امۃ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کمالات ہیں یعنی جو کمالات کہ
ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں تھے اور آوازہ انی لا
احب الآفلین یک لخت بیزاری اور تبرّی سب سی اور بیخ کنی شرک بتدا پر
حسنہ بموجب کریمہ نا للہ لا کید ن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
بکمال دبدبہ و دمدمہ بلکہ کانہ بیش جابرہ اور الزام حجت باحسن تقریر پر تاثیر بموجب
کریمہ قال ان ربی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود مبہوت ومخبوط رہ گیا
اور ہاتھوں کے طوطے اور مور اوڑ گئے بیچارہ رہ گیا اور نیز تاسیس قواعد دین ساتھ
کمال صدق و یقین کے اور اخلاص دعا اور توکل علی اللہ بموجب کریمہ واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا بعد بنا کعبۃ اللہ بلا استعانت غیر سوای فرزند دلبند
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی در بارہ شرکت بنا کعبۃ اللہ موافق
کریمہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جسکا اثر
دائمی پیدا ہوا۔ مثنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ ؎ کعبہ را ہر دم تجلی فی فزود
کین زا خلاصات ابراہیم بود اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا اخلاص بنا
جامع جو شامل ہوئے اولاد اور احفاد اور اتباع کو کہ جس سے قرآن شریف میں
اطلاع دی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن
ذریتی اور ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب
اور روایۃ اما الیک فلا وقت ڈالنی کے آگ میں تمام ملائکہ کا صاف جواب دیا خصوص
ملا راعلی سکان حظیرۃ القدس کو اور کہا کہ جیسے من سئوالی علمہ بحالی وقت تعلیم ملائکہ طلب

الحکم فی الخلیل والکلیم
۱۲ منہ غفرلہ الملک العلیم

بکمال عزت و وجاہت اور قربت جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت و فرخندہ
بخشا یعنی السیا نزدیکیا کیا ہمنی اوسکو کہ نوبت بہ سرگوشی پہونچی غرضکہ وکان عند اللہ
وجیہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز میں بای جاوین اور علی ہذا القیاس تلو
مرتبہ موسویہ مرتبہ عیسویہ ہی جو مظہر ہے اس امر سی یعنی شفا مرضی اور زندہ کرنا اموات
سفر بکثرت محض بغرض آسایش خلایق جو اونکی خدمت مین بسبب عذر نہین پہونچ سکتے ہین
ساتھہ اعجاز کے یعنی ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور ابرا برص مرض سفید بدن والا اور
احیا اموات بحکم خالق الموت والحیات جل جلالہ اور نزک و تجرید عدم اختیار نکاح و
تعاہد مرضی دور دراز کے قبل از نزول آسمان ہوای اوس نکاح کے جو عہد خجستہ و برکت عہد
حضرت مہدی علیہ السلام مین ہوگا یعنی نکاح اور عدم تعین مسکن اور عدم اختیار مرکب
اور غالبا رکوب بمرکب حمار اور عبادت ساتھہ کمال خجال کے جو خاصہ شریعت عیسویہ
تہا کہ اگر کوئی نالایق ناہموار از ارطیا پنچہ زنی رخسار مبارک پر پہونچاتا تو دوسرا رخسار
پیش کر دیتا تا دوسرا طپانچہ ماری اور تزہد اور تقشف اور اعجاز قسم دیگر جو نافع خلایق
ہے یعنی نزول مایدہ و دسترخوان عام فراخ و فراز کہ ایکبارہ اوسپر سے طعام تناول کرتی ہزارون
آدمی پانچ پانچ ہزار آدمی کہانا کہا لے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بجالت
صغر اور کلام وقت پیدایش کلام نصیحت و حکمت آمیز اور صلہ رحمی اور حمایت والدہ ماجدہ
اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اسقسم کے فیض سے غالبا اکثر اوصاف مین فیضیاب
ہوا اور قدم بقدم اونکی ہو لیکن احیا اموات سی مراد احیا قلوب مردہ ہی یعنی جو
مردہ دل ہین وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیا اموات ہی ہے حقیقۃً اگرچہ
بقلت و ندرت ہو جیسا کہ افراد اس امت سی نادرًا ثابت ہوا کہ بفضل اوسکی عنقریب
آتی ہے شرح آخر المراتب مین جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور اوسکی فیض کا جو مراد ہے
فقرہ فیہ محمد کم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر ہے طرف حضرت حقیقت محمدیہ

بکمال عزت و وجاہت اور قربت جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت و قدر بنا
بخیا یعنی السیا نزد کیا کیا ہمنی اوسکو کہ نوبت بہ سر گوشی پہونچی غرضکہ وکان عند اللہ
وجیہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز میں پائی جاوین اور علی ہذا القیاس تلو
مرتبہ موسویہ مرتبہ عیسویہ ہی جو مظہر ہے اس امر سی یعنی شفا مرضی اور زندہ
سفر یکبیر محض بغرض آسایش خلایق جو اونکی خدمت میں بسبب عذر نہیں پہونچ سکتے ہیں
ساتھہ اعجاز کے یعنی ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور ابرا برص مرض سفید بدن والا اور
احیا اموات بحکم خالق الموت والحیات جل جلالہ اور ترک و تجرید عدم اختیار نکاح واسطے
تعاہد مرضی دور دراز کے قبل از نزول آسمان ہوا ہی اوس نکاح کے جو عہد خیر و برکت عہد
حضرت مہدی علیہ السلام میں ہوگا یعنی نکاح اور عدم تعیین مسکن اور عدم اختیار مرکب
اور غالبا رکوب بمرکب حمار اور عبادت ساتھہ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسویہ
تہا کہ اگر کوئی نالایق ناہموار ازار طپانچہ زنی رخسار مبارک پر پہونچاتا تو دوسرا رخسار
پیش کر دیتا تا دوسرا طپانچہ ماری اور تردد اور تعبد اور اعراض از قسم دیگر جو نافع خلایق
تہے یعنی نزول مائدہ و سترخوان عام فراخ و فراز کہ اکیارہ او سیر طعام تناول کرتی ہزار
آدمی پانچ پانچ ہزار آدمی کہانا کہا لیتے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بحالت
صغر اور کلام وقت پیدائش کلام نصیحت و حکمت آمیز او صلہ رحمی او حمایت والدہ جدہ
اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اسقسم کے فیض سے غالبا اکثر اوصاف میں فیضیاب
ہوا اور قدم بقدم اونکی ہو لیکن احیار اموات سی مراد احیار قلوب مردہ ہی یعنی جو
مردہ دل ہین وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیار اموات ہی ہے حقیقۃ اگرچہ
قلت و ندرت ہو جیسا کہ افراد اس امت سی نادرا ثابت ہوا کہ تفضیل اوسکی غیر میں
آتی ہے شرح آخر المراتب میں جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور اوسکی فیض کا جو مراد ہے
فقرہ فیہ محمد کم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر ہے طرف حضرت حقیقت محمدیہ احمدیہ

اور اپنی حبیب کو اسکی وجہ خفی پر اطلاع الہامی ایجائی ایسی دی کہ بالکل بالطبع منفور
الطبع کر دیا چنانچہ بنظر وصیت امتہ آپ نی یہ دعا کی اللھم لا تجعل قبری عیدا اور
نیز روایت اللھم لا تجعل قبری وثنا لعید نا کہ بعد وفات شریف بھی اسکا اثر محو اور
محوق رہے جائے غور ہی کہ کیا رتبہ عالی پر معالی ہے اور بایں حضرت آدم علیہ السلام
علم بتعلیم اسمار اشیا عطا ہوا کیونکہ لازمہ خلافت ہی اور بنسبت حضرت خاتم النبیین
صلعم علم اولین و آخرین علم بہ تعلیم اسمار و ہم مسمیات و حقایق و معارف ہوا کہ جسمیں علم
حضرت آدم بھی متلاشی ہو گیا اور کھپ گیا۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ
علیک عظیما جیسا کہ دیلمی رحمتہ اللہ فی مسند الفردوس میں ابو رافع رضہ سے حدیث نقل
کی ہے کہ واسطے میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل میں اور تعلیم اسما ہوئی
سا تھہ زیادتی علم سا تھہ ذوات اور مسمیات کی حفظ جانا چاہیئے کہ یہ علم مقصود بالذات
ہی بخلاف صرف علم اسمار کی مثلاً عمدہ کمالات حضرت نوح علیہ السلام میں سے کہ سوا سے کسی یعنی
استقرار اوسکا اوپر پہاڑ ہی کے تھا اور جریان اوسکا اوپر پانی کے وقت نزول حضرت نوح
عذاب الہی جلشانہ کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور
دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے کمالات میں
سے جریان پتھر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے غرقاب ہو جانا ہی بخلاف چوب
کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہی پس جریان پتھر اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ
عکرمہ بن ابی جہل ایکروز کنار آب بیٹھا تھا اوسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین
صلعم میں عرض کیا کہ اگر تم راست گو ہو ای محمد صلعم تو پتھر جو دوسری کنارہ پر ہی
پانی میں شیر کر اسطرف چلا آوی اور غرق نہ ہو آپ نی اشارہ کیا وہ پتھر تیر کر
اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلعم آکھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت
صلعم کی ادا کی آپ نی فرمایا کہ تجکو کب بس کرتی ہے ای عکرمہ یہ مفاد یعنی تیری

اور اپنی حبیب کو اسکی وجہ خفی پر اطلاع الہامی ایجائی ایسی دی کہ بالکل بالطبع منفور
الطبع کر دیا چنانچہ بنظر وصیت امتہ آپ نی یہ دعا کی اللھم لا تجعل قبری عیدا اور
نیز روایت اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد تاکہ بعد وفات شریف بھی اسکا اثر محو اور
محوق رہے جائی غور ہی کہ کیا رتبہ عالی پر معالی ہے اولیت حضرت آدم علیہ السلام
علم بتعلیم اسماء اشیاء عطا ہوا کیونکہ لازمہ خلافت ہی اور نسبت حضرت خاتم النبیین
صلعم علم اولین و آخرین علم بہ تعلیم اسماء و ہم مسمیات و حقایق و معارف ہوا کہ جبین علم
حضرت آدم بھی متلاشی ہو گیا اور کہپ گیا۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ
علیک عظیما جیسا کہ دیلمی رحمتہ اللہ نی مسند الفردوس میں ابو رافع رضہ سی حدیث نقل
کی ہے کہ واسطی میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل میں اور تعلیم اسماء ہوئی
سوا تہہ زیادتی علم سا تہہ ذوات اور مسمیات کی حفظ جانا چاہئی کہ یہ علم مقصود بالذات
ہی بخلاف صرف علم اسماء کی مثلاً عمدہ کمالات حضرت نوح علیہ السلام میں سی ایسوقت کسی یعنی
استقرار اوسکا اوپر پہاڑ ہی کے تہا اور جریان اوسکا اوپر پانی کے وقت نزول
عذاب الہی جلشانہ کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور
دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے کمالات میں
سے جریان پتھر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے غرقاب ہو جانا ہی بخلاف جوپ
کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہی پس جریان پتھر اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ
عکرمہ بن ابی جہل اکیرو زیر کنار آب بیٹھا تہا اوسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین
صلعم میں عرض کیا کہ اگر تم راست کو ہو ای محمد صلعم تو پتھر جو دوسری کنارہ پر ہی
پانی میں تیر کر اسطرف چلا آوی اور غرق نہ ہو آپ نی اشارہ کیا وہ پتھر تیر کر
اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلعم آکھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت
صلعم کی ادا کی آپ نی فرمایا کہ تجاوز کب بس کرتی ہے ای عکرمہ یہ مقدار یعنی تیری

حضرت نوح

مین جہاں رہی انہی کنایت ہی کمال قلت سی اور یہہ ہی قوت رہا تیس رات دن تک
یعنی ۵ ۱۲ ورز تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتہر ماری بدن مجروح کردیا
حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتہر ماری بدن مبارک بہی مجروح کردیا اور ثنیہ مبارک
منجار دندان شریف شہید کردیا کفار نی روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح ع
عذاب الہی برنگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسیکو نجات نہوئی اور
بید رخواست حضرت خاتم النبیین صلعم بپاسخاطر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ
وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الایتہ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب
بہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لک من الامر شئی او یعذبہم او یتوب علیہم فانہم ظالمون
یعنی تا دیبًا نظر بر شیہ حالی کہ تو تو رحمتہ للعالمین ہے بموجب کریمہ وما ارسلناک الا رحمتہ
للعالمین تجکو زیبا نہین اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اوس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات
اور رحمت ہو جیسا کہ گذرا رب اہد قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ پہر واسطی بعض قبایل
عرب کی لعبد بد دعا کرنی کے اوپر بعض قبایل کے مانند رعل اور ذکوان اور عصیتہ
کے دعا نیک کری بدین الفاظ مروی بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم اہد
دوسا وآت بہم یعنی یا الہی انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلا عمدہ کمالات
ابراہیمی علیہ السلام سی مرتبہ خلت ہے تو آپکی واسطی درجہ حبیبیتہ محمدیتہ ہی لاشک یہ
مرتبہ خلت سی افضل اور اعلی ہین اور زیادہ قبولیتہ کی شان ہین اور نیز قبولیت حضرت
ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل
اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمت للعالمین ہین بالطبع اوسکی طرف میلان
کلی ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور آرام اور امن وامان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص
وعام دینی ودنیاوی پہونچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہ ہی ہے اور محفوظیتہ نار نمرود
سے ساتہہ برد وسلام کی جو اثر خلت ہوا تو اثر حبیبیت اور محبوبیتہ یہ ہوا کہ واسطی

مین چھپا رہی تھی کنایت ہی کمال قلت سی اور یہہ ہی قوت رہا تیس رات دن تک
یعنی ۵۳ روز تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتھر ماری بدن مجروح کر دیا
حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتھر ماری بدن مبارک بہی مجروح کر دیا اور ثنیہ مبارک
منجملہ دندان شریف شہید کر دیا کفار نی روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح ع
عذاب الہی برنگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسیکو نجات نہوئی اور
بید رخواست حضرت خاتم النبیین صلعم بپاسخاطر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ
وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الایۃ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب
بہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لک من الامر شئی او یعذبہم او یتوب علیہم فانہم ظالمون
یعنی تا دیگر نظر برتبہ عالی کہ تو تو رحمۃ للعالمین ہے بموجب کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین تجکو زیبا نہین اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اوس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات
اور رحمت ہو جیسا کہ گذرا رب اہد قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ پہر واسطی بعض قبایل
عرب کی بعد بد دعا کرنی کے اوپر بعض قبایل کے مانند رعل اور ذکوان اور عصیہ
کے دعا نیک کری بدین الفاظ مرویہ بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم اہد
دوسا وات بہم یعنی یا الہی انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلا عمدہ کمالات
ابراہیمی علیہ السلام سی مرتبہ خلت ہے تو آپکی واسطی درجہ حبیبیت محمدیہ ہی لاشک یہ
مرتبہ خلت سی افضل اور اعلی ہین اور زیادہ قبولیت کی شان ہین اور نیز قبولیت حضرت
ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل
اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمت للعالمین ہین بالطبع اوسکی طرف میلان
کلی ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور آرام اور امن و امان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص
و عام دینی و دنیاوی پہونچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہ ہی ہے اور محفوظیت نار نمرود
سے ساتہہ برد و سلام کی جو اثر خلت ہوا تو اثر حبیبیت اور محبوبیت یہ ہوا کہ واسطی

مثل عبد الرحمان الاعرج وارد اسناد ابی ہریرہ رضہ تو داخل وعید ولا تنابزوا
بالالقاب نہین پس اگر مثبتین جن اتم ایسی مراد کہین اس لقب خاتم سے تو جیدان
مضایقہ نہین اگرچہ نظر بالقیاس صوری بہتر تو نہین گردہ صاحب تو معنی وصفی پر
جم رہی ہین جیسا کہ اعور لقب مشہور رجال اسانید احادیث ہین صحاح ستہ وغیرہ مین
شایع ذایع ہے بلا نکیر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچھہ دلالت ہی شرف رتبہ حضرت
خاتم النبیین صلعم اور آپ نی صلعم ایک عورت سی وعدہ کیا اوسنی عرض کیا کہ جب
مین آپکو نہ پاؤن تو فرمایا کہ جو جگہ بتاوی تو حضرت ابوبکر کے پاس آ نا پس آپ کا وعدہ متواتر
ہوا کیا کچھہ بڑی فضیلت ہے کہ اسنے وعدہ مین شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت
ابوبکر ہے رضہ فافہم جیسا کہ یہہ روایت سنن ابی داود مین ہے اور مشکوۃ شریف
مین بھی ہے اور منجملہ کمالات موسوی علیہ السلام سی عصا اور ید بیضا ہی سو حضرت
خاتم النبیین صلعم کی خدمت بابرکت سی وقت شب بعد نماز عشا دو صحابہ نے قصد
اپنی اپنی گھر جانا کا کیا جب راستہ دونو کا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل
مشعل مشتعل ہا جب راہ متفرق ہوا عصا دوسری صحابی کا بھی ویسا ہی روشن
ہوگیا نام ہر دو صحابی مذکور اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ہے چنانچہ یہہ حدیث شریف
مشکوۃ شریف مین بھی ہے اور نیز بخاری وغیرہ مین علی ہذا القیاس روایت مختلفہ مین
انفجار ید صحابی مشہور ہین بعد نماز عشا کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھہ گذاری
تھی اور رات ابر و باران کی تھی حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما اونکی ہاتھہ مین دی
اور فرمایا کہ اسکی روشنی مین جو پس و پیش دس دس گز ہوگی اپنی گھر جاو جب تو گھر مین
اپنی داخل ہوگا وہان سانپ سیاہ ہوگا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکالکر
ڈالدینا یہہ روایت کی ہے ابو نعیم نے پس ظاہر ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا
خود سانپ ہو جاتا تھا اور یہہ عصا سانپ کش تھا کسقدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

مثل عبد الرحمان الاعرج وارد اسناد ابی ہریرہ رضہ تو داخل وعید ولا تنابزوا
بالالقاب نہین پس اگر مثبتین خ اتم ایسی مراد رکھین اس لقب خاتم سے تو جیدان
مضایقہ نہین اگرچہ نظر بالقیاس صورتی بہتر تو نہین گردہ صاحب تو معنی وصفی پر
جم رہی ہین جیسا کہ اعور لقب مشہور رجال اسنادید احادیث مین صحاح ستہ وغیرہ مین
شایع ذایع ہے بلا نکیر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچھہ دلالت ہی شرف رتبہ حضرت
خاتم النبیین پر صلعم اور آپ نی صلعم ایک عورت سی وعدہ کیا اوسنی عرض کیا کہ جو
مین آپکو نہ پاؤن تو فرمایا کہ جو جگہ پاوی تو تو حضرت ابو بکر کے پاس آ پس آپ کا وعدہ متوات
ہوا کیا کچھہ بڑی فضیلت ہے کہ اسنے وعدہ مین شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت
ابو بکر ہے رضہ فافہم جیسا کہ یہہ روایت سنن ابی داود مین ہے اور مشکوۃ شریف
مین بھی ہے اور منجملہ کمالات موسوی علیہ السلام سی عصا اور ید بیضا ہی سو حضرت
خاتم النبیین صلعم کی خدمت بابرکت سی وقت شب بعد نماز عشا رد وصحابہ نے قصد
اپنی اپنی گھر جانا کا کیا جب راستہ دونونکا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل
مشعل مشتعل ہا جب راہ متفرق ہوا عصا دوسری صحابی کا بھی ویسا ہی روشن
ہو گیا تا گھر ہر دو صحابی مذکور اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ہے چنانچہ یہہ حدیث نمیر
مشکوۃ شریف مین بھی ہے اور نیز بخاری وغیرہ مین علی ہذا القیاس روایت قتادہ بن
النعمان رض صحابی مشہور ہین بعد نماز عشا کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھہ گذاری
تھی اور رات ابر و باران کی تھی حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما اونکی ہاتھہ مین دی
اور فرمایا کہ اسکی روشنی مین جو پس و پیش دس دس گز ہو گی اپنی گھر جا اور جب تو گھر مین
اپنی داخل ہو گا وہان سانپ سیاہ ہو گا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکالکر
ڈال دینا یہہ روایت کی ہے ابو نعیم نے پس ظاہر ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا
خود سانپ ہو جاتا تھا اور یہ عصا سانپ کش تھا کسقدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

یہہ کلمہ الم تر قران مجید مین نسبت آنحضرت صلعم موجود و مستعمل ہے جانا چاہیئی کہ اس درخواست پر حضرت موسی علیہ السلام نے داغ لن ترانی کہایا اور خاتم النبیین صلعم سی خود درخواست کی درخواست ارشاد ہی اور ہدایتی یعنی دیکہہ تو طرف رب اپنی کی آوے فرق درمیان ان دونون امر کے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلشانہ اس دار دنیا مین جو محال ہے کی بی باکانہ مدہوشانہ اور انحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد وافر اپنی کے اس امر کو محال جانکر درخواست رویتہ نکی اور پاس ادب رکہا اور مدہوش نہ ہوی اور نہ بیباک ہوی مانند حضرت موسی کے ارشاد ہوا کہ کیا نہین دیکہا تو ان طرف رب اپنی کے یعنی دیکہہ تو طرف نشانیون قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف حضرت موسی کے کہ اونکو ارشاد ہوا کہ تو جو دیکہی ہے ایک امر محال کے نسبت اس دار کی یعنی دار دنیا کی گو فی نفسہ وہ آخرت مین جایز ہے اس عبارت مین بطور مناظرہ کی بصورت الزام حجتہ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سیناء کی ہوا فافہم فافہم کنتہ المقام اگرچہ معنی الم تر کی اور روایات مین مانند الم تر ان الفلک تجری فی البحر الم تعلم ہین مگر اس آیتہ ظل مین یعنی الم تر الی ربک کیف مد الظل مین بسبب صلہ لفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہین بیٹہتی لہذا یہ توجیہہ جوینی کی یہ ہے صحیح ہے یعنی دیکہہ اب جانا چاہیئی کہ رتبہ عالی کونسا ہے اور ان استغفر مکانہ فسوف ترانی اس آیتہ مین رد ہی مذہب شیعہ رفضہ اور معتزلہ پر کہ وہ منکر ہین رویت الہی کے مطلقا دار دنیا اور دار آخرت مین باسطی کہ استغفار جبل ممکن تہا تو تعلیق بالمحال مطابقا نہوا نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقا محال نہین بلکہ محال ہے ساتہہ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسی کو بسبب قلت استعداد کے حکم درزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت نار شجری مین اور ندا ہوئی یا موسی

یہہ کلمہ الم تر قران مجید مین بنسبت آنحضرت صلعم موجود و متلو ہے جانا چاہئی کہ اس درخواست
پر حضرت موسی علیہ السلام نے داغ لن ترانی کہایا اور خاتم النبیین صلعم سی خود درخواست
کی درخواست ارشاد ہی اور ہدایتی یعنی دیکہہ تو طرف رب اپنی کی آو فرق درمیان
ان دونون امر کے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد
اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلشانہ اس دار دنیا مین جو محال ہے کی بی باکانہ
مدہوشانہ اور انحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد وافر اپنی کے اس امر کو محال
جانکر درخواست رویتہ نکی اور پاس ادب رکہا اور مدہوش نہ ہوی اور نہ بیباک ہوی مانند
حضرت موسی کے ارشاد ہوا کہ کیا نہین دیکہا تو ان طرف رب اپنی کے یعنی دیکہہ
تو طرف نشانیون قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف
حضرت موسی کے کہ اونکو ارشاد ہوا کہ تو جو دریی ہے ایک امر محال کے بنسبت اس
دار کی یعنی دار دنیا کی گو فی نفسہ وہ آخرت مین جایز ہے اس عبارت مین بطور
مناظرہ کی بصورت الزام حجتہ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سیناء کی ہوا فافہم
فافہم کنہ المقام اگرچہ معنی الم تر کی اور روایات مین مانند الم تر ان الفلک تجری
فی البحر الم تعلم ہین مگر اس آیتہ ظل مین یعنی الم تر الی ربک
کیف مد الظل مین بسبب صلہ لفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہین بیٹہتی لہذا یہ
توجیہہ حوینی کی یہ ہے صحیح ہے یعنی دیکہہ اب جانا چاہئی کہ رتبہ عالی کونسا ہے
اور ان استغفر مکانہ فسوف ترانی اس آیتہ مین رد ہی مذہب شیعہ رفضہ اور معتزلہ
پر کہ وہ منکر ہین رویت الہی کے مطلقا دار دنیا اور دار آخری مین باسواسطی کہ
استغفار جبل ممکن نہا تو تعلیق بالمحال مطابقا نہوا نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقا
محال نہین بلکہ محال ہے ساتہہ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسی کو بسبب قلت
استعداد کے حکم ورزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت نار شجری مین اور ندا ہوئی یا موسی

صحابی رضہ کا ہاتھ ابلیس شیطان کو جسوقت جوری کرکے لے چلا تہا غلہ وغیرہ صدقات
کو وقت تعینات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور بعینی صدقات کے اور منت سماجت کرکے
جھوٹ بول کر کہ پھر نہ آؤنگا خلاصی پائی دو رات یہہ معاملہ رہا اور آنحضرت صلعم پر اہ
اعجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شنیعہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل اسیرک البارحۃ یعنی
کیا ہوا قیدی تیرا کل کی رات کا یا کل کی شام کا ای ابو ہریرہ اور فرماتی ہے
کہ کلکو وہ پھر آویگا اور تعلیم کرگیا اونکو آیت الکرسی اس اقرار پر کہ مجکو چھوڑ دی پھر نہ آؤنگا
لا یقربک شیطان اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیطان بھاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
فرماتے رہی کہ وہ اگرچہ جھوٹا ہے مگر اس تعلیم آیۃ الکرسی مین اور اوسکی تاثیر مین سچا ہے
غرضکہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلعم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
سے یہ واضح ہوا کہ کبھی نفع دین کا مرد فاسق سے بھی ہوجاتا ہی اور اخذ امر مشروع
کا فاسق سے جائز ہی بشرطیکہ اوسکو عادل تصدیق اور تسلیم کرے چنانچہ وارد حدیث
شریف ہے ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاسق فافہم اور بقابلہ اعجاز جلبی تخت
حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پر کل مسافت صباح و مساء آمد رفت یمن سے شام
تک اور شام سے یمن تک صبح و شام تہی براق آنحضرت صلعم کا ہی براق کو ہوا سے
کیا نسبت وارد حدیث شریف صحاح ہے یضع حافر قدمہ عند اقصی طرفہ یعنی جہانتک
اوسکی نظر جاتی ہی وہان پہر اوسکا قدم پڑتا تہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
جن و انس تہا آپ کا لشکر جن اور انس اور ملایک بلکہ ہمراہ براق کے آمد رفت مین بطور سیاست
مرکب براق اور عمدہ نقابت و چوبداری طرقوا طرقوا اور الیک الیک کو یان یعنی ہٹو
بڑہو ایک طرف ہوجاؤ الگ ہوجاؤ وبکمال شاطری و چستی و چالاکی حضرت جبرئیل علم
حاضر رہے اور پہر اپنے مکان سے بہر ہوتا و زنکیا یعنی سدرۃ المنتہی سے اور اعظم
تصرفات اور آیات معجزات سی حضرت عیسی علیہ السلام کے ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور

صحابی رضہ کا ہاتھہ ابلیس شیطان کو جسوقت چوری کرکے لے چلا تہا غلہ وغیرہ صدقات
کو وقت تعینانی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور پہنچی صدقات کے اور منت سماجت کرکے
جہوٹے بول کر کہ پہر نہ آؤنگا خلاصی پائی دو رات یہہ معاملہ رہا اور آنحضرت صلعم براہ
اعجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شنیعہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل اسیرک البارحۃ یعنی
کیا ہوا قیدی تیرا کل کی رات کا یا کل کی شام کا ای ابو ہریرہ اور فرماتے رہے
کہ کلمہ وہ پہر آویگا اور تعلیم کرگیا اونکو آیت الکرسی اس اقرار پر کہ تجکو چہوڑدی پہر نہ آؤنگا
لایقربک شیطان اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیطان بہاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
فرماتے رہی کہ وہ اگرچہ جہوٹا ہے مگر اس تعلیم آیۃ الکرسی مین اور اوسکی تاثیر مین سچا ہے
غرضکہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلعم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
سے یہ واضح ہوا کہ کبہی نفع دین کا مرد فاسق سے بہی ہوجاتا ہی اور اخذ امر مشروع
کا فاسق سے جایز ہی بشرطیکہ اوسکو عادل تصدیق اور تسلیم کرے چنانچہ وارد حدیث
شریف ہے ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاسق فافہم اور بقول بلہ اعجاز جلبی تخت
حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پر کل مسافت صباح و مساء آمد رفت یمن سے شام
تک اور شام سے یمن تک صبح و شام تہی براق آنحضرت صلعم کا ہی براق کو ہوا سے
کیا نسبت وارد حدیث شریف صحاح ہے یضع حافر قدمہ عند اقصی طرفہ یعنی جہانتک
اوسکی نظر جاتی تہی وہان پہر اوسکا قدم پڑتا تہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
جن و انس تہا آپ کا لشکر جن و انس اور ملایک بلکہ ہمراہ براق کے آمد رفت مین بطور سیاست
مرکب براق اور عمدہ نقابت و چوبداری طرقوا طرقوا اور لبیک لبیک کویان یعنی ہٹو
بڑہو ایک طرف ہوجاؤ الگ ہوجاؤ وبکمال شاطری و چستی و چالاکی حضرت جبرئیل علم
حاضر ہے اور پہر اپنے مکان سے بہر موتخاوز نکیا یعنی سدرۃ المنتہی سے۔ اور اعظم
تصرفات اور آیات معجزات ہی حضرت عیسی علیہ السلام کے ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور

مابین ظہر اور عصر کے منبہ کی پل گر کر مرگئی انصار کی عورتان اور مرد آکر گریہ وزاری کرنے لگی یہانتک کہ درمیان مغرب اور عشار کی اونسی آواز سنی کہ کہتی تھے محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لانبی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول وصدق وصدق یہ ارسول السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت مین اور یہہ روایت نہایت موید ہی ہماری دلایل کو اور اس قسم کی روایات دربارہ معجزات بہت کچھہ مدارج النبوۃ مولفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ مین مروی ہین یہ ہی کفایت کرتی ہین اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہہ مردہ شاید مسکوت ہوگئی ہون اور زندہ ہون تو غلط ہی اسواسطی کہ حاضرین اوسوقت کی نے تنقیح اس امر کی بالمعاینہ کرلی ہی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہین کہ سکتہ امر حسی ہین سے امتیاز درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذایع ہے اوقطع نظر اس سے احیاء اموات امور ممکنات مین سے ہی نہ ممتنعات عقلی جسی معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام اور اونکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہین اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگرچہ ممتنع عقلی ہو کیونکہ تا وقتیکہ امتناع شرعی نہو ہمکو اوسکی پیروی لازم نہین ایسا ممکن عقلی ممتنع شرعی ہین مانند سحر کی یہہ امر اس قبیل سے نہین بلکہ ثابت الاصل ہین عقلاً وہم شرعاً فافہم اور یہہ امر ایسی خصایص عیسوی ہین سے شرعاً نہین ثابت ہوا کہ اور انبیاء تک انبیاء پیشین اور انبیاء پسین تک یا اونکی اتباع تک تجاوز نکری حضرت ابراہیم علیہ السلام سی منصوص قرآنی ہے قولہ تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزءا ثم ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم اور قصہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما

مابین ظہر اور عصر کے منہہ کی بل گر کر مر گئی انصار کی عورتان اور مرد آکر گریہ وزاری کرنے لگی یہانتک کہ درمیان مغرب اور عشار کی اونسی آواز سنی کہ کہتی تہے محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول وصدق وصدق ہذا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نی کتاب من عاش بعد الموت مین اور یہہ روایت نہایت موید ہی ہماری دلایل کو اور اس قسم کی روایات دربارہ معجزات بہت کچہہ مدارج النبوۃ مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مین مروی ہین یہ ہی کفایت کرتی ہین اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہہ مردہ شاید مسکوت ہوگئی ہون اور زندہ ہون تو غلط ہی اسواسطی کہ حاضرین اوسوقت کی نے تنقیح اس امر کی بالمعاینہ کرلی ہی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہین کہ سکتہ امر حسی مین سے امتیاز درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذایع ہے اور قطع نظر اس سے احیاء اموات امور ممکنات مین سے ہی نہ ممتنعات عقلی جسی معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام اور اونکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہین اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگرچہ ممتنع عقلی ہو کیونکہ تا وقتیکہ امتناع شرعی نہو ہمکو اوسکی پیروی لازم نہین ایسا ممکن عقلی ممتنع شرعی ہین مانند سحر کی یہہ امر اس قبیل سے نہین بلکہ ثابت الاصل ہین عقلاً وہم شرعاً فافہم اور یہہ امر ایسی خصایص عیسوی مین سے شرعاً نہین ثابت ہوا کہ اور انبیاء تک انبیاء پیشین اور انبیاء پسین تک یا اونکی اتباع تک تجاوز نکری حضرت ابراہیم علیہ السلام سی منصوص قرآنی ہے قولہ تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزءا ثم ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم اور قصہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما

تمام قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنا لاؤ وخواہ کوئی آیہ کوئی
صورت جو جزء ہے بلا تفصیل و بلا تعیین بنا لاؤ وفافہم اور جانا چاہیئے کہ خارج کرنا ملائکہ
کو اس آیہ میں سے اور نہ شامل کرنا اونکا ساتھ جن وانس کے باوجود ہونے کے
ذوی العقول میں سے اس وجہ سے ہی کہ ملائکہ معصوم ہیں مدعی اور معارض اور متحدی
قرآن شریف کی نہ ہی اور مہیا فرضاً عجز ملائکہ بھی فی نفسہ لازم آیا اسلئے کہ ہرگاہ جن
وانس باوصف سعی موجد انشاء اور انشاء آموز کی عاجز آئی تو ملائکہ تو بطریق اولی
عاجز ہیں اور سبب گروہ ملائکہ ہیں اعلم حضرت جبرئیل علیہ السلام حامل وحی ہیں اونکی نسبت خود
لفظ امین قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ منافی ہے ایسی امانت کو جسکی عظمت کا
اعتراف ہو اور وقوعیت کا اقرار قدر تبرا وریہ عرض جواب جانب ملائکہ سی کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا
ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک بروقت فرمانی حق تبارک وتعالی کے انی جاعل
فی الارض خلیفہ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تھا بلکہ بطور مناصحت حسب لیاقت اور جو صلہ اپنے
کی تھا براہ بے علمی کے جسکا جواب یہ یا یا قال انی اعلم مالا تعلمون اور بطرز امتحان کی تھا
اور واسطے اظہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر بزبان عبری ہوا
اور قرآن شریف کا نزول بعبارۃ عربی بے شک زبان عربی افصح اور ابلغ ہی سب
زبانوں سے اور فایق وارد احادیث متشابہہ ہی لسان اہل الجنۃ عربی اگرچہ بطور
روایت قرطاسی کے بعض حواشی مختار پر نظر سی گذرا کہ زبان اہل جنت کی دری
ہے اور دری زبان فارسی لغتی بلخ ہے غلط اور اگر خطرہ مخطور ہو کہ اور کتب منزلہ
اور فرقان حمید دونوں کلام الہی میں جہت تفاوت فصاحت و بلاغت کیا ہے کہ ایمان سے گرتی متفاوت الفصاحت والبلاغت میں جواب
کہ بعض کلام الہی بر بعض کے فایق ہی فصاحت و بلاغت میں بواسطہ الہی اظہار شرف رتبہ کے مانند تفاوت مراتب ہمگنی رسل صلوات اللہ وسلامہ
کے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض نہ ایسا تفاوت جو منافی ہو اور مساوی ہو کلام
مخلوق کے جیسا کہ خبر نبی اور رسول مساوی نہیں نبی اور رسول کو کیونکہ مقتضای لفظ

تمام قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنا لاؤ وغواہ کوئی آیۃ کوئی
صورت جو جز رہے بلا تفصیل و بلا تعیین بنا لاؤ وفا فہم اور جانا چاہئی کہ خارج کرنا ملائکہ
کو اس آیۃ میں سے اور نہ شامل کرنا اونکا ساتھ جن وانس کے باوجود ہونے کے
ذوی العقول میں سے اس وجہ سے ہی کہ ملائکہ معصوم ہیں تحدی اور معارضہ اور تحدی
قرآن شریف کی نہ ہتی اور مہذا ضمنا عجز ملائکہ بھی فی نفسہ لازم آیا اسلئے کہ ہرگاہ جن
وانس باوصف ہونے موجد انشاء اور انشاء آموز کی عاجز آئی تو ملائکہ تو بطریق اولی
عاجز ہیں اور سب گروہ ملائکہ میں اعلم حضرت جبرئیل علیہ السلام حامل وحی ہیں اونکی نسبت خود
لفظ امین قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ منافی ہے ایسی بات کو جسکی عظمت کا
اعتراف ہو اور فوقیت کا اقرار فقد تبر اور یہہ عرض جواب جانب ملائکہ سی کہ انجعل فیہا من یفسد فیہا
ونسبح بحمدک ونقدس لک بروقت فرمانی حق تبارک وتعالی کے انی جاعل
فی الارض خلیفۃ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تھا بلکہ بطور مناصحت حسب لیاقت اور جو صلہ اپنے
کی تھا براہ بے علمی کے جسکا جواب یہ پایا قال انی اعلم مالا تعلمون اور بطرز امتحان کی تھا
اور واسطے اظہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر بزبان عبری ہوا
اور قرآن شریف کا نزول بعبارۃ عربی بے شک زبان عربی افصح اور ابلغ ہی سب
زبانوں سے اور فائق واردا حادیث منتاہیر ہی لسان اہل الجنۃ عربی اگرچہ بطور
روایۃ قرطاسی کے بعض حواشی مختار پر نظر سی گذرا کہ زبان اہل جنۃ کی دری
ہے اور دری زبان فارسی لغت بلخ ہے غلط اور اگر خطرہ مخطور ہو کہ اور کتب منزلہ
اور فرقان حمید دونوں کلام الہی میں وجہ تفاوت فصاحت و بلاغت کیا ہی کہ بیان ہو گرمی تفاوت فصاحت و البلاغت میں جواب
کہ بعض کلام الہی بر بعض کے فائق ہی فصاحت و بلاغت میں بارادہ الہی اسطی اظہار شرف رتبہ کے کما تفاوت مراتب پیغمبری رسل علیہ السلام
کے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہ الیہ تفاوت جو متناہیہ اور مساوی ہو کلام
مخلوق کے جیسا کہ غیر نبی اور رسول مساوی نہیں نبی اور رسول کو کیونکہ مقتضای لفظ

سے اور منشا پیش آمد اس قسم کی امور کا فضلا کو بالذات سوال ہوتا ہی یا بعجلت
اوقات سو یہ منجملہ سو تدبیری ہے نہ از قسم نقص فضل و کمال پس اس قسم کے باتونی بنظر
مناصحت ہمدردی و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانباء ہی بحکم حدیث
شریف الدین النصیحۃ الخ و الحذر الحذر قسطاس سی و ششم دہوکا نہو اس توجیہہ پر کہ
بالفرض اگر یہہ کہا جاوی کہ فقرہ اخیرہ اثر مذکور یعنی فیہ نبی کنیکم سی ظاہر ہی کہ صرف
تشبیہہ فی التسمیہ ہی مراد نہین بلکہ تشبیہہ فی المرتبہ و الوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسی
یعنی لکل مبطل محق فعطا اسلئی کہ اول توجیہہ بنظیر مذکور صرف تشبیہہ وصفی ہے کسی موضع
ہے بغیر لحاظ التسمیہ کی اور معہذا اگر از قبیل تشارک وصفی او تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر مذکور مین کہا جاوی تو مضایقہ نہین کیونکہ روایت فیہ محمد کمحمد کم ہی ہے تا نہ
اور انبیاء علیہم السلام کی نامون کے جیسا کہ او نہین تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پھر بھی توجیہ خاتمیہ خواتم ستہ اس حجت سی ثابت نہین ہوتی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت مین تشبیہہ ثابت ہونی کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہہ ہی درباره
وصف ہدایت اور مذاره غیر حقیقی کے اور تذکیر او توعیظ کے موافق توجیہہ امام قسطلانی
اور امام زرقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطاسون سابقہ مین
مدلل ہو چکا اور مستقبلہ مین ہوتا چلا آتا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتھہ وصف خاتمیہ کی یعنی خاتمیہ مطلقہ کی اول تو تشبیہہ مین
جمیع اوصاف ملحوظ نہین ہوتی والا پھر خاتمیہ مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از عرش
تا فرش جو خاصہ مختصہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیہ
اضافیہ مقیدہ اسلئی کہ وصف خاتمیہ مطلقہ او صاف مخصوصہ خاتم حقیقی مین سی ہے
صلعم یعنی یہ خواتم ستہ بھی خاتم مطلق ہین مانند حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس وصف
مذکور بالاطلاق مین نہ خاتم اضافی مین و ہو خلاف المفروض او راضافتہ اور شی ہے

قسطاس سی ششم

سے اور منشا رپیش آمد اس قسم کی امور کا فضلا رکو یا دلت سبالات ہوتا ہی یا عجلت
اوقات سو یہ بمجلہ سو تدبیری ہے نہ از قسم نقص فضل و کمال پس اسقسم کے باکثری بنظر
مناصحت ہمدگری و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانباہ ہی بحکم حدیث
شریف الدین النصیحۃ الخ و الحذر الحذر **قسطاس سی ششم** دہوکا نہو اس توجیہہ پر کہ
بالفرض اگر یہہ کہا جاوی کہ فقرہ اخیرہ اثر مذکور یعنی فیہ بنی کبنیکم سی ظاہر ہی کہ صرف
تشبیہہ فی التسمیہ ہی مراد نہین بلکہ تشبیہہ فی المرتبہ و الوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسی
یعنی لکل مبطل محق فعط اصلی کہ اول توجیہہ بنظر مذکور صرف تشبیہہ وصفی ہے کی لئی موضوع
ہے بغیر لحاظ التسمیہ کی اور معہذا اگر از قبیل تشارک وصفی اور تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر مذکور مین کہا جاوی تو مضایقہ نہین کیونکہ روایات فیہ محمد کمحمد کم ہی ہے مانند
اور انبیاء علیہم السلام کی ناموں کے جیسا کہ اونمین تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پھر بھی تو خاتمیتہ خواتم ستہ اس حجت سی ثابت نہین ہوتی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت مین تشبیہہ ثابت ہوتی کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہہ ہی درباره
وصف ہدایت اور نذارہ غیر حقیقی کے اور تذکیر اور توعیظ کے مواعظ توجیہہ امام قسطلانی
اور امام زرقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطاسون سابقہ مین
مدلل ہو چکا اور مستقبلہ مین ہوتا چلا آتا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتھہ وصف خاتمیتہ کی یعنی خاتمیتہ مطلقہ کی اول تو تشبیہہ مین
جمیع اوصاف ملحوظ نہین ہوتی والا پھر خاتمیتہ مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از عرش
تا فرش جو خاصہ محققہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیتہ
اضافیہ مقیدہ اسلئی کہ وصف خاتمیتہ مطلقہ اوصاف مخصوصہ خاتم حقیقی مین سی ہے
صلعم یعنی یہ خواتم ستہ بھی خاتم مطلق ہین مانند حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس وصف
مذکور بالاطلاق مین نہ خاتم اضافی ہین وہ خلاف الفروض اور اضافتہ اور شی ہے

خاتم النبیین ہین پس امتہ بہی اونکی خاتم الامم ہے لان محمدا صلعم خاتم النبیین فامتہ خلفت
سائر الامم من تفسیر الخازن اسکو قرینہ شرعیہ کہتی ہین اور منشا شرعیہ کیونکہ وجود امت
خاتمیتہ ساتھہ وصف خاتمیہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیتہ نبوت حقیقیہ متحقق
الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیتہ امتہ مرحومہ مذکورہ جا بجا
بنصوص قطعیہ قرانیہ اور اخبار نبویہ اور آثار صحیحہ بلکہ کتب منزلہ سابقہ مقرون بالعلامات
ثابت ہی نحن الآخرون السابقون و ایت حدیث شریف وارد صحاح وغیرہ کافی ہے
اکثر اس باب مین موجب اطالتہ ہی معلوم ہر کہ دمہ ہی پس بہرحال بہر دو صورت
مذکورہ یعنی صورت مجاز مرسل و صورت استعارہ اس تشبیہ ہی مطلب اہل مطلب
ہرگز برآرہنین تا وقتیکہ منشا تشبیہ شرعی نہو اور لفظ خاتم اثر مذکور مین بتصریح نہ ہو
پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور مین لفظ نبی سے ہادی غیر نبی مراد ہین مسمی باسماء
مذکورہ الاثر المذکور اور تشبیہ امور محسوسہ مین ہو یا معنویہ مین منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف
اضافتہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہے پس برین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور مین
اجتماع وجود اور عدم محل واحد مین پس ما نحن فیہ مین محل نزاع اضافتہ نہین ہو سکتا
بلکہ محل نزاع تشبیہ ہی نفس نبوت مین جسکو متحمل اثر مذکور ہے جسکا مآل استلزام شرکت
فی النبوت ہی معنی قطع النظر عن الخاتمیتہ اور اگر اثبات تشبیہ منظور مثبتین اضافتہ ہوتا تو حسب
قواعد غیر شیعہ ممکن تہا مگر اوسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتین یا
توارد شریعت یا تکرار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قسطلانی سابقین
مفصل گذرا الا بطریق مجاز و استعارہ مراد ہادی غیر نبی لی جاوین حسب اقتدار
سلف صالح مانند قسطلانی و زرقانی وغیرہ تو بہر بلا اعتبار کنندان ہے اور یا صورت
مطلب برآری بتصریح بدین لفظ ہوئی فیہ خاتم کنا تحکم مگر بہر یہ بہی بصورت تشبیہ ہوئی
نہ بصورت اضافتہ بدلیل مذکور الا تجوزا بوجہہ وجود منشا اضافت مگر بہر بہی احتیاج

خاتم النبیین ہین پس امتہ بہی اونکی خاتم الامم ہے لان محمدا صلعم خاتم النبیین فامتہ خلفت
سائر الامم من تفسیر المدارک اسکو قرینہ شرعیہ کہتی ہین اور منشا شرعیہ کیونکہ وجود امت
خاتمیہ ساتھہ وصف خاتمیہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیہ نبوت حقیقیہ متحقق
الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیہ امتہ مرحومہ مذکورہ جا بجا
بنصوص قطعیہ قرآنیہ اور اخبار نبویہ اور آثار صحیحہ بلکہ کتب منزلہ سابقہ مقرون بالعلامات
ثابت ہی نحن الآخرون السابقون و ایت حدیث شریف وارد صحاح وغیرہ کافی ہے
الکثار اس باب مین موجب اطالتہ ہی معلوم ہر کہ دمہ ہی پس بہرحال بہر دو صورت
مذکورہ یعنی صورت مجاز مرسل و صورت استعارہ اس تشبیہہ ہی مطلب اہل مطلب
ہرگز برآرہتین تا وقتیکہ منشا تشبیہہ شرعی نہو اور لفظ خاتم اثر مذکور مین بتصریح نہ ہو
پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور مین لفظ نبی سے ہادی غیر نبی مراد ہین مسمی باسماء
مذکورہ الاثر المذکور اور تشبیہہ امور محسوسہ مین ہو یا معنویہ مین منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف
اضافتہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہے پس بربین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور مین
اجتماع وجود او رعدم محل واحد مین پس ما نحن فیہ مین محل نزاع اضافتہ نہین ہو سکتا
بلکہ محل نزاع تشبیہہ ہی نفس نبوت مین جسکو متحمل اثر مذکور ہے جسکا مآل استلزام شرکت
فی النبوت ہی مع قطع النظر عن الخاتمیہ اور اگر اثبات تشبیہہ منظور مشتبہین اضافتہ ہو تا تو حسب
قواعد عجزیہ ممکن تہا مگر اوسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتین یا
توارد شریعت یا انکار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قسطلانی سابقین
مفصل گذرا الا بطریق مجاز و استعارہ مراد ہادی غیر نبی لی جاوین حسب اقتدار
سلف صالح مانند قسطلانی و زرقانی وغیرہ تو پہر باعتبار کنہ ہے اور یا صورت
مطلب برآری بتصریح بدین لفظ ہو لی فیہ خاتم کخاتم مگر پہر یہ بہی بصورت تشبیہہ ہوئی
نہ بصورت اضافتہ بدلیل مذکور الا بتجوز ابوجہہ وجود منشا اضافت مگر پہر بہی احتیاج

ہے بلکہ غلبہ ہی جہتہ علمی کو اور پر جہت وصفی اور مرتبی کے وہ روایت مزاحم حال ہے
اس جہت وصفی اور مرتبی کو اوس روش پر جو کہ منشا رہی ثبوت خاتمیتہ اضافیہ مرعیہ
کا پس معلوم ہوا کہ وہان ہادی غیر نبی ہین مسمی باسماء انبیاء آدم و نوح تا محمد صلوات اللہ
علی نبینا وعلیہم السلام جو مشابہہ ہین ساتھہ ہر ایک نبی طبقہ علیا سمی اپنی کے نفس ہدایتہ
وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فخیمہ اور اخلاق فاضلہ مین قدم بقدم اونکی اتباع مین
فقط والاغیر الحذر والحذر واللہ اعلم وعلمہ اتم **قسطاس سی و ہفتم** اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ایسے انا رکا انکار کرنا جیسے یہہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور ہر شذوذ قادح
صحتہ نہین گو قطعی الثبوت نہین جو مفید یقین ہو اور تکلیف عقیدہ اوسکی کی دیجاوے اور اوسکی
منکر کی تکفیر کیجاوے کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہی کہ حد تواتر کو نہین پہونچی البتہ حضرت
ابن عباس سی مروی ہے بطور اثر کل اور اوسکی مضمون پر انعقاد اجماع بھی نہین ہوا
جو باعث تکفیر منکران ہو مگر خالی از ابتداع تو نہین اسلئے کہ ائمہ حدیث نی لعدم تصحیح کے حکم
شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ مطاعن حدیث سی نہین معہذا پس رفع شبہہ مذکور یہی کہ اولاً
اسکا انکار اہل تحقیق نے سلفاً وخلفاً نہین کیا بلکہ اسکی اصلاح بدین طور کی کہ جس سے اثر
مذکور مین اور آیتہ خاتمیتہ مین تطبیق حاصل ہوئی چنانکہ اکثر قسطاسون مین مذکور ہو چکا کہ جسکی
تسلیم سے اہل اشتباہ کو خلجان پیدا ہوئی کہ نوبت اوسکی بطول پہونچی اور قطع نظر اس سے
حاصل اس شبہہ کا یہ ہی کہ ما ثبت اوسکا ہی ساتھہ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
کوئی اس اثر کا منکر نہین ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
کیا نہین معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
حنفیہ کہ جسکا امام شافعی انکار کرے ہین مبتدع ہر گز نہین بلکہ پیشوای اہل سنت وجماعت
ہین کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھہ دلیل ظنی کے نہ ساتھہ قطعی کے اور بالفرض اگر مبتدع
بھی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہین **قولہ تعالیٰ** ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

ہے بلکہ غلبہ ہی جہتہ علمی کو اوپر جہت وصفی اور مرتبی کے وہ روایت مزاحم حال ہے
اس جہت وصفی اور مرتبی کو اوس روش پر جو کہ منشا ہی ثبوت خاتمیتہ اضافیتہ مرعومہ
کا پس معلوم ہوا کہ وہان ہادی غیر نبی ہین مسمی باسماء انبیا آدم و نوح تا محمد صلوات اللہ
علی نبینا و علیہم السلام جو مشابہہ ہین ساتھہ ہر ایک نبی طبقہ علیا سمی اپنی کے نفس بدایتہ
وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فخیمہ اور اخلاق فاضلہ مین قدم بقدم اونکی اتباع مین
فقط لاغیر الحذر الحذر واللہ اعلم وعلمہ اتم **قسطاس سی و ہفتم** اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ایسے انسان کا انکار کرنا جیسے یہہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ذو ہے اور ہر شذوذ قادح
صحتہ نہین گو قطعی الثبوت نہین جو مفید یقین ہو اور تکلیف عقیدہ اوسکی کی بجا وی اور اوسکی
منکر کی بکفر کیجا وی کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہی کہ حد تواتر کو نہین پہونچی البتہ حضرت
ابن عباس رض سے مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر انعقاد اجماع بھی نہین ہوا
جو باعث تکفیر منکران ہو مگر خالی از ابتداع تو نہین اسلئے کہ ائمہ حدیث فی الجملہ کے حکم
شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ و مطاعن حدیث سے نہین فمطابس رفع شبہہ مذکور یہی کہ اولاً
اسکا انکار اہل تحقیق نے مسلقاً و حلقاً نہین کیا بلکہ اسکی اصلاح بدین طور کی کہ جس سے اثر
مذکور مین اور آیتہ خاتمیتہ مین تطبیق حاصل ہوئی چنانکہ اکثر قسطاسون مین مذکور ہو چکا کہ جسکی
تسلیم سے اہل اشتباہ کو خلجان پیدا ہوئی کہ نوبت اوسکی بطول پہونچی اور قطع نظر اس سے
حاصل اس شبہہ کا یہ ہی کہ ثابت اوسکا ہی ساتھہ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
کوئی اس اثر کا منکر نہین ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
کیا نہین معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
حنفیتہ کہ جسکا امام شافعی انکار کرتے ہین مبتدع ہرگز نہین بلکہ پیشوای اہل سنت و جماعت
ہین کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھہ دلیل ظنی کے نہ ساتھہ قطعی کے اور بالفرض اگر مبتدع
بھی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہین **قولہ** ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

بالاجزاء الحسیہ البتائیہ المطابق ای العین والاعتبار لازم آتا ہی اور وہ باطل ہے قطعًا
یہ محض ایک بنار عقلی ہے بلکہ درصورت اعتراف نفس نبوت انبیا اگرچہ کچھہ ضرر خاتمیہ حقیقی
کو نہیں پہونچتا چنانکہ اور انبیاء علیہم السلام کا وجود مضر نہیں ہوا کہ ظاہر ہی مگر بخلاف
دعوی نبوت صرفہ بھی نسبت خواتم ستہ جسطرح بیان صاحبون مدعیان نے کیا ہی استحالہ
شرکت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور استحالہ الزام مالا یلزم قبل ورود
الشرع بموجب "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" اور خلاف سنت اللہ ہوا جو قول
حقتعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا یا تو ارد شریعت یا تکرار شریعت وغیرہ جو اکثر قساطیس
مین دلائل مفصل مذکور ہین لازم آتی ہین اور معہذا عذور رکاہی کہ خاتمیہ مطلقہ ایک معنی بسیط
ہی کہ شیوع اور شمول اوسکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
شخصی ہون یا حصصی علی نحوہم علی ہذا القیاس بسیط ہی خصوص وصف اطلاق کہ شرح حقیقتہ
اور بیان عنوان اوسکا ہی نہ از قبیل قید ہی اوسکو یعنی خاتمیہ مذکورہ کو کمی بیشی افراد
سے کچھہ آسیب ہرگز نہیں پہونچتا نہ اوسکو از وا رہی اور نہ الغا اور انقضا خواہ افراد
ارض مکتنفہ ہون یا متخللہ متصلہ یا متفرقہ ہون یا منفصلہ منفکہ اور یہہ سب امور لاحقہ مرتبہ
ثالث مین ہین از قبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر اوسکا نسبت اوس
معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر اوسکی رسائی وہانتک کہان اور انکار اس
امر کی جو مستلزم ہی تخصیص کو اور باقی رہ جانی ایک حصہ کو منجملہ سات حصونکی غلط ہوجانا
اثر مذکور کا ہرگز نہیں لازم آتا چنانچہ شراح بخاری وغیرہ کی بموجب تفسیر حضرت ابن عباس رض
ساتھہ حدیث قدسی مذکور کی اور بہ تبعیت اونکی اس احقر نے بحالا یزید شرح وبسط معنی بیان
کئی کہ جس سے تطبیق بین المعنین یعنی معنی آیتہ خاتمیہ اور معنی اثر مذکور مین حاصل ہوی اور
حالانکہ انکار اثر مذکور اور تغلیط معنی مذکور دو امر ایسی متغایر ہین اور متوازی کہ اسکی
غلطی ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہین کیونکہ انمین علاقہ ملاقات منقطع ہی پس بوجہہ

بالاجزاء الحقیقیۃ المتباینۃ المتطابق ای العین والاعتبار لازم آتا ہی اور وہ باطل ہے قطعًا
یہ محض ایک بنا رعقلی ہے بلکہ درصورت اعتراف نفس نبوت انبیا راگرچہ کچھ ضرر خاتمیۃ حقیقی
کو نہیں پہونچتا جیانکہ اور انبیاء علیہم السلام کا وجود منتفی نہیں ہوا کہ ظاہر ہی مگر بخلاف
دعوی نبوت صرفہ بھی نسبت خواتم ستہ جسطرح یہ ان صاحبون مدعیان نے کیا ہی استحالہ
شرکت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور اور استحالہ الزام مالا یلزم قبل ورود
الشرع بموجب قولہ تعم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور خلاف سنت اللہ ہوا جو قول
حقتعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا یا تو ارد شریعت یا تکرار شریعت وغیرہ جو اکثر قساطیس
بین مدلل مفصل مذکور ہین لازم آتی ہین اور معہذا عذر درکار ہی کہ خاتمیۃ مطلقہ ایک معنی بسیط
ہی کہ شیوع اور شمول اوسکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
شخصی ہون یا حصصی علی نحہم علی ہذا القیاس بسیط ہی خصوص وصف اطلاق کہ شرح حقیقتہ
اور بیان عنوان اوسکا ہی نہ از قبیل قیود ہی اوسکو یعنی خاتمیۃ مذکورہ کو کمی بیشی افراد
سے کچھ آسیب ہرگز نہیں پہونچاتا نہ اوسکو انزوا رہی اور نہ الغاء اور انقضاء خواہ افراد
ارض منتشرہ ہون یا متخللہ متصلہ ملتزفہ ہون یا منفصلہ منفکہ اور یہ سب امور لاحقہ مرتبہ
ثالث مین ہین از قبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر اوسکا نسبت اوس
معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر اوسکی رسائی وہانتک کہان اور انکار اس
امر سی جو مستلزم ہی تخصیص کو اور باقی رہ جانی ایک حصہ کو منجملہ سات حصون کی غلط ہوجانا
اثر مذکور کا ہرگز نہیں لازم آتا جیانچہ شراح بخاری وغیرہ نی بموجب تفسیر حضرت ابن عباس رض
سا تھہ حدیث قدسی مذکور کی اور بہ تبعیت اونکی اس احقر نے بما لا یزید شرح وبسط معنی بیان
کئی کہ جس سے تطبیق بین المعنین یعنی معنی آیۃ خاتمیہ اور معنی اثر مذکور بین حاصل ہوتی ہی اور
حالانکہ انکار اثر مذکور اور تغلیط معنی مذکور دو امر ایسی متغایر ہین اور متوازی کہ اسکی
غلطی ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہیں کیونکہ انمین علاقہ ملاقات منقطع ہی پس بوجہ

لہذا ربع مسکون کا اطلاق ہے بہر کیفیہ ضرورت نہین طرف ابادی کرات تسعہ باقیہ منفصلہ محویہ بالطبع
المطلقا اور صورت آبادی سابر بقاع قلیلہ تحکیما ارض علیا کی بسبب زیادہ مساحت اوسکی کے نسبت طبقات
عالیہ ارضی سے بسا قلیل کی نسبت غالبا فافہم صورتہ ہذا فقط

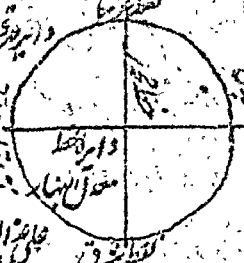

پس اب کیفیہ ضرورت نہین طرف ایجاد خوانم تسعہ درباره حصول
غرض مطلوب بہ شہر مخبی یعنی لکاثر افراد امتہ بلا موونہ دیگر توجیہات
اور معنی اشرنا کورہی بر بارہی بتقویہ توجیہات جو ہستاک لا
بحال وغیرہ مذکورہ سائر قساطیس ورعدد طبقات سبعہ اور
کرتیہ ارض اور سب لوازم ضروری بجاہی خود قایم رہتی ہین مگر بتحقیق تنزل امر نہیں ہوتی کہ اس
صورت مین جو موجب التباس ہے اس باب مین وہ مفصل عنقریب قسطاس آیندہ مین مذکور ہوگی
چونکہ رافع شبہات ہی کو طبقات ملتصقہ ہی ہون تنزل امر نہیں ہوتی کو کچھہ آسیب نہین فقط۔

قسطاس سبع وثلثین جاننا چاہئی کہ انسان بصیغہ واحد نسبت ارض کے قرآن شریف مین
بوجہ حقیقتہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اوپر واحد اور کثیر کے اور مراد ہی یہان
اوس سی کثیر باوجود اختیار لفظ واحد بجہت التصاق طبقات سبعہ کہ اس علم مین کلام
نہین چنانچہ بعض روایات احادیث صحیحہ مین لفظ حجج ارضین بہی وارد ہی یا بجہت عدم اختلاف
مابینہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی نی ہین بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس
مختلفہ سی نی ہین جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر مین موجود ہی غرضکہ اہل شرع کو اختلاف تعداد سبعہ طبقات ارض مین اختلاف
ہی فصل ہین الطبقات مین بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سبعہ فلسفہ ہین موافق
قول اہل ہیئۃ کی مگر بظاہر مخالف ہی قول اللہ تعالی کی۔ اولم یر الذین کفروا ان السموات
والارض کانتا رتقا ففتقناہما یعنی کیا نہین جانا کافرون نے کہ آسمان اور زمین ابتدی متصل
ایک ہوی پس کردیا ہمنی جدا اون دونو کو فقط لیکن بنظر غور یہ معنی ہین کہ یہ دونون صنف
من حیث المجموع باعتبار افراد کلوا حد من الصنفین متصلہ فیما بینہا او منفصلہ

لہذا بر ع مسکون کا اطلاق ہے بہر کیہ ضرورت نہین طرف آبادی کی رات ستہ باقیہ منفصلہ محویہ بالطبقہ
العلیا اگر صورت آبادی سیارہ بقاع قطعہ متخیلہ ارض علیا کی بسبب زیادہ مساحت اوسکی کے نسبت طبقات
عالیہ اوسی ستہ سیارہ کی تقریبا غالبا فافہم صورتہ ہذا فقط

پس اب کیہ ضرورت نہین طرف ایجاد خوانم ستہ دربارہ حصول
غرض مطلوب شہر مغز یعنی لکاثر افراد ستہ بلا سوونتہ دیگر توجیہات
اور معنی ترکورہی بربارہی بتقویتہ توجیہات جہت امساک لا
یحل وغیرہ مذکورہ سائر قساطیس و رعدد طبقات سبعہ اور
کرتیت ارض اور سب لوازم ضروری بجای خود قایم رہتی ہین مگر بتحقیق تنزل امر نہیں ہوتی کی اس
صورت مین جو موجب التباس ہے اس باب مین وہ مفصل عنقریب قسطاس آیندہ مین مذکور ہوگی
بموکد رافع شبہات ہی گو طبقات بالمنصفہ ہی ہون تنزل امر نہیں ہوتی کو کچھہ آسیب نہین فقط۔

قسطاس سی و نہم جاننا چاہئی کہ اتیان بصیغہ واحد بنسبت ارض کے قرآن شریف مین
بوجہ جنسیتہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اوپر واحد اور کثیر کے اور مراد یہان
اوسی کثیر باوجود اختیار لفظ واحد بجہت التصاق طبقات سبعہ کہ اس علم مین کلام
نہین چنانچہ بعض روایات احیا صحیحہ مین لفظ مجموع ارضین بھی وارد ہی یا بجہت عدم اختلاف
مابینہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی ہی ہین بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس
مختلفہ سی ہی ہین جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر مین مجموعہ عوضکہ اہل شرع کو اختلاف اعداد سبعہ طبقات ارض مین اختلاف
ہی فصل ہین الطبقات مین بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سبعہ فلسفہ ہین موافق
قول اہل ہیئۃ کی مگر بظاہر مخالف ہی قول اللہ تعالی کی۔ اولم یر الذین کفروا ان السموات
والارض کانتا رتقا ففتقناہما۔ یعنی کیا نہین جانا کافرون نے کہ آسمان اور زمین تہی متصل
ملی ہوی پس کردیا ہمنی جدا اون دونو کو فقط لیکن بنظر غور یہ معنی ہین کہ یہ دونون صنف
من حیث المجموع باعتبار افراد کلوا حد من المصنفین متصلہ فجا بینہما او منفصلہ

قسطاس سی و نہم

کے اور یہہ لفظ خاتم ہی مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ النبیین ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماخوذہ اور بوصف نبوت منعوتا مذکورہ مین بحسب ہی پس ہر گونہ مسلوب التاویل
ہی قطعًا وحالًا ومآلًا تحقیقًا وتقدیرًا وانتفاءً فالپس اس خاتم کا کوئی مماثل ہی نہین حقیقۃً
نہ اضافۃً نہ وصفًا خاص مین کسیطرح جو قابل ہو تحقق ہو طرف ذات منظرہ کی اسکی بحیثیت کسی تاویل
یا طرف کسی غیر اور شخص کے باطراف استثناء کی فاقرا فاقرا افیہا کلا مورد کل الافتراق والسر اعلم بالصواب
پس استقسم کا قیاس سیر ون از قیاس ہے قران شریف مین کیا کیا شی نازل نہین لیکن نزول
فی القرآن کو کیا دخل ہے استلزام اتحاد ومفاد مراد مین کہ اظہری پس بموجب ان تحقیقات
کی معنی اثر مذکور کے جو مستلزم ہین تطبیق ہین الایۃ والاثر المذکورین کو جو موید اور مشید ہین
توجیہہ لفظ نبی کو بمعنی ہادی واعظ مذکر غیر نبی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ کی
جو پر توہ کیا بلکہ صریح وہ ہی معنی ہین جو خود صاحب اثر نے رقم ساتھہ حدیث قدسی کی تفسیر کر دی
اور واسطی افادہ مزید مبالغہ کی ساتھہ لفظ نبی کے متعبر فرمایا کہ مبالغات بغرض مصالح
استحالات شارع مین ثابت ہین کہ وہ متسع ہین خلاف واقع ہین چنانچہ بعض قسطاس مین
اسکی بخوبی شرح وبسط ہی وہ شبہہ جھوٹ بولنی کا عمدًا جو جانب حضرت عبد اللہ ابن عباس رض
امام المفسرین اعدل الصحابہ مین سے ہین جسکو براہ تہمت جانب اہل توجیہہ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہین مرتکز خیال بعض افاضل متبحرین جو ائمہ تہامہ بعنایت الہی جلشانہ زائل ہو گیا اور الحمد للہ
قمع المعارض سندہ وحقہ عن الکذب واقع بخاری شریف علاوہ برین ہے یعنی تعریضات اور
کنایات اور مجازات اور تاویلات کو وسعت ہی مبرا ہین کذب سی شرعًا مثلًا لفظ عدد تبعیز
اور حسابہ کا درباره بیان بعد مسافت فیما بین زمین وآسمان وارد احادیث ہی اور اسکی
سب محدثین نے توجیہہ یہ ہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہین بلکہ بطور قدر مشترک مطلق بعد مسافت
کثیر مراد ہی علی ہذا القیاس اور امثلہ بسیار وارد اخبار وآثار مین فادرک۔ اور موجبین اہل
تحقیق اس تہمت رفض اور اعتزال اور خروج سی جو ریختہ قلم بعض فضلاء ہی محفوظ رہی الحمد للہ

کے اور یہہ لفظ خاتم بہہ مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ النبیین ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماخوذہ اور بوصف نبوت مذکورہ مین بحث ہی پس ہر گونہ مسلوب التاویل
ہی قطعًا وحالًا ومالًا تحقیقًا وتقدیرًا وانتفاءً فالپس اس خاتم کا کوئی مماثل ہی انہمن حیثیت
نہ اضافہ اس وصف خاص مین کسیطرح جو قابل ہو کر تحقق ہو طرف ذات متصفہ کی اسطی جیسے کسی تالی اور تابع کے
یا طرف کسی پیغمبر اور شخص کے یا طرف استثناء کی فاقترافا انتفاءً کلا امورہ کل الافتراق والسر اعلم بالصواب
پس استقسم کا قیاس سیرون از قیاس ہے قران شریف مین کیا کیا شی نازل ہین لیکن نزول
فی القرآن کو کیا دخل ہے استلزام اتحاد ومفاد مراد مین کہ اظہر ہی پس ہم جب ان تحقیقات
کی معنی اثر مذکور کے جو مستلزم ہین تطبیق بین الایۃ والاثر المذکورین کو جو موید اور مفید ہین
توجیہہ لفظ نبی کو بمعنی ہادی واعظ مذکر غیر نبی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ کی
جو پر لوہ کیا بلکہ صریح وہ ہی معنی ہین جو خود صاحب اثر نے رض ساتھہ حدیث قد کی تفسیر کر ہی
اور واسطی افادہ مزید مبالغہ کی ساتھہ لفظ نبی کے معتبر فرمایا کہ مبالغات بغرض مصالح
استعمالات شارع مین ثابت ہین کہ وہ ممتنع ہین خلاف واقع ہین چنانچہ بعض قسطلانی مین
اسکی بخوبی شرح وبسط ہی وہ شبہہ جھوٹ بولنی کا عمدًا جو جانب حضرت عبداللہ ابن عباس رض
امام المفسرین اعدل الصحابہ مین سے ہین جسکو براہ نسبت جانب اہل تجہ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہین مرتکز خیال بعض افاضل مشیتہ خدا کم مستہا لنسبت الہی جلشانہ زائل ہو گیا اور جلالتہ
فقرۃ المعارف سندہ وحقہ عن الکذب واقع بخاری شریف علاوہ بریں ہے یعنی تعریضات اور
کنایات اور مجازات اور تاویلات کو وسعت ہی میسر ہین کذب سی شرعًا مثلًا لفظ عدد ستہ جیز
اور جمسانیہ کا دربارہ بیان بعد مسافت فیابین زمین وآسمان وارد احادیث ہی اور اوسکی
سب محدثین نے توجیہہ یہ ہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہین بلکہ بطور قدر مشترک مطلق بعد مسافت
کثیر مراد ہی علی ہذا القیاس امثلہ بسیار وارد اخبار وآثار ہین فادرک۔ اور موجبین اہل
تحقیق اس تہمت رفض اور اعتزال اور خروج سی جو رنجتہ قلم بعض فضلا ہی محفوظ رہی الحمد للہ

وحی کو کنایۃً بلفظ مثلت اپنی قوم سبا کیا بوجہ صرف نا ہموار ی قوم کے اور خوف از رسانے
سے یا براہ تواضع اور مانند قول حضتعالی وتبارک کی اولیس الذی خلق السمٰوٰت والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم بلی وھو
الخلاق العلیم یعنی مماثلت فی الماہیۃ والاوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اور پیدا
کرلے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر ذوی العقل جو راجع ہی طرف جن وانس اور ملک کی
جو عالم ہین سموات اور ارض کے شرافۃً ہی کہ افراد شریفہ مخلوقات سی ہین واسطی دلالت کرنی
کے اوپر افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ مین ہی ہون اسلئی کہ وہ داخل
ہین تحت اقدرت حضرت حق مطلق جلشانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے ایکم مثلی الی
ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنی نہین ہے کوئی میرا مشابہ مین شب گذاری کرتا ہون نزدیک
اپنی رب کی وہ کہلاتا ہی کھلاتا ہی مجکو اور پلاتا ہی مجکو اور محتمل ہے کہ یہہ لفظ مثل وارد احادیث بمعنی
مماثل بہی ہو کہ جسکو سالب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہین کوئی میرا مماثل اس وصف
خاص مین پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا مین اثبات ہی مثلیۃ کا نفس ماہیۃ بشریۃ مین اور
خصوصیۃ ہی وصف وحی مین ایسا ہی مین مخصوص ہون اس وصف خاص مذکور کے ساتھہ
حدیث مذکور مین اور مثال مشابہۃ وصفی کی یہہ ہی فلان مثل حاتم یعنی مشابہ ہی وصف
جود اور سخا مین بہ مماثل ہے تاکہ لازم آدی مساوات جمیع اوصاف مین حالانکہ بہت اوصاف
ہمدگری مین مبائن ہے پس معلوم ہوا کہ منشا ر صدور لفظ مثل اثر مذکور مین یہہ ہی لفظ مثل
ہے جو واقع ہی نظم قرآن مین اس آیت شریفہ مین ومن الارض مثلھن یعنی اوس اثر مین
ہی اس ہی قسم کی مثلیۃ ہے یعنی فیہ مثل ابراہیم ونوح الخ مراد مشابہتہ فی الوصف الخاص
ہے اور وہ وصف تذکیر اور موعظ اور ہدایت ہی یا صرف رسالت ہی بدیمعنی کہ پیغامرسان
ہین اونکی جو پیغامرسان ہین جنات کو جانب انبیا والعدسی اور مہذا علاوہ بریں ہے
کہ مسمّی بہی ہین ساتھہ ان ہی اسمار مذکورہ کی اثر مذکور مین بطور تشارک اسمی کے مانند تحقیق
شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید اور تشیید وتشریح تا آخر قساطیس مین ہوتی چلی آئی ہے

وحی کو کنایۃً بلفظ امثلت اپنی قوم سے بیان کیا یوجہہ صرف باہمواری قوم کے اور خوف از رسانے
سے یا براہ تواضع اور مانند قول حضتعالی و تبارک کی اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم بلی وھو
الخلاق العلیم یعنی ممانعت فی الماہیۃ والاوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اوپر پیدا
کرنے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر ذوی العقل جو راجع ہی طرف جن والنس اور ملک کی
جو عام ہین سموات اور ارض کے شرافتہ ہی کہ افراد شریفہ مخلوقات سی ہین واسطی دلالت کرنی
کے اوپر افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ مین ہی ہون اسلئی کہ وہ داخل
ہین تحت قدرت حضرت حق مطلق جلشانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے انکم تسئلی انی
ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنی نہین ہے کوئی میرا مشابہہ مین شب گذاری کرتا ہون نزدیک
اپنی رب کی وہ کھلاتا ہی مجکو اور پلاتا ہی مجکو اور ممکن ہے کہ یہہ لفظ مثل وارد احادیث بمعنی
مماثل بھی ہو کہ جسکو سبب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہین کوئی میرا مماثل اس وصف
خاص مین پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا مین اثبات ہی مثلیۃ کا نفس ماہیۃ بشریۃ مین اور
خصوصیتہ ہی وصف وحی مین ایسا ہی مین مخصوص ہون اس وصف خاص مذکور کے ساتھہ
حدیث مذکور مین اور مثال مشابہہ وصفی کی یہ ہی فلان مثل حاتم یعنی مشابہہ ہی وصف
جود اور سخا مین بہ حاتم ہے تاکہ لازم آوی مساوات جمیع اوصاف مین حالانکہ بہت اوصاف
حمدگری مین مبائن ہے پس معلوم ہوا کہ منشار صدور لفظ مثل اثر مذکور مین یہہ ہی لفظ مثل
ہے جو واقع ہی نظم قرآن مین اس آیت شریفہ مین ومن الارض مثلھن یعنی اوس اثر مین
بھی اس ہی قسم کی مشابہۃ ہے یعنی فیہ مثل ابراہیم ونوح الخ مراد مشابہتہ فی الوصف الخاص
ہے اور وہ وصف تذکیر اور توعیظ اور ہدایت ہی یا صرف رسالت ہی بدینمعنی کہ پیغامرسان
ہین اونکی جو پیغامرسان ہین جناب کو جانب انبیاء العدسی اور مہذا علاوہ برین ہے
کہ مستلزم بھی ہین ساتھہ ان ہی اسمار مذکورہ کی اثر مذکور مین بطور تشارک اسمی کے مانند تحقیق
شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید اور تشہید وتشریح تا آخر قساطیس مین ہوتی چلی آئی ہے

اس سے اول طبقات مذکورہ ارض مین خلو ہو یا نہو واسطہ ثبوت مطلب نزول وحی کے جو موقوف
علیہ ہی وجود خواتم مفروضہ کا جو متقضی اور مستلزم تہا خلو مذکور کو پس کچہہ ضرورت نرہی خواتم سته
کی اور نہ خلو طبقات سافلہ کی لسبب کفایت کرنی جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو مشار الیہ
صریح ہے آیات قرآنی مین باتفاق مفسرین اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اور آیات مین کہا ہے
اکثر جا ضمیر تثنیہ نازل ہوئی اور اس آیۃ متبرکہ مین کیون تغیر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مؤنث جو
فقط بنین مین ہے تو جواب اوسکا یہ ہی تاکہ تغیر اسلوب دلالت کرے اوپر طبقات متعددہ
کے بہی بالتصفہ رائقہ ہون یا منفصلہ فتقہ ہون یہہ امر آخر ہی اور ہر گاہ نزول وحی ہوا درمیان
محدب یعنی سطح روی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر بطور جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
جو عبارت ہی جو مذکور ہی تو بہرحال نزول ثابت ہی درمیان چودہ طبق کے البصرورا گر یہہ کہا
جاوی کہ بنظر انصاف معنی حقیقی نزول وحی کے یہ ہین کہ اوپر سے نیچے کو جاوی یعنی بہرحال آسمان سے
طبقہ علیا زمین پر آوی جو مقرر ہی اوسکا اسواسطے کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود یا جو اس
ہی طبقہ علیا ہے اور پہر بواسطہ اونکی نیچی کے طبقات کی انبیاء کو بطور احکام ملازمان بالادست ملازمان
ماتحت کو پہونچتی ہین پہونچتی یعنی اول آنکو وحی آوے اور پہر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہونچے پس جانا چاہیے
کہ یہ عبارت شبیہہ مذکور خود فیصل ہے اسلئے کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر
کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقرر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہونچا تو وہین منتہی ہوا ہی اور ہر گاہ
وہ منتہی ہو چکا تو انقطاع نزول مذکور لازم آیا پہر نیچی کے طبقات کو پہونچتا طبقہ ارض علیا سے یہہ امر
آخر ہی اوسکو وصول کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ نزول اور مابین وصول اور نزول فرق زمین و
آسمان ہے اور منشا ورود شبیہہ کلام فضلا رمین یہہ لفظ ہی کہ اول آنکو وحی آئی اور پہر
بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے یہہ مفہوم صریح ہے کہ بعد مین اور دنکو بہی وحی آئی اگر لفظ اول
نہو یہہ واہمہ مرتفع ہے اسواسطے کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پر جو نبی ہین یعنی خاتم النبیین
پر صلعم مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی احکام جو وحی مین یعنی علوم و معلوم مین وہ بطور متعارف

اس سے اول طبقات مذکورہ ارض مین خلو ہو یا نہو واسطہ ثبوت مطلب نزول وحی کے جو موقوف علیہ ہی وجود خواتم مفروضہ کا جو مقتضی اور مستلزم تہا خلو مذکور کو پس کچہ ضرورت نرہی خواتم سنہ کی اور نہ خلو طبقات سافلہ کی لیسبب کفایت کرتی جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو مشار الیہ صریح ہے آیات قرآنی مین باتفاق مفسرین اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اور آیات مین بصیغہ تثنیہ نازل ہوئی اور اس آیۃ متبرکہ مین کیون تغییر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مونث جو نقط بنین مین ہے تو جواب اوسکا یہہ ہی تاکہ تغییر اسلوب دلالت کرے اوپر طبقات متعددہ کے بہی ملتصفہ رتقہ ہون یا منفصلہ فتقہ ہون یہہ امر آخر ہی اور ہر گاہ نزول وحی ہوا درمیان محدب یعنی سطح روی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر بطور جسم تعلیمی آسمان دنیا کے جو عبارت ہی جو مذکور ہی تو بہر حال نزول ثابت ہی درمیان چودہ طبق کے البتہ اور اگر یہہ کہا جاوی کہ بنظر انصاف معنی حقیقی نزول وحی کے یہہ ہین کہ اوپر سے نیچے کو جاوی یعنی بہر حال آسمان سے طبقہ علیا زمین پر آوی جو مقعر ہی اوسکا اسواسطے کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود یا جو اوس ہی طبقہ پر ہے اور پہر بواسطہ اوسکی نیچی کے طبقات کی انبیاء کو بطور احکام ملازمان بالادست ملازمان ماتحت کو پہونچتی ہین پہونچی یعنی اول آپکو وحی آوے اور پہر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہونچی پس جانا چاہیے کہ یہہ عبارت مبہم مذکور خود فیصل ہے اسلیے کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقعر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہونچا تو وہ وہین منتہی ہوتا ہی اور ہر گاہ وہ منتہی ہو چکا تو انقطاع نزول مذکور لازم آیا پہر نیچی کے طبقات کو پہونچتا طبقہ ارض علیا سی یہہ امر آخر ہی اوسکو وصول کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ نزول اور مابین وصول اور نزول فرق زمین و آسمان ہے اور منشا ورود بمبہم کلام فضلا مین یہہ لفظ ہی کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے یہہ مفہوم صریح ہے کہ بعد مین اور اونکو بہی وحی آئی اگر لفظ اول نہو یہہ واہمہ مرتفع ہے اسواسطے کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منتزل پر جو نبی ہین یعنی خاتم النبیین صلعم مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی احکام جو وحی مین یعنی علوم و معلوم ہین وہ بطور متعارف

کے طبقات کے انبیا کو بطور ملاذمان بالادست ملاذمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا موہم واہمہ اور موجب لبس شک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول اوپر سے نیچے اوترنی کو کہتی ہین واسطی اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہین لہذا معہذا تحقیق کیفیت معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیۃ ینزل الامر بینہن کے ایک تصویر زیر تحریر پیش کیجاتی ہے خوب جہان کرنا چاہئی - ہرگاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمانون کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہین اور ہر جسیم حاوی جسیم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہتہ مساحت جسمی مین کلان ہوتا ہے اور محوی کو چک تو اوسکی واسطی ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط مخرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسیم تعلیمی سطح کرہ ہے پہونچی وہ جانب علو ہی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی اپنے کے اسواسطی کہ وہ جانب علو مذکور منزل ہے نازل کے کیونکہ وہ حائل ہے پس اب جسیطرف کو جانب آسمان سے نازل ہو کر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہرحال (مع تحقیق مشتبہہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہین گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوی گا کہ آمر آخر سے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہین رہی مگر تاہم مضایقہ نہین یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر مقتضای الفاظ عبارت کچھہ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھہ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند ولاصلبنکم فی جذوع النخل کے یا لفظ علی کلہن سے صریح نازل ہوتا مگر اسمین خدشہ استعلا حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ مضر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کلو احد منہن بھی اگر نازل ہوتا تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محول ہوتا اور یہ مطلب اس آیۃ کی کہ یوحی فی کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیا رہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہین جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طبقات کے انبیا کو بطور ملاذمان بالادست ملاذمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا موہم واہمہ اور موجب لبس فی شک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول اوپر سے نیچے اوترنی کو کہتی ہیں واسطی اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہیں اور معہذا تحقیق کیفیت معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیۃ تنزل الامر بینہن کے ایک تصویر زیر تحریر کیجاتی ہے خوب ہیاں کرنا چاہئی - ہرگاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمانوں کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہیں اور ہر جسیم حاوی جسیم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہۃ مساحت جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو چک تو اوسکی واسطی ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط مخرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسیم تعلیمی سطح کرہ ہے پہونچی وہ جانب علو ہی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی اپنے کے اسواسطی کہ وہ جانب علو مذکور منزل ہے نازل کے کیونکہ وہ حماس ہے پس اب جسیطرف کو جانب آسمان سے نازل ہو کر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہرحال (مع فرق تحقیق مشتبہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوی گا کہ امر آخر سے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر بمقتضای الفاظ عبارت کچھہ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھہ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند ولاصلبنکم فی جذوع النخل کے یا لفظ علی کلہن ہے صریح نازل ہوتا مگر اسمین خدشہ استعلا حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ مضر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کلو احد منہن بھی اگر نازل ہوتا تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اور پر مطلب اس آیۃ کی کہ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ کہ متعلق بغیر انبیا رہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طبقات کے انبیا کو بطور ملا ذمان بالادست ملا ذمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا موہم واہمہ اور موجب لغزش تک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول اوپر سے نیچی اوتری کو کہتی ہیں واسطی اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہیں اور معہذا تحقیق کیفیت معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیۃ ینزل الامر بینہن کے ایک تصویر نذیر تحریر کیجاتی ہے خوب دھیان کرنا چاہئی - ہرگاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمانوں کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہۃ مساحت جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو چک تو اوسکی واسطی ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط مخرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ ہے پہونچی وہ جانب علو ہی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی اپنے کے اسواسطی کہ وہ جانب علو مذکور منزل ہے نازل کے کیونکہ وہ حماس ہے پس اب جسیطرف کو جانب آسمان سے نازل ہو کر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہرحال (موافق) تحقیق مشتبہ مذکور اوپر سے نیچی کو کہیں گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوی گا کہ امر آخر ہے فافہم بالفہم التام باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر بمقتضای الفاظ عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند ولاصلبنکم فی جذوع النخل کے یا لفظ علی کلہن ہے صریح نازل ہوتا مگر اسمیں خدشہ استعلاء حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ مضر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کلو احد منہن بھی اگر نازل ہوتا تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اوپر مطلب اس آیۃ کی کہ یوحی فی کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء رہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طبقات کے انبیا کو بطور ملا دنان بالا دست ملا دنان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا موہم واہمہ اور موجب لنبس شک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول اوپر سے نیچے اوترنی کو کہتی ہین واسطی اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہین اور معہذا تحقیق کیفیت معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیۃ تنزل الامر بینہن کے ایک تصویر زیر تحریر کیجاتی ہے خوب یہان کہنا چاہیئے - ہرگاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمانون کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہین اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہۃ مساحت جسمی مین کلان ہوتا ہے اور محوی کوچک تو اوسکی واسطی ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط مخرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ ہے پہونچی وہ جانب علو ہی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی اپنے کے اسواسطی کہ وہ جانب علو مذکور منزل ہے نازل کے کیونکہ وہ حماس ہے پس اب جسیطرف کو جانب آسمان سے نازل ہو کر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہرحال (مع الفرق) تحقیق مشتبہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہین گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوی گا کہ آمر خ ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہین رہی مگر تاہم مضایقہ نہین یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر مقتضای الفاظ عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھہ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند ولاصلبنکم فی جذوع النخل کے یا لفظ علی کلہن ہے صریح نازل ہوتا مگر اسمین خدشہ استعلا حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ مضر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کلو احد منہن بھی اگر نازل ہوتا تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اور پر مطلب اس آیۃ کی کہ یتنزل الامر بینہن بوحی فی کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیا رہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہین جیسا کہ اہل تفسیر نے

اور اسکا ان پر حکم ہوا وہ طبقۂ ثانیہ سے سابق ہیں اور بعد وفات شریف کے زمان انقضاء عہود تمام طبقہ زمین علیا پر مخصوص
زمانہ ساتھ ہے وحی ہے برابر کے اسکے اور اسکی بس ظاہر ہو گیا کہ وحی ہی کل سماوی اور بالنسبت وحی طبقات ارض سے ثانیہ
کی اور زمین طبقہ زمین علیا کی قیاس مع الفارق نہیں فافہم اور فرق اسکا یہ ہے کہ جب اس مخصوص کے وہ اعتبار نہ غلط فہمی ہوئی جو بند سے
عبارت رافع الوسواس نے اور یہ عبارت حاشیہ علی فارسی آئی کی جو جلالین پر ہے کیا ہی ہے بسبب سند اس عبارت معالم التنزیل
امام بغوی کی ینزل الامر بینہن یا وحی من السماء السابعۃ الی الارض السفلی وہ زایل ہو گیا پس ہی تفسیر علی قاری کی
صحیح ہی غائیہ من فی قولہ بینہن ای غایۃ الارض العلیا التی ہی ادنی السماء السابعۃ التی ہے اعلاہا اور اس تفسیر
وہ تفسیر جو بین السماء الدنیا بجای بین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا کچھ مخل نہیں کیونکہ اوسکی مباشر نہیں کہ
ظاہری لفظ سے تحقیق نقطہ نہیں کی اور زمین اسوسطی کی کل سموات گویا منبع نزول وحی ہیں بوجہ عدم منہ نزول
اپنی کی واسطی وحی کی بوجہ تخصیص منزلیہ مذکورہ کی ساتھ ارض علیا کی تو بخصوصیۃ خاتمیۃ مطلقہ کی اور عطف
طبقات ستہ کی بوجہ عدم خصوصیۃ طبقہ ارض علیا کی قبل بعثۃ خاتمیۃ مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب تحقیق ہو جاتا۔
پس جانا چاہئے کہ معنی اس آیہ ینزل الامر بینہن کے یہ ہوئی کہ جو وحی کہ متعلق بامر تدبیرات امر ہی جو غیر انبیاء اور کہ انبیاء
اوسکی منزل وہ آسمان ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی اور وہ زمین ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی علی ہذا القیاس حال جو
اور جو وحی کہ متعلق انبیاء ہی اوسکی منزل وہ ہی جسمیں وہ نبی ہی پس اگر وہ نبوت مقیدہ رکھتا ہی بنزول
اور وصول اور منزل اور موصل مقید ہی اور اگر مطلق ہے تو یہ سب امور مطلق لہذا لفظ امر جسکا مفہوم
عام آیہ مذکورہ میں نازل ہوا نہ لفظ وحی کا اگرچہ یہ لفظ بھی باعتبار اپنی انواع اور اقسام کی فی الجملہ عمومیت
رکھتا ہے نہ مانند لفظ امر کے کہ وہ اس سے بالاتر ہے بعمومیت میں کہ اعم العوام اور اشمل الشوامل اور
احوی الحوایا میں سے ہے فافہم ولا تتوہم جانا چاہئے کہ روایات تفاسیر میں ہر قسم کی ہوتی ہیں
اور عبارات مگر معتبر وہ ہی ہوتی ہیں جو برسر تحقیق ہوتی ہیں اور مخالف اصول دین نہ ہوں خصوص
باب عقاید سخت تر نازک ہی واللہ اعلم وعلمہ اسبغ واحکم پس باس تقریر و تحقیق سے ہر گاہ سب
شبہات جو اہل اشتباہ عموماً و خصوصاً ہی بعنایت الہی جلشانہ زایل ہو گئے ہم خصوص یہ شبہہ
از قبیل شبہہ افاضل تو کیا عوام کو بھی نشاید مخطور ہو اور اگر بنظر خطرات ہو تو جانیں گے

اور ان کا ان پر حکم ہونا طبقۂ ثانیہ سے ساقط ہوا اور بعد وفات آنحضرت کے زمان انقطاع نبوت کی طبقۂ اولیٰ علیا پر مخصوص
رہا سو وہی حق ہے بہر حال مدار کار اس پر ہوا کہ وحی فی کل سماء امر اسی سے متعلق رہا اور نسبت وحی طبقات ارض سبعہ کی
کو نہیں طبقۂ اولیٰ علیا کی قیاس مع الفارق ہے فافہم وافرق پس جب اس تخصیص کے وہ اخذ و غلط فہمی جو بنا ہے
عبارت واقع ہوا سو اس نے اور یہ عبارت حاشیہ علی قاری کی جو جلالین میں ہے کیا ہی مبنی سند اس عبارت عالم التنزیل
امام بغوی کی ینزل الامر بینہن ما یوحی من السماء السابعۃ الی الارض السفلی وہ زایل ہو گیا پس یہی تفسیر ملا علی قاری کی
صحیح ہی غائیہ من فی قولہ بینہن ہی غایۃ الارض العلیا اللتی ہی ادنی السماء السابعۃ اللتی ہے اعلاہا اور اس تفسیر
وہ تفسیر فقیر جو بین السماء الدنیا بجای بین السماء السابعۃ اللتی ہی اعلاہا کچھ تخیل نہیں کیونکہ اوسکی مباشر نہیں کہ
ظاہری لفظ سے تحقیق لفظ بینہن کی اور نیز اسواسطے کہ کل سموات گویا منبع نزول وحی ہیں بوجہ عدم منزلیت
اپنی کی واسطے وحی کی بوجہ تخصیص منزلیۃ مذکورہ کی ساتھ ارض علیا کی تو بخصوصیۃ خاتمیۃ مطلقہ کی اور غلط
طبقات ستہ کی بوجہ عدم خصوصیۃ طبقہ ارض علیا کی قبل بعثۃ خاتمیۃ مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب تحقیق ہو جاوے
پس جاننا چاہیئے کہ معنی اس آیہ ینزل الامر بینہن کے یہ ہوئی کہ جو وحی کہ متعلق بامر تدبیرات امر ہی جو غیر نبیا دار ہے
اوسکی منزل وہ آسمان ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی اور وہ زمین ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی علی ہذا القیاس حال جو
اور جو وحی کہ متعلق انبیا ہی اوسکی منزل وہ ہی جسمیں وہ نبی ہی پس اگر وہ منوط بمقیدہ رکھتا ہی نزول
اور وصول اور منزل اور موصل مقیدہ ہی امور اگر مطلق ہے تو یہہ سب امور مطلق لہذا بلفظ امر جسکا مفہوم
عام آیہ مذکورہ میں نازل ہوا نہ لفظ وحی کا اگرچہ یہہ لفظ بھی باعتبار اپنی انواع اور اقسام کی فی الجملہ عمومیت
رکھتا ہے نہ مانند لفظ امر کے کہ وہ اس سے بالاتر ہے بعمومیت میں کہ اعم العوام اور اشمل الشمول اور
احوی الحوایا میں سے ہے فافہم ولا تتوہم جاننا چاہیئے کہ روایات تفاسیر میں ہر قسم کی ہوتی ہیں
اور عبارات مگر معتبرہ وہی ہوتی ہیں جو برسر تحقیق ہوتی ہیں اور مخالف اصول دین نہ ہوں خصوص
باب عقاید سخت تر نازک ہی واللہ اعلم وعلمہ اسبق واحکم پس اب اس تقریر و تحقیق سے ہر گاہ سب
شبہات جو اہل اشتباہ عموماً و خصوصاً ہی بجنابت الہی جلشانہ زایل ہو گئے خصوصہ یہ شبہہ کہ
از قبیل شبہہ افاضل تو کیا عوام کو بھی نشاید محظور ہوا اور اگر بنظر خطرات ہو تو جایز ہے گو

ہر کلام اہل دعوی مین مدعا یہا ہے اور اونکا یہ لقب نا یافت ہی خصوص علی صاحبان نے
بہی اسکی تصریح نہین کی اگر اشارۃً ہین موافق قاعدہ عقلیہ اون صاحبونکی کہ لہذا مینی اطلاق
خواتم کا کیا القاب وخطاب ضرور ہی مگر نظرا ہر ملایکہ کا کوئی خاتم نہین بسبب عدم شہرت نصوص
کے اس باب مین کہ بیدالتیں ملایکہ اور وضع مراتب اونکی ترتیب بترتیب زمانی ہی یا ذاتی بخلاف ان
خواتم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص مین ملایکہ اور اناسی متحد
بحکم ہونی چاہئین تہی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہوا پس ہر گاہ حکم متعاید ہوئی تو مطلب
تشبیہ بہی ہاتہہ سی چہوٹ گیا تب یہہ قول لغو ہوا ورنہ جس فسادنی یہان اثر کیا تو وہ ہی فساد
افراد اناسی تک بہی سرایتہ کریگا پس اسصورت مین افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیتہ ہاتہہ نہ آیا
اب کیا کیا جاوے خاموش ہونا چاہئی فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم وفوق کل ذی علم علیم
اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ بواسطی ملایکہ پہونچنا وحی کا طبقات مسافلہ مین نہ سہی مجرد حصول
جمیع علوم کافی ہے فقط اول تو اب ہی تحقیق وصول وحی کی ان طبقات مین ہو چکی اور تحقیق اس
شبہہ ثانی کی بیشتر قسطاس ششم مین ہے بدین طور کہ درباره آگاہی پوری شریعتیہ سی حسن العقیدہ
والعمل خصوص جو متعلق ہین باجی احکامی مجرد حصول جمیع علوم کافی نہین اسلئی کہ یہہ طریق مسالک
اور نکالی نہین خلاف سنت الہی جلشانہ ہی قولہ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور قطع نظر
اس سے حصول جمیع علوم نسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید الاسلام ہے یہہ خاصہ الہیہ ہی کریمہ

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور کریمہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسنی السوء الایتہ کریمہ ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع
الا ما یوحی الی ان انا الا نذیر مبین اور مہذا اعلاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح مخوی کلام نسبت حصول
جمیع علوم ہے طرف خاتم الاولین والاخرین کے بدلیل مضمون علمت علم الاولین والاخرین نہ کہ طرف
اور انبیاء کے اور عجب تر یہ ہے کہ تقریب تام نہین اسلئی کہ فقرہ علمت الی اخرہ لفیدہ اضافت ہی
خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے مگر جو یہہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین وآخرین مگر یہہ

ہر کلام اہل دعوی میں بدعا مایہا ہے اور اونکا یہ لقب نا یافت ہی خصوص علمیان صاحبان نے
بھی اسکی تصریح نہیں کی اگر اشارۃً ہمین موافق قاعدہ عقلیہ اون صاحبونکی کہ ہمذا مینی اطلاق
خواتم کا کیا القاب وخطاب ضرور ہی مگر بظاہر ملایکہ کا کوئی خاتم نہیں بسبب عدم شہرت نصوص
کے اس باب مین کہ بیان ملایکہ اور وضع مراتب اونکی مرتب بترتیب زمانی ہی یا ذاتی بخلاف ان
خواتم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص مین ملایکہ اور انا سی متحد
بحکم ہونی چاہئین تھی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہوا پس گاہ حکم متعایر ہوئی تو مطلب
مشبہ بھی ہاتھ سی چھوٹ گیا تب یہہ قول لغو ہوا ورنہ جس فسادی یہان اشارہ کیا تو وہ سی فساد
افراد انا سی تک بھی سرایتہ کریگا پس اسصورت مین افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیتہ ہاتھ نہ آیا
اب کیا کیا جاوے خاموش ہونا چاہئی فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم وفوق کل ذی علم علیم
اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ بواسطی ملایکہ پہونچنا وحی کا طبقات مسافہ مین نہ سہی تجرد وحصول
جمیع علوم کافی ہے فقط اول تو اب ہی تحقیق وصول وحی کی ان طبقات مین ہو چکی اور تحقیق اس
شبہہ ثانی کی بیشتر قسطاس ششم مین ہے بدین طور کہ درباره آگاہی پوری شریعتہ سی حسن العقیدہ
والعمل خصوص جو متعلق ہین بوجی احکامی تجرد وحصول جمیع علوم کافی نہین اسلئی کہ یہہ طریق مسالک
اور نکالی نہین خلاف سنت الہی جل شانہ ہی قولہ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور قطع نظر
اس سے حصول جمیع علوم نسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید الاسلام ہے یہہ خاصہ الہیہ ہے کریمہ
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور کریمہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسنی السوء الایتہ کریمہ ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع
الا ما یوحی الی ان انا الا نذیر مبین اور مہذا علاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح فحوی کلام نسبت حصول
جمیع علوم ہے طرف خاتم الاولین والاخرین کے بدلیل مضمون علمت علم الاولین والاخرین نہ کہ طرف
اور انبیاء کے اور عجب تر یہ ہے کہ تقریب تام نہین اسلئی کہ فقرہ علمت الی اخرہ لیتید اضافت ہی
خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے مگر جو یہہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین وآخرین مگر پھر

اور یہ امر دیگر ہی کہ اگر منزل مطلق ہی اور عام تو بحثہ بھی ایسی ہی ہی اور جو مقید ہی اور
خاصہ تو بحثہ بھی علی ہذا القیاس فافہم اور روایات اور اقوال سلف جو بطرق متعدد و بارہ
اس امر مذکور کی کتب معتمدہ معتمد بہا سی دستیاب ہوئی ہین اونکو ایک قسطاس اخیر مین
لیکر خاتمہ کتاب مع توجیہات ضروری کی تحریر کردیا ہی وحسبنا اللہ علیہ بالصواب اور اغلب
ہو کہ صریح قولہ تعم قد نری تقلب وجہک فی السماء الآیۃ ہی بانتظار وحی جانب آسمان عین
حالت نماز مین بیچ فایدہ دینی معنی نزول کے اوپر کی جانب سی نیچی کی طرف کو اسائی کیہ
تقلب مراد ہی بانتظار نزول جبرئیل علیہ السلام جو ایک امر حسی شہادی تہا نسبت جس
شریف آنحضرت صلعم کی یہ نسبت نزول وحی کے جو وہ ایک امر معنوی اور غیبی ہے اور متلقی مغلوب
الربانی القای جو بلقی ہوتا تہا اور غیر مکتنف کو اور غیر مکتنف باہو حیثیہ مثل انتظار واصد
پیامبر دہ در ضمن انتظار پیغام محبوب شمرد اصلا ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران ہا اور بعہذا ہرگاہ علاقہ اس نزول کا تہا ساتہ شکل کری دوار
کے اگرچہ نزول جبرئیل سے مراد ہو تب بھی وہ نزول جس جانب سی ہو علو حسی مذکور ہی ہے
اور نیز سماء یعنی علو بھی ہے اور ہر جانب شکل مذکور مین علو ہی ہے جیسا کہ گذرا والا ہر
توجیہات مذکورہ کافی ہین فافہم الخذ الخذ اور لفظ لتعلموا واقع آیۃ مذکورہ جو غایۃ ہی منزل امر
کی اور خلق سبع سموات و ارض کے محض واسطی فایدہ عایدہ تمہاری ہی کی ہی ترجمہ آیۃ
شریفہ السرودہ ذات پاک ہی جسنی پیدا کیا سات آسمانون کو اور زمینون کو مانند اونکی
یا زمینان ہین مانند اونکی اوترتا ہی امر یعنی وحی درمیان اونکی تا کہ تم جانو یہ کہ تحقیق اللہ اوپر
ہر چیز کے قدرت رکہنی والا ہی اور یہہ کہ تحقیق اللہ بیشک گہیر لیا ہی ہر چیز کو اپنی علم سے
واللہ اعلم بالعلم المحیط الخذ الخذ **قسطاس چہل و دویم** ہرگاہ تحریر بعض فقدار مشتہر اعتذار
صریح صفحہ ۱۳ مین واقع ہوئی ہو کہ لوجہہ عدم ثبوت قطعی خواستم تا کسیکو تکلیف عقیدہ نہیز
دلسکتی اور نہ منکر کی تکفیر کرسکتی ہین اسواسطی کہ احتمال خطا باقی ہی کیونکہ ایسی تصریح کوئی نہین جو

اور یہ امر دیگر ہی کہ اگر منزل مطلق ہی در عام تو بعثتہ ہی ایسی ہی ہی اور جو مقید ہی در
خاص تو بعثتہ ہی علی ہذا القیاس فافہم اور روایات اور اقوال سلف جو بطرق متعدد وارد
اس اثر مذکور کی کتب معتمدہ معتمد بہا سی دستیاب ہوئی ہیں اونکو ایک قسطاس اخیر میں
لفو خاتمہ کتاب معہ توجیہات ضروری کی تحریر کردیا ہی فقط واللہ اعلم بالصواب اور اغلب
ہو کہ صریح قولہ تعم قد نری تقلب وجہک فی السماء الآیۃ ہی بانتظار وحی جانب آسمان عین
حالت نماز میں بیچ فایدہ دینی معنی نزول کے اوپر کی جانب سی نیچی کی طرف کو اسلئے کہ یہ
تقلب مراد ہی بانتظار نزول جبرئیل علیہ السلام جو ایک امر حسی شہادی ہی نسبت حس
شریف آنحضرت صلعم کی بہ نسبت نزول وحی کے جو وہ ایک امر معنوی اور غیبی ہے اور تلقی معنوی
اور یہی القائی جو بلفی ہوتا تہا اور غیر مکتنف بکیفیات محسوسہ اور غیر مکتنف باموریکہ منسل انتظار واصل
پیا میں بندہ در ضمن انتظار پیغام محبوب مثلاً اصلاً خوشتر آن باشد کہ سیر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران ہذا اور یہہ ہر گاہ علاقہ اس نزول کا تہا ساتہہ شکل کری دوار
کے اگرچہ نزول جبرئیل سے مراد ہو تب بہی وہ نزول جس جانب سی ہو علو حسی مذکور ہی ہے
اور نیز سماء یعنی علو بہی ہے اور ہر جانب شکل مذکور میں علو ہی ہے جیسا کہ گذرا والا بہر
توجیہات مذکورہ کافی ہیں فافہم الحذر الحذر اور لفظ لتعلموا واقع آیۃ مذکورہ جو غایۃ ہی تنزل امر
کی اور خلق سبع سموات وارض کے محض واسطی فایدہ عایدہ تمہاری سی کی ہی ترجمہ آیۃ
شریفہ السہ وہ ذات پاک ہی جنی پیدا کیا سات آسمانون کو اور زمینون کو مانند اونکی
یا زمینان ہیں مانند اونکی اوترتا ہی امر یعنی وحی درمیان اونکی تاکہ تم جانو یہ کہ تحقیق اللہ اوپر
ہر چیز کے قدرت رکہنی والا ہی اور یہہ کہ تحقیق اللہ نی بیشک گہیر لیا ہی ہر چیز کو اپنی علم سے
واللہ اعلم بالعلم المحیط الحذر الحذر قسطاس چہل و دوم ہر گاہ تحریر بعض فضلاء مشتہر اعتذار
صریح صفحہ ۳۰ میں واقع ہوئی ہو کہ لوجہہ عدم ثبوت قطعی خواتم سنہ کسیکو تکلیف عقیدہ نہیں
دیسکتی اور نہ منکر کی تکفیر کرسکتی ہیں اسواسطی کہ احتمال خطا باقی ہی کیونکہ ایسی تصریح کوئی نہیں جو

ہوا کہ جو نبی قطعی النبوت نہیں مانند خواتم ستہ وہ لایق تکلیف ہی عقیدہ نہیں اور منکر اوسکا کافر
بہی نہیں اسواسطے کہ احتمال خطار باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ درحقیقت نبی ہی نہیں پھر
خاتم تو کیسی ہوسکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہوسکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلئے کہ لحاظ جانب
حقیقت و اضافتہ بہ نسبت خاتمیتہ تہا بہ لحاظ محض بے حقیقت ہے واسطے بحث فضا یا فرضیہ مقدرہ
کے اور موضوعات فرضیہ مقدرہ کیا تھوڑی ہیں پس جانا چاہیئے کہ بموجب اضافات اہل اشتباہ
خود اشتباہ برطرف ہوگیا الحمد للہ وہ افراد ستہ مقدرہ الخاتمیتہ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
بلکہ افراد امتہ احمد سابقہ سہی ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت باتیان بالفرض
وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ مبالغہ نبی کر تعبیر کیا جو یہ اصل خلاصہ اثر
حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجھا اگر اس فقرہ فیہ نبی کنبکم کو مجاز مرسل کہا جاوے
کہ جسمیں علاقہ غیر تشبیہ ہوتا ہی اور از قسم مجاز لغوی ہے مانند گل نعمت ہیں تو یہاں درست
ہی نہیں ہوسکتا کہ ظاہر ہے پس یہہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطے
ہادی کے لفس بلاغیہ میں براہ کمال مبالغہ المجاز اللغوی اذا کانت العلاقتہ فیہ غیر المشابہتہ کالبد
فی النعمتہ فہو مجاز مرسل و بالعکس فہو استعارہ کما فی کتب فن البلاغتہ اور حالانکہ یہہ فقرہ مندرجہ
قول اعتذار مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہہ قول فضول ہے اسلئے کہ ثبوت نبوت میں دخل
ابتدائی قران و حدیث ہے نہ اجماع یوں انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علتہ
موثرہ صرفہ نہیں بلکہ مؤید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہہ امر بہی متوجہ ہوسکتا ہے کہ فقط لفظ
اس سے بصورت پذیرائی ازالہ تعطل اور سد ذریعہ مذکورہ بتکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر
لازم آتا ہے تو بدیں طور نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم ہر تکفل مذکور کا غزل نارواء
جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت ظہور تیاری سلسلہ
ہر طبقہ سافلہ بالفرض ظہور مبداء اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو غزل تکفل
حضرت آدم طبقہ ارض محمدیہ بہی لازم آتا ہے نسبت طبقات سافلہ اور اجتماع غزل ہو نصیب

ہوا کہ جو نبی قطعی النبوت نہیں ماند خواتم ستہ وہ لایق تکفیر ہی عقیدہ نہیں اور منکر اوسکا کافر
بھی نہیں اسواسطے کہ احتمال خطا باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ درحقیقت نبی ہی نہیں ہر
خاتم تو کیسی ہوسکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہوسکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلئے کہ لحاظ جانب
حقیقت و اضافہ بہ نسبت خاتمیۃ انہا بہ لحاظ محض بے حقیقت ہے واسطے بحث فضنا یا فرضیہ مقدرہ
کے اور موضوعات فرضیہ مقدرہ کیا تھوڑی ہیں پس جانا چاہئی کہ بموجب انصاف اہل اشتباہ
خود اشتباہ برطرف ہوگیا الحمد للہ وہ افراد ستہ مقدرہ الخاتمیۃ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
بلکہ افراد امتہ احم سابقہ سی ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت ہدایت بضرورت
وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ مبالغہ نبی کر تعبیر کیا جو یہ اصل خلاصہ اثر
حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجھا اگر اس فقرہ فیہ نبی کبنکم کو مجاز مرسل کہا جاوی
کہ جسمیں علاقہ غیر تشبیہ ہوتا ہی اور از قسم مجاز لغوی ہے مانند نکی نعمت میں تو یہاں درست
ہی نہیں ہوسکتا کہ ظاہر ہے پس یہہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطے
ہادی کے لفس ہدایتہ میں براہ کمال مبالغہ المجاز اللغوی انکانت العلاقۃ فیہ غیر المشابہۃ کالید
فی النعمۃ فہو مجاز مرسل و بالعکس فہو استعارہ کما فی کتب فن البلاغۃ اور حالانکہ یہہ فقرہ مندرجہ
قول اعتذار مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہہ قول فضول ہے اسلئے کہ ثبوت نبوت میں دخل
ابتدائی قران و حدیث ہے نہ اجماع یوں انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علتہ
موثرہ صرفہ نہیں بلکہ موید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہہ امر بھی متوجہ ہوسکتا ہے کہ فقط نظر
اس سے بصورت پذیرائی از انعطل اور سلسلہ مذکورہ بتکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر
لازم آتا ہے تو بانظور نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم ہر تکفل مذکور کا عزل ناروا
جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت ظہور تیاری سلسلہ
ہر طبقہ سافلہ بالضرور ظہور مبداء اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل تکفل
حضرت آدم طبقہ ارض محالیا ہی لازم آتا ہے نسبت طبقات سافلہ اور اجماع عزل و نصب

پیشتر کوئی بشر موجود نہیں ہوا اور نبی نہیں ہوا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
مقابل ہیں خاتم ہے یعنی خاتم الانبیاء پس در اصل عبارت ہے اولیتہ نبوت اور آخریتہ نبوت
سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء ہیں من حیث وصف النبوۃ اور آخر حقیقی من حیث الوصف المذکور
اگرچہ حسب اتفاق ہمراہ اولیتہ اس صنف کی اولیتہ نوع انسانی بھی وابستہ ہوئی ساتھ حضرت آدم
کے بخلاف آخریتہ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیتہ کی آخریتہ نوع انسانی نہ وابستہ
ہوئی چنانکہ بعد خاتم النبیین صلعم کے لکھوکہا افراد نوع انسانی کی پیدائش ہوئی پس واضح ہوا
کہ اولیتہ حقیقی اور اضافی اور آخریتہ حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور ہے خاتم
ولانوہم یہ تحقیق جیانکہ کسی اور قسطاس میں بھی مندرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی
سے اول حقیقی نبوت و خلافۃ انسانیتہ ہیں اور مراد خاتم حقیقی سے آخر حقیقی ہے نبوۃ نہ خلافۃ فافہم
اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید
حیات آدم حقیقی تصور کیا جاوی تو یہہ امر مستتبع ہے بقاء حیات آدم حقیقی کو تا اختتام
نقاط ستہ نوبت بنوبت الی آخرہ اور نہ معلوم کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی یا بیشتر نوبت
اس تیاری ہر سلسلہ سافلہ تینا دیہ سی ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پھر تعطل مذکور
لازم آئی بروقت تیاری ہائے سلاسل اور اگر بلا فید حیات آدم حقیقی ہے تو عزل و نصب
مذکور نسبت شریعت ہا مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شرایع اولاد اضافی بعلتہ مذکور
لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہر گاہ بتسلیم تکفل شریعت آدم طبقہ ارض علیا النسبت طبقات
سافلہ ثابت ہوا علی ہذا القیاس یہہ تکفل ساری اور جاری ہو سکتا ہے نسبت اوساط
طبقات سافلہ بھی نظر بہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً از عرش
تا فرش مسلم طرفین اہل نظر ہیں یہہ بھی تکفل مذکور کا فی نہا پھر کیا ضرورت ہوئی واسطے ایجاد
خواتم سافلہ کی کیا ملکہ واسطے جمیع انبیاء سلاسل طبقات سافلہ از اوائل تا اواخر اور نقطا
یہ بھی مساعد ہے عنوان عمل در امد سلسلہ طبقہ ارض علیا کی بھی جو کہ مقرر خاتم حقیقی ہے صلعم

پیشتر کوئی بشر موجود نہیں ہوا اور نبی نہیں ہوا جیسا کہ عقیدہ اسلام ہے کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ مقابل ہیں خاتم ہے یعنی خاتم الانبیاء لیس اصل عبارت ہے اولیتہ نبوت اور آخریتہ نبوت سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء ہیں من حیث وصف النبوۃ اور آخر حقیقی من حیث الوصف المذکور اگرچہ حسب اتفاق ہمراہ اولیتہ اس صنف کی اولیتہ نوع انسانی بھی وابستہ ہوئی ساتھ حضرت آدم کے بخلاف آخریتہ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیت کی آخریتہ نوع انسانی نہ وابستہ ہوئی چنانچہ لیے خاتم النبیین صلعم کے لکھو کہا افراد نوع انسانی کی پیدائش ہوئی پس واضح ہوا کہ اولیتہ حقیقی اور اضافی اور آخریتہ حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور ہے خاتم ولانوہم یہ تحقیق جیانکہ کسی اور قسطاس میں بھی مندرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی سے اول حقیقی نبوت وخلافۃ انسانیتہ ہیں اور مراد خاتم حقیقی سے آخر حقیقی ہے نبوۃ نہ خلافۃ فافہم اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید حیات آدم حقیقی تصور کیا جاوی تو یہہ امر مستلزم ہے بقاء حیات آدم حقیقی کو تا اختتام نقاط ستہ نوبت بنوبت الی آخرہ اور نہ معلوم کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی یا پیشتر نوبت اس تیاری ہر سلسلہ سافلہ تنیا دیہ سی ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پھر تعطل مذکور لازم آئی بروقت تیاری ہائے سلاسل اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو عزل ونصب مذکور نسبت شریعت ہائے مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شرایع اولاد ہم اضافی لجلتہ مذکورہ لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہرگاہ تسلیم تکفل شریعت آدم طبقہ ارض علیا السبعہ طبقات سافلہ ثابت ہوا علی ہذا القیاس یہہ تکفل بھی ہو سکتا ہے نسبت اوسط طبقات سافلہ بھی نظر بہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً از عرش تا فرش مسلم طرفین اہل نظر ہیں یہہ بھی تکفل مذکور کا فی تنہا پھر کیا ضرورت ہوئی واسطی ایجاد خواتم سافلہ کی کیا ملکہ واسطی جمیع انبیاء سلاسل طبقات سافلہ از اوائل تا اواخر اور نظاء یہ بھی مساعد ہے عنوان عمل در امد سلسلہ طبقہ ارض علیا کی بھی جو کہ مقرر خاتم حقیقی ہے صلعم

اعتذار حضرت ہارون اس بارہ مین باوجود چہ لاکہ نبی اسرائیل کے بیہ ہی بیہد تہا شریک مذکورہ
کا اور فرعون اور آل فرعون یعنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم تہی متحد تہی اور شریعت بہی ایک
ہی تہی اور طبقہ بہی بطور ضلع بندی اور علاقہ بندی کے ایک ہی تہا کہ علاقہ جداگانہ نہ تہا گو
حضرت موسی افضل تہے مرتبہ مین بیہد امر آخر ہی پس حضرت ہارون علیہ السلام دخل دیتی
تو گنجایش تہی اسلئے کہ شریک تہی اس منصب مین بالخصوصیتہ المذکورہ لیکن انکی فعل کو
اپنا ہی فعل سمجہتی تہی علی ہذا القیاس بعثتہ حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور نیز بعثت حضرت شعیب
و حضرت موسی سا تہہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ آل کا رایک قسم کی شرکت ہی ہے
بدیہی کہ تفرد و استقلال خالص نہ تہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جداگانہ سی ایک زمان
مین تعلق رکہتی تہی مانند ضلع موتفکات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام
جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سی تعلق رکہتی تہی علی ہذا القیاس مدین اور ایک علاقہ
حضرت شعیب علیہ السلام علیحدہ علاقہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام سی کہ تعلق بمصر
و توابع اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شرایع بہی جداگانہ تہین
غالبا پس معلوم ہوا کہ بعثتہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد بالاستقلال ہے نہ شرکت
پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند بعثتہ اور حضرات انبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ ظاہر ہی الکلام
بلکہ اخبار صحیحہ مستفلہ سی خود حال مدعیان نبوت کذابون ملعونون جو دار احادیث صحیحہ ناقیام قیامت
جو موعود ہین کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہی خود دعویہ واہمہ شرکت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
مذکور کا ہرگاہ ایلچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم سین آیا دست مبارک مین ایک شاخ خرما تہی
فرمایا مین اسقدر بہی شرکت روا نہین رکہتا جبکہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للہ یورثہا من یشاء پس صاف معلوم ہوا کہ اس نبوت
مین اصلا شرکت نہین بہین وجہہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور مدعی نبوت ہوا
لہذا کوئی مسلمان کبہی مدعی نبوت نہین ہو سکتا لزوما و تعدیا یعنی نہ اپنی واسطی اور نہ واسطی

اعتذار حضرت ہارون اس بارہ مین باوجود چھپہ لاکھ بنی اسرائیل کے یہہ ہی بہید تہا شرکت مذکورہ
کا اور فرعون اور آل فرعون یعنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم ہی متحد تہی اور شریعت بہی ایک
ہی تہی اور طبقہ بہی بطور ضلع بندی اور علاقہ بندی کے ایک ہی تہا کہ علاقہ جداگانہ نہ تہا گو
حضرت موسی افضل ہے مرتبہ مین یہہ امر آخر ہی پس حضرت ہارون علیہ السلام دخل دیتی
تو گنجایش تہی اسلئے کہ شریک ہی اس منصب مین بالخصوصیتہ المذکورۃ لیکن اونکی فعل کو
اپنا ہی فعل سمجہتی تہی علی ہذا القیاس بعثتہ حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور نیز بعثت حضرت شعیب
و حضرت موسی سانہہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ آل کا ایک قسم کی شرکت ہی ہے
بہ نحیثی کہ تفرد و استقلال خالص نہ تہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جداگانہ سی ایک زمان
مین تعلق رکہتی تہی مانند ضلع موتفکات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام
جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سی تعلق رکہتی تہی علی ہذا القیاس مدین اور ایکہ علاقہ
حضرت شعیب علیہ السلام علیحدہ علاقہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام ہی کہ تعلق بمصر
و توابع اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شرایع بہی جداگانہ تہین
غالبا پس معلوم ہوا کہ بعثتہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد بالاستقلال ہے نہ شرکت
پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند بعثتہ اور حضرات انبیاء علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام کے کہ ظاہر ہی الکلام
بلکہ اخبار صحیحہ مستفلہ سی خود حال مدعیان نبوت کذابون ملعونون جو وارد احادیث صحیحہ ناقیام قیامت
جو موعود ہین کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہی خود دعویہ واہمہ شرکت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
مذکور کا ہرگاہ ایلچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم مین آیا دست مبارک مین ایک شاخ خرما تہی
فرمایا مین اسقدر بہی شرکت روا نہین رکہتا چہ جاکہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للہ یورثہا من یشاء پس صاف معلوم ہوا کہ اس نبوت
مین اصلا شرکت نہین بہین وجہہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور مدعی نبوت ہوا
لہذا کوئی مسلمان کبہی مدعی نبوت نہین ہوسکتا لزوما و تعدیتا بالجملہ نہ ابتدا واسطی اور نہ واسطی

اور نیز نہ یہ خاتم حقیقی جامع ہوئی بوجہ مساوات طرفین بلکہ فاقد المصداق ہوئی خلط
امر ہوگیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیابی نہ فرد خاتم اضافی علی ہذا القیاس حال
اوایل اضافی جو اوادم اضافی ہیں اور نیز اوسنے سلسلہ مذکورہ بالا نہ بنا حقیقی تمام افراد
خواتم جملہ طبقات سلسلہ خواتم حقیقی ہی ہیں کیونکہ یہہ اضافتہ دراصل اضافتہ ہی نہیں بلکہ حقیقت
ہی ہے اسواسطے کہ اضافت بالنسبت الی منتسبین ہوتی ہے اور لحاظ اعتباری کا ایسی مقام
میں کہ یہہ اعتبار نہیں پہر اسکی بیچ ہونے کی نا بلا ضرورت بیفائدہ ہے اور جانا چاہیئے کہ تعدد اور
تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدء حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی مختم و خاتم حقیقی نوع
واحد لاستیا سلسلہ ترتیبی زمانی میں بدیہی البطلان ہے پس اگر اوادم ستہ جو اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سے ہیں تو اول حقیقی ہونا اونکا وجوداً باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
ہونا اونکا وصفاً جو مراد ہی وصف نبوت سی طیاری سلسلہ نبوت میں جو مراد ہی ان
دونوں وصف سی آدمیتہ مانحن فیہ میں علی ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اسقدر فرق ہے
درمیان اوس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخریتہ یعنی ہونا اس فرد کا
مقطع سلسلہ مذکورہ صرف وصفاً ہے نہ وجوداً اسواسطے کہ مابعد اوسکی اور افراد بنی آدم
بھی وجوداً ہیں نہ وصفاً اور سر اس فارق اور فصیل میں یہہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
ہے بالدوام الی یوم الفنا بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدء مذکور ابو البشر آدم طبقہ
ارض علیا کہ وصف اوسکا مستمر نہیں بلکہ اوسکو انتہا ہی نظر بنسخ شریعت ماننداور
اواسط کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والا یعنی اوادم ستہ اگر اولاد
سے اور کسی آدم کی ہیں بقول مشہور السنہ عوام کہ اونکا باوا آدم ہی نرالا ہے یا منتقل
ہیں اپنی آدمیتہ میں وجوداً اور وصفاً مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہود لہ بالقران والحدیث

والاجماع مصداق آیتہ ولقد کرمنا بنی آدم الایتہ واول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
محمد علیہ وعلیہم السلام وحدیث المحشر انت ابو البشر دربارہ شفاعت پس بعد نبوت اس

اور نیز نہ خاتم حقیقی جامع ہوئی بوجہ مصادفت طرفین بلکہ فاقد المصداق ہونی غلط
امر ہوگیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب نہ فرد خاتم اضافی علی ہذا القیاس حال
اوایل اضافی جو اولاد آدم اضافی ہین اور نیز اوسنے سلسلہ مذکورہ بلکہ نبی برحق تمام افراد
خواتم جملہ طبقات سنیہ خواتم حقیقی ہی نہین کیونکہ یہہ اضافتہ دراصل اضافتہ ہی نہین بلکہ حقیقت
ہی ہے اسواسطی کہ اضافت بالنسبت الی منتسبین ہوتی ہے اور لحاظ اعتباری کا ایسی مقام
مین کچھ اعتبار نہین پھر اسکی بھی ہوڑنا بلاضرورت بیفائدہ ہے اور جانا چاہئی کہ تعدد اور
تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدء حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی مختم و خاتم حقیقی نوع
واحد لاشبہ سلسلہ ترتیبی زمانی مین بدیہی البطلان ہے پس اگر اولاد آدم سنہ جو اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سے ہین تو اول حقیقی ہونا اونکا وجوداً باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
ہونا اونکا وصفاً جو مراد ہی وصف نبوت سی طیاری سلسلہ نبوت مین جو مراد ہی ان
دونون وصف سی آدمیتہ مانحن فیہ مین علی ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اسقدر فرق ہے
درمیان اوس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخریتہ یعنی ہونا اس فرد کا
مقطع سلسلہ مذکورہ صرف وصفاً ہے نہ وجوداً اسواسطی کہ مابعد اوسکی اور افراد آدم
بھی وجوداً ہین نہ وصفاً اور ستر اس امر فارق اور فصیل مین یہہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
ہے بالدوام الی یوم الفنا بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدء مذکور ابو البشر آدم طبقہ
ارض علیا کہ وصف اوسکا مستمر نہین بلکہ اوسکو انتہا ہی نظر بنسخ شریعت ماسوا اور
اواسط کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت و الا یعنی اولاد آدم سنہ اگر اولاد
سے اور کسی آدم کی ہین بقول مشہور السنہ عوام کہ اونکا باوا آدم ہی نرالا ہے یا منتقل
ہین اپنی آدمیتہ مین وجوداً اور وصفاً مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہود لہ بالقران والحدیث
والاجماع مصداق آیتہ ولقد کرمنا بنی آدم الآیتہ واول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
محمد علیہ وعلیہم السلام وحدیث المحشر انت ابو البشر دربارہ شفاعت پس بعد ثبوت اس

اور حال اوائل یعنی اوادم بھی ایسا ہی جانا چاہیئے کہ ہمراہ اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے
ہوں جو عبارت ہی مرسل اول سے اور نیز بیشتر اوس سے ہوں پس اونکی طبقات
کی سنوز طیار ہی انہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہ کو حاب ہونے ہر طبقہ کے طبقات سابقہ
سے بہ نسبت اپنی اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متاخر الوجود ہونے اپنی کے باعتبار ترتیب
زمانی بہ نسبت طبقہ عالیہ کے قسطاس چہل و پنجم ہرگاہ وحی مطلق جو لاذنہ فراق
ہے رسالت خاتمیہ مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل قولہ تعالیٰ قل اوحی
الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔ تو جڑ کٹ گئی بعنایت الہی جلبشانہ عقیدہ فاسدہ مندرجہ
رسالہ نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوسواس
وغیرہ اقوال من جملہ کے بھی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور وہ عقیدہ فاسدہ اوسکے
خصوصیتہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ
ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر انہیں ساتھ کسی ہی دلیل کے جو مسلم اہل اسلام
ہو بلکہ عموم بعثتہ آنحضرت صلعم پر جو ثابت النصوص القطعیہ ہے اجماع امتہ ہے پس
شامل ہے تمامہ مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات
میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز بعثتہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع امم سالفہ کو
اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے
تو ظاہر سا ہے ہے اور کیفیت اوسکی سر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علام الغیوب
میں بدلیل خبر لولاک لما اظہرت الربوبیتہ اسلئے کہ یہہ آوازہ ہر گوش موجودات میں ہو پہنچا
ہوا ہے اور دراصل یہ بات یوں نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین
کو شبہہ الحاوی ہوا بوجہ استدلال ساتھ استغراق قاصر کے الف لام العالمین سے آیتہ
متبرکہ یا مریم انی اصطفیک علی نساء العالمین اور یہ العالمین آیتہ متبرکہ لیکون للعالمین
نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین کے اور اعجوبہ شبہات اوسکی سے یہہ ہے کہ عام

اور حال اوائل یعنی اوادم بھی ایسا ہی جانا چاہیئے کہ ہمراہ اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے
ہوں جو عبارت ہی مرسل اول سے اور نیز بیشتر اوس سے ہوں پس اونکی طبقات
کی ہنوز طیاری نہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہ کو حاضر ہونے ہر طبقہ کے طبقات ستہ سابقہ
سے بہ نسبت اپنی اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متاخر الوجود ہونے اپنی کے باعتبار ترتیب
زمانی بہ نسبت طبقہ عالیہ کے قسط اس چہل و پنجم ہرگاہ وحی مطلق جو لاذنہ ان
ہے رسالت خاتمیہ مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل قول اللہ قل اوحی
الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔ توجہ کٹ گئی بعنایت الہی حلیشانہ عقیدہ فاسدہ سندیہ
رسالہ نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوسواس
وغیرہ اقوال من معہ کے بھی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور وہ عقیدہ فاسدہ ادعاء
خصوصیتہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ
ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر انہیں ساتھ کسی بھی دلیل کے جو مسلم اہل اسلام
ہو بلکہ عموم لفظہ آنحضرت صلعم پر جو ثابت النصوص القطعیہ ہے اجماع امتہ ہے پس
شامل ہے تمامہ مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات
میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز لفظہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع امم سالفہ کو
اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے
تو ظاہر ہا ہر ہے اور کیفیت اوسکی سر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم علام الغیوب
میں بدلیل خبر لولاک لما اظہرت الربوبیتہ اسلئے کہ یہہ آوازہ ہر کوش موجودات میں پہونچا
ہوا ہے اور در اصل یہ بات یوں نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین
کو شبہہ الحاوی ہوا بوجہ استدلال ساتھ استغراق قاصر کے الف لام العالمین سے آیتہ
متبسر کہ یا مریم ان اصطفیک علی نساء العالمین اور العالمین آیتہ متبرکہ لیکون للعالمین
نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین کے اور اعم شبہات اوسکی سے یہہ ہے کہ عام

تاویلات فاضلانہ تو تھی اور بعثتہ مطلقہ کی تو قایل تھی اگرچہ دربارہ اثبات خاتمیتہ
انسانیہ غشاوہ تھا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ رکھا خاتمیتہ کو
ایسا سست بنیاد کرنا چاہا کہ نفی الثبوت عموم اور اطلاق کو اس ہی طبقہ ارض
علیا مین سند کرنا چاہا ذرہ بھر بھی خیال نہ ہارومٹا کہڑا ہوتا ہے اونکو کچھہ گرانگی
نہین آتی فقیر یہ بھی نہین ہوتا حالانکہ یہہ خاتمیتہ مطلقہ اور بعثتہ عامہ اوس ہی
قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان مین یہہ آیت نازل ہے کہ یہہ لوانزلنا ہذا
القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ اللہ الایتہ مگر اس ہی قرآن شریف
مین یہہ بھی نازل ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنہ
وابتغاء تاویلہ الایتہ الیتہ یہہ امر تسلی بخش ہے بجز استرجاع چارہ نہین سپر دنجدا
کریمہ کل حزب بما لدیہم فرحون اللہم انا نعوذ بک من الفتن ما ظہر منہا وما بطن اور
اعجاب کل ذی رائے پر ایہ واردا حادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت نصر المومنین
کو کیا بلا ردلیری ہے کہ نسبت فالمان بعثتہ عامہ مطلقہ صاحب خاتمیتہ مطلقہ حضرت
خاتم النبیین صلعم کے تمامہ علماء اور فضلاء بل تمام امتہ محمدیہ کو داغی کردیا کسیکو جاہل
کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتوی عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا
پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی ہی ہوجی خدانخواستہ تو یہہ شخص مع اپنی چند اتباع
کے اکیلی بہشت مین کیا کریگا کتا کڑیان مارتے پھرینگی بہشتان تو اونکی حق
مین مثل بن بیشہ ہوجاوینگی آخر جی گھبراویگا پھر طرف جماعت کلان کی رجوع کرنا پڑیگا
پس اب ہی تقلیل مسافت کرین تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ اندونمین فضل و
کمال اور تقوی وطہارت وجاہ وجلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ چھاپون کے
سفیدی پر سیاہی ڈالنی کا اور چھپوا لگادینی کا ہرگز وناکس کا نام ہی صادق آتا
ہے قول حضرت مخبر صادق صلعم کا اتخذ الناس رؤوسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

تاویلات فاضلانہ تو تھی اور بعثتہ مطلقہ کی تو قائل تھی اگرچہ دربارہ اثبات خاتمیتہ
انسانیہ عقتاد وہ تھا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ رکھا خاتمیتہ کو
ایسا سست بنیاد کرنا چاہا کہ نفی النبوت عموم اور اطلاق کو اس ہی طبقہ ارض
علیا میں بند کرنا چاہا ذرہ بھر بھی خیال نہ ہارو مٹا کھڑا ہوتا ہے اونکو کچھ گرانی
نہیں آتی فقیر بھی نہیں ہوتا حالانکہ یہہ خاتمیتہ مطلقہ اور بعثتہ عامہ اوس ہی
قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان میں یہہ آیت نازل ہے کہ یہ لوانزلنا ہذا
القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ اللہ الایتہ مگر اس ہی قرآن شریف
میں یہہ بھی نازل ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنہ
وابتغاء تاویلہ الایتہ الیتہ پھر امر تسلی بخش ہے یحزا ستر جاع چارہ انہیں سپرد نجدا
کر یہہ کل حزب بما لدیہم فرحون اللہم انا نعوذ بک من الفتن ما ظہر منہا وما بطن اور
اعجاب کل ذی رائے پر ایہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت نصر المومنین
کو کیا بلا رد لیسری ہے کہ نسبت قائل کہ ان بعثتہ عامہ مطلقہ صاحب خاتمیتہ مطلقہ حضرت
خاتم النبیین صلعم کے تمامہ علماء اور فضلاء بل تمام امتہ محمدیہ کو داغی کر دیا کسیکو جاہل
کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتوی عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا
پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی ہی ہوئی خدانخواستہ تو یہہ شخص معہ اپنی چند اتباع
کے اکیلی بہشت میں کیا کریگا کتا کڑیاں مارلے پھر نیگی بہشتیان تو اونکی حق
میں مثل بن بیٹھہ ہو جاوینگی آخر جی گھبراویگا پھر طرف جماعت کلان کی رجوع کرنا پڑیگا
پس اب ہی تقلیل مسافت کریں تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ اندلو نمیں فضل و
کمال اور تقوی و طہارت و جاہ و جلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ چھاپوں کے
سفیدی پر سیاہی ڈالنی کا اور جھریں لگادینی کاغذ کس و ناکس کا نام ہی صادق آیا
ہے قول حضرت مخبر صادق صلعم کا اتخذ الناس رؤوسا جہالا افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم
واخذتم علی ذالکم علی اصری الایۃ اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی مانند
حاضرین زمان برکت نشان حضرت نبی آخر الزمان صلعم حقیقۃً مانند صحابہ کرام رضؓ اور
حاضرین حکماً تا نفاذ زمان پہر عام ہے اس سے کہ اُمتہ اجابتہ ہو یا امتہ دعوۃ اور اس
حکماً مین نبی سابق النبوۃ معزول الشریعۃ باقی النبوۃ ہو مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور
حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہین اور نداء مذکور بایں طور ہے کہ انی رسول اللہ الیکم
علی ہذا القیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیۃ تصور کرنا چاہیئے اور وجہ تخصیص
ناس عنقریب گذر چکی اور پہر تاکید فرمائی ساتھہ لفظ جمیعاً کے تاکہ کوئی فرد اس ندا سے
فائت نہو جہان کہین ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ مین کسی زمان مین ہو کیونکہ سیاق
کلام الذی لہ ملک السموات والارض دلالت کرتا ہے اوپر اس مطلب کے کہ جسیا وہ مالک
ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر شی
کے حسب حیثیۃ وسیاقت اوسکی اور ذکر ناس اس آیۃ مین بطریق ذکر افراد عظیمہ ہے اور دلالت
اوپر افراد باقیہ کے اور سایر انبیاء اور رسل از قسم ناس ہین پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء
اور رسل ہی ہین پس واضح ہوا کہ جانب خالق جلشانہ سے جو مبدء فیاض ہے تمام
مخلوقات واسطے اس فیض بعثتہ عامہ کی فیض رسی مین سب شامل ہین تاکہ مبدء فیاض
کی جانب سے کمی نہ رہے۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی خفتہ بخت نصیب واژون بے بہرہ رہجاوے
بموجب اس حدیث شریف کے فمن اصاب من ذالک النور اقتدی ومن اخطاہ ذالک النور
ضل اور علی ہذا القیاس کریمہ قل یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ الایۃ اگر السنہ تو سوائے
چند ہی جو اس طبقہ ارض علیا کے ہین اور فقیر الی اللہ نہون حالانکہ بوجہ عموم الہ اور تمام
مخلوق موالید ثلثہ اور جو جو مخلوق علم الہی جلشانہ مین ہین فقیر الی اللہ نہون اور
علی ہذا القیاس کریمہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الایۃ مین صرف آدمی ہی مندا بہ عبادہ ہین

لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری الایۃ اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی مانند حاضرین زمان برکت نشان حضرت نبی آخر الزمان صاحم حقیقۃً مانند صحابہ کرام رضہ اور حاضرین حکماً تا نفاد زمان پھر عام ہے اس سے کہ اُمّتہ اجابتہ ہو یا اُمّتہ دعوۃ اور اس حکماً مین نبی سابق النبوۃ مغزول الشریعۃ باقی النبوۃ ہو مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہین اور ندا مذکور بالیقین رہے کہ انی رسول اللہ الیکم۔ علی ہذا القیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیتہ تصور کرنا چاہیے اور وجہہ تخصیص ناس عنقریب گذر چکی اور پھر تاکید فرمائی ساتھہ لفظ جمیعاً کے تاکہ کوئی فرد انسان اس سے فائت نہو جہان کہین ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ مین کسی زمان مین ہو کیونکہ سیاق کلام الذی لہ ملک السموات والارض دلالتہ کرتا ہے اوپر اس مطلب کے کہ صاحب و مالک ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر شی کے حسب حیثیتہ و لیاقت اوسکی اور ذکر ناس اس آیتہ مین بطریق ذکر افراد عظیمہ ہے اور دلالت اوپر افراد باقیہ کے اور سایر انبیاء اور رسل از قسم ناس ہین پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء اور رسل بھی ہین پس واضح ہوا کہ جانب خالق جلشانہ سے جو مبدء فیاض ہے تمام مخلوقات واسطے اس فیض بعثتہ عامہ کی فیض رسی مین سب شامل ہین تا کہ مبدء فیاض کی جانب سے کمی نرہے۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی خفتہ بخت نصیب واژون بے بہرہ رہجاوے

بموجب اس حدیث شریف کے فمن اصاب من ذالک النور اہتدی ومن اخطاء ذالک النور ضل اور علی ہذا القیاس کہ یہ قل یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ الایۃ اگر ایسا نہو تو سوائے جنکی جو اس طبقہ ارض علیا کے ہین اور فقیر الی اللہ نہون حالانکہ بوجہ عموم المراد تمام مخلوق موالیہ ثلثہ اور جو جو مخلوق علم الہی جلشانہ مین ہین فقیر الی اللہ نہون اور علی ہذا القیاس کہ یہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الایۃ مین صرف آدمی ہی مراد نہین ہیں

ہوگا یا منسوخ اور مصروف ہوگا پس متشابہ شرعی میں اگر وہ ناسخی امر صریح اور مفصل منسوخ ہے تو قابل تفسیر نہیں اور اگر امر خفی محل مدلج ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل مجمل مبہم ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر نے کچھ کچھ کہا سنا اگر حضرت ابن عباس رض رئیس المفسرین نے الم کی تفسیر میں سوای اللہ اعلم بمرادہ کے کچھ نہ کہا اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے گو تفسیر بنام نہاد ہو گئی کہ مراد الف سے اللہ ہی اور لام سی اعلم ہے اور میم سے بمرادہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم راز مخفی نکھلا یا دقیق قریب الحجام و ابہام ہے مانند متشابہات کی پس ہرگاہ یہ مقدمہ ممہد ہوا تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نہی کینکم سے بلا انفہام کیا بلکہ بلا استقلال و استبداد دلیل نقلی شرعی کے بطور انتزاع ناسخی بوجود منشا اور پر اثبات خاتمیہ کی خواہ اضافی ہو یا حقیقی صرف بتقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضای سلسلہ ترتیبی ہے وجود مبدا اور وجود مقطع جو درباره متنزع عقلی کے جو برہان واقعی ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں خصوص اس مقام میں کہ مزاحم عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیسا کہ مزاحم مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قساطیس ہے فافہم بالفہم التام ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصابتہ عقلی فی نفسہ یا نبی جاتی ہو مگر اول بنسبتی نہ ہو تو ابھی اطلاق نارواہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور بھی امر اسفع ہے اذ لا بد للاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث شریف کا من قال فی القرآن برایہ و اصاب فقد اخطا یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید مطابق صرف عقل صائب کیجاوی بدون لگاؤ ملکہ راسخہ مستحصلہ یا مراد تعلیم اساتیذہ حرہ یا بالقران جو قابل اطمینان ہے کہ جسکا لگاؤ تعدد شرعی سے ہو اور حسب اتفاق مطلب شرعی کو پہونچ بھی جاوی تب بھی خطا ہی اور اگر نہ پہونچا باوصف صائب عقلی کے تب بھی بطریق اولی خطا ہے نظر بانیکہ غالبا آئندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

ہوگا یا منسوخ اور مصروف ہوگا پس منشا شرعی میں اگر وہ ناشی امر صریح اور منصل منشا ہے تو قابل تفسیر نہیں اور اگر امر خفی محمل منزاح ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل مجمل مبہم ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر نے کچھ کچھ کہا ہے اگر حضرت ابن عباس رضؓ رئیس المفسرین نے الم کی تفسیر میں سوای اللہ اعلم بمرادہ کے کچھ نہ کہا اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے کہ تفسیر بام نہاد ہوگئی کہ مراد الف سے اللہ ہی اور لام سے اعلم ہے اور میم سے بمرادہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم راز مخفی نکھلا یا ذریعہ قریب افہام و ایہام ہے مانند متشابہات کی پس ہرگاہ یہ مقدمہ ممہد ہوا تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نبی کنیکم سے بلا انضمام کیا بلکہ بلا استقلال م استبداد دلیل نقلی شرعی کے بطور انتزاع ناشی بوجود منشا و پر اثبات خاتمیت کی خواہ اضافی ہو یا حقیقی صرف بتقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضای سلسلہ ترتیبی ہے وجود مبدا اور وجود معاد جو درباره متشرع عقلی کے جو برہان واقعی ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں خصوص اس مقام میں کہ مزاحم عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیسا کہ مزاحم مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قساطیس ہے فافہم بالفہم الام ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصابتہ عقلی فی نفسہ پائی جاتی ہو مگر اول منہی ہو تو ابھی اطلاق نامزدا ہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور بھی امر اسہل ہے اذ لا بد للاطلاق المشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث شریف کا من قال فی القرآن برایہ و اصاب فقد اخطا یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید مطابق صرف عقل صائب کیجاوی بدون لگاؤ ملکہ راسخہ مستحصلہ بامداد تعلیم اساتیذہ مہرہ بالقران جو قابل الطمینان ہے کہ جبکا لگاؤ قواعد شرعی سے ہو اور حسب الاتفاق مطلب شرعی کو پہونچ بھی جاوی تب بھی خطا ہی اور اگر نہ پہونچا باوصف صائبیت عقلی کے تب بھی بطریق اولی خطا ہے نظر بایں کہ غالبا آئندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کو جو کہ راویہ ہے اوسنے بطور تبیین
قدسی کے یروی عن اللہ تبارک وتعالیٰ انہ لم یختم من النبیین لحلیت لہ انا یکون بعدہ نبیا ایسا
یہ حدیث شریف صریح منتشار شرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اوپر خاتم طبقہ اعضا
علیا کے فقط لاغیر قطع نظر اس سے لقب مذکور منصوص قرانی ہے آیۃ خاتمیۃ میں یعنی
اگر نزول آیۃ خاتمیۃ بالفرض نہوتا تو یہی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطے اثبات مطلب
خاتمیۃ کے صریح بین جو قرینہ عقلیہ کسی قرینہ شرعیہ کے ساتھ منضم کیا جاوی واسطے اطلاق
لقب مذکور کے بنسبت خاتم اضافیہ سنہ مذکورہ کے تب بھی وہ بمقابلہ صراحت حدیث
قدسی مذکور تفسیر بالرائے کیا ملکہ از قبیل تحریف متصور ہے جبکہ خود آیۃ خاتمیۃ اس
بارہ میں بالاستقلال نازل ہے تو اب تو تحریف قرانی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیۃ خاتمیۃ
باتفاق علماء مفسرین ومحدثین وفقہا ومتکلمین وغیرہ کسیکا خلاف نہیں اسمیں کہ اسمیں
گنجائش ہو کسیکو کسیطرح کی تاویل کی چنانچہ قاضی عیاض نے شفا میں لکھا اجمعت الامۃ
علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
فی کفر من والا الطوائف کلہا قطعا اجماعا وسمعا اور اوس ہی شفا میں مذکور ہے وکذالک
من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلعم او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود والقائلین بتخصیص رسالت
صلعم الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ
مراد ہم خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم کے ہے واکثر الرفضۃ القائلین بمشارکۃ علی رضی فی رسالۃ
النبی صلعم وبعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے وکذالک کل امام عند الرافضۃ یقوم مقامہ
فی النبوۃ والحجۃ وکالبیرغیتیۃ والبیانیۃ ومن ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا والبلوغ
بصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذالک من ادعی منہم انہ یوحی الیٰ
ولم یدع النبوت فہولاء کلہم مکذبون لنبی صلعم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن
اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس اور ایت اسکی شرح مواقف میں مرقوم ہے

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کو جو کہ روایت ہے اوسنے بطور حدیث
قدسی کے یروی عن اللہ تبارک وتعالیٰ لو لم اختم بالنبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا البتہ
یہ حدیث شریف صریح منتار شرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اور پر خاتم طبقہ اولیا
علما کے فقط لاغیر قطع نظر اس سے لقب مذکور منلو نص قرانی ہے آیۃ خاتمیۃ مین یعنی
اگر نزول آیۃ خاتمیۃ بالفرض نہوتا تو یہی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطی اثبات مطلب
خاتمیۃ کے صریح لیس جو قرینہ عقلیہ کسی قرینہ شرعیہ کے ساتھہ منضم کیا جاوی واسطہ اطلاق
لقب مذکور کے لنسبت خوتم اضافیہ سنتہ مذکورہ کے تب بھی وہ بمقابلہ صراحت حدیث
قدسی مذکور تفسیر بالرائے کیا ملکہ از قبیل تحریف متصور ہے چہ جاکہ خود آیۃ خاتمیۃ اس
بارہ مین بالاستقلال نازل ہے تو اب تو تحریف قرانی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیۃ خاتمیۃ
باتفاق علماء مفسرین ومحدثین وفقہا ومتکلمین وغیرہ کسیکا خلاف نہین اسمین کہ اسمین
گنجائش ہو کسیکو کسیطرح کی تاویل کی چنانچہ قاضی عیاض نے شفا مین لکہا اجمعت الامۃ
علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
فی کفر سولاء الطوائف کلہا قطعا اجماعا وسمعا اور اوس ہی شفا مین مذکور ہے وکذالک
من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلعم او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود والقائلین بتخصیص رسالۃ
صلعم الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ
مراد ہم خاتمیۃ خاتم النبیین کے ہے واکثر الرفضۃ القائلین بمشارکتہ علی رضی فی رسالۃ
النبی صلعم وبعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے وکذالک کل امام عند سولاء الرفضۃ یقوم مقامہ
فی النبوۃ والحجۃ وکالبیانیۃ والبیانیۃ او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا والبلوغ
بصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذالک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ
ولم یدع النبوت فہولاء کلہم مکذبون لنبی صلعم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن
اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس اور انتد اسکی شرح مواقف مین مرقوم ہے

کے جواوسکی افراد ہین کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہین زمانی ہین کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس ہوگا کل انبیاء اپنی اپنی زمانہ مین نبی ہوی تو بدون نزول وحی کے نبی ہین
ہوی بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھہ تقدم زمانی کے اوپر نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہونا مبدء وحی کا اور مبدء نبوت کا بالضرور ایسا ہی لازم ہے کہ جسکا انفکاک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منتظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال نہین معلوم ہوتا کہ ابادہ بھی اس ہی طور پر ہے یا نہین اگر ہے تو قلب وضع
شرعی و سہم عقلی و عرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ ذاتیہ
بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہوکر
گذر چکی حسًا یا حکمًا مانند حضرت عیسی علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھہ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہین یا مبدء نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حالت نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہوا قطع نظر استحالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف لنصوص ہے اسلئے کہ اونکی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہوچکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی ہی نہین رہا یا مبدء نبوت اونکا بالوحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ ذاتیہ مین لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلئے کہ اوپر ہے نبوت کا بدون وحی کے پہر یہ نہین معلوم ہوتا
کہ اجتماع نبوت اونکی کا اور مبدء نزول وحی کا اگر بطور بعدیتہ ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
معیتہ کو تو وہ خلاف قرارداد ہے یا بطور بعدیتہ زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے ہر صورت وہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہین پس ایسی
شان و عظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
مگر جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہان البتہ استحالہ مذکورہ سے سلامتی ہے فی الجملہ

کے جواب سکی افراد ہین کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہین زمانی ہین کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس ہر گاہ کہ انبیاء اپنی اپنی زمانہ مین نبی ہوہی تو بدون نزول وحی کے نہین
ہوہی بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھہ تقدم زمانی کے اوپر نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہونا مبدء وحی کا اور مبدء نبوت کا بالضرور ایسا ہی لازم ہے کہ جسکا انفکاک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منتظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال نہین معلوم ہوتا کہ ابادہ بھی اس ہی طور پر ہے یا نہین اگر ہے تو قلب وضع
شرعی و وہم عقلی و عرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ ذاتیہ
بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
گذر چکی حسًا یا حکمًا مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھہ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہین یا مبدء نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حالت نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہوا قطع نظر استحالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف لنصوص ہے اسلئے کہ اونکی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی کا نہین رہا یا مبدء نبوت اونکا بلا وحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ ذاتیہ مین لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلئے کہ اتحاد ہے نبوت کا بدون وحی کے بہتر یہ نہین معلوم ہوتا
کہ اجتماع نبوت اونکی کا اور بہ نہ دل وحی کا اگر بطور بعد یہ ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
معیت کو تو وہ خلاف قرارداد ہے یا بطور بعدیہ زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے بہر صورت وہ ہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہین پس ایسی
شان و عظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
مگر جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہان البتہ استحالجات مذکورہ سے سلامتی ہے فی الجملہ

حساب مین واسطہ عددیہ کر معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونون حاسبونکا ایک حاشیہ اوسکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور پانچ کو اگر جمع کیا جاوی تو عدد آٹھہ کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکا نصف چار کا عدد ہی یعنی ان دونون عدد ونکی مجموع کا نصف جو حاصل ہوا تو واسطہ عدد چار کا حاصل ہوا یعنی اوسکی حصول کا سبب یا علتہ عدد آٹھہ کو ہی ٹھہہ وا رہا کہ علتہ اور معلول ایک ہی امر مین جمع عدد چار کا ہوا اور یہہ امر باطل ہے اسواسطے کہ نصف اور شے ہے جو معدود ہے اور چار اور شی ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق و مصدق فافترقا فافہم اور عرف اہل عقول بہی بچند وجہہ ہے واسطہ جو مسمی بواسطہ فی التصدیق بہی ہے جو مقرون ہوتا ہے ساتھہ لفظ لانہ کے برہان لمی مین مانند العالم حادث لانہ متغیر لاقترانہ بالتغیر و ہوا لواسطہ لیقال لہ الحد الاوسط یعنی جو منشاء احتیاج استدلال ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ وہ لفظ لانہ مذکور مرتفع ہے تو کچھہ احتیاج دلیل کی نہین ہوتی ہے اسلئے کہ حصول مطلب جو ثبوت کسی امر کا ہوتا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا خود روشن ہے پہر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہونی کسی شے کے لیے علتہ واسطی کسی شے دوسری کے نفس الامر مین اور وہ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس واسطہ کے یعنی علت کی اصلاً و قطعاً یعنی وہ علتہ جو باعث ہے متصف ہونے شی دوسری کی خود اوس وصف مین شریک نہو بلکہ علتہ محض ہو پس ایسے محل مین ایک ہی عارض ہوگا بالذات اور بالاعتبار ہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناہی متصف نہین ساتھہ وصف نقطیتہ کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتھہ نقطیتہ کے اور مانند انگریز کے کہ وہ علتہ ہے متصف ہونے کپڑے کے ساتھہ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگریز کے کیونکہ وہ شریک نہین وصف رنگینی مین نہ بالذات نہ بالاعتبار اور مین کہتا ہون کہ میرزا دریک

حساب مین واسطہ عددیہ کر معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونون
حاسبونکا ایک حاشیہ اوسکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
پانچ کو اگر جمع کیا جاوی تو عدد آٹھہ کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکا نصف (۴) کا عدد ہی یعنی
ان دونون عدد دونکی مجموع کا نصف جو حاصل ہوا تو واسطہ عدد چار کی حاصل ہوا یعنی اوسکی حصول کا سبب یا علتہ عدد نکو
ہی شبہہ وارد نہو کہ علتہ اور معلول ایک ہی امر مین جمع عدد چار کا علت کو ہی اور یہہ امر باطل ہے اسواسطے کہ نصف اور
شے ہے جو معدود ہے اور چار اوسکی ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق و مصدق
فافترقا فافہم اور عرف اہل عقول بہی بچند وجہہ ہے واسطہ جو مسمی بواسطہ فی التصدیق
بہی ہے جو مقرون ہوتا ہے ساتہہ لفظ لانہ کے برہان لمی مین مانند العالم حادث لانہ متغیر
لاقترانہ بالمتغیر و ہوا الواسطہ لقال لہ الحد الاوسط یعنی جو منشار احتیاج استدلال
ہوتا ہے اور ہر گاہکہ وہ لفظ لانہ مذکور مرتفع ہے تو پھر احتیاج دلیل کی نہین ہوتی
ہے اسلئے کہ حصول مطلب جو ثبوت کسی امر کا ہوتا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا و خود
روشن ہے پہر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہونی کسی
شے کے سبب علتہ واسطی کسی شے دوسری کے نفس الامر مین اور وہ دو قسم پر ہے ایک
یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس امر کے یعنی
علت کی اصلاً و قطعاً یعنی وہ علتہ جو باعث ہے متصف ہونے شی دوسری کی خود
اوس وصف مین شریک نہو بلکہ علتہ محض ہو پس ایسے محل مین ایک ہی عارض ہوگا بالذات
اور بالاعتبار ہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض
نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناہی متصف نہین ساتہہ وصف نقطیتہ
کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتہہ نقطیتہ کے اور مانند انگریز کے کہ وہ علتہ ہے
متصف ہونے کپڑے کے ساتہہ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگریز کے کیونکہ
وہ شریک نہین وصف رنگینی مین نہ بالذات نہ بالاعتبار اور مین کہتا ہون کہ میری دیک

بذلک وصف وبواسطتہا یتصف ذلک الشئی الاخر بہ لان سبک الصفاین
حقیقین لاستلزام قیام الوصف الواحد بموصوفین حقیقۃ بل الصاف بالحقیقۃ الواسطۃ
وتبعیتہا لذالک الشئی الاخر اذ لا محذور فی جواز تعدد الشئی بالاعتبار وہذا القسم یسمی
واسطۃ فی العروض تمییزا لہا عن القسم الاول وہذا فی الحرکۃ العرضیۃ کراکب السفینۃ فان
الحرکۃ بالذات للسفینۃ وتبعیتہا للراکب ہذا ہو المستفاد من شرح المواقف فی بحث الخاصۃ
ومن حواشیہ فی بحث الموضوع نقلا من کشاف اصطلاحات الفنون للمحقق الحادق بندی
القاضی محمد اعلی اللہ قدرہ فی التہانوی قدس سرہ کالحرکۃ اللاحقۃ بجالس السفینۃ بواسطتہا
فانہا لاحقۃ للسفینۃ حقیقۃ ولجالسہا بواسطتہا بالعرض لانی الواقع لانہ ساکن فیہا لا متحرک

من حواشی الفاضل المتین مولوی محمد مبین لکھنوی علی الزاہدیہ علی الجلالیۃ ۱۲

قسط اس پنجاہم پس جاننا چاہیئے کہ قرار دادات اقدس حضرت خاتم النبیین
صلعم منجملہ وسائط مذکورہ مصداق واسطہ فی العروض بنسبت سائر انبیاء علیہم
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام محض خیال خام ہے بسبب قصور مباشرت اسباب سوء
فہمی کے اسلئے کہ بصورت مذکورہ اتمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت ہرگز نبی نہیں ہوسکتی
اور نہ اوپر وحی نازل ہوئی کیونکہ درحقیقت وصف نبوت بالاصالۃ اون تک
نہیں پہونچا مگر بتبعیۃ واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس
کشتی کے کیا معنی کہ بتبعیۃ بھی ایک امر خیالی ہے کہ جسکا پایہ پایہ اعتبار کو نہیں پہونچتا
سو واسطی کہ امر موہوم ہے کہ جالس مذکور کو وصف تحرک لغو عمیق ہرگز حاصل نہیں
اور اگر بالاعتبار والاضافۃ خواہ مخواہ سمجھا جاوے تو ازالۃ امر عدمی دیتا ہے اور حالانکہ
حق تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اور
مذکورہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو بوجہ اولوالعزمی کے ہے امر متحقق الوجود
یعنی الثبوت ہے اور یہ تشبیہ صرف نہیں بطریق مثال مبنی قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوۃ

قسط اس پنجاہم پس جاننا چاہیئے کہ قرار دادات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم منجملہ وسائط مذکورہ مصداق واسطہ فی العروض

بذلک وصف ولو اسطتہا یتصف ذلک الشئی الاخر بہ لان ہناک المتصافین
حقیقیین لامتناع قیام الوصف الواحد بموصوفین حقیقۃً بل اتصاف بالحقیقۃ للواسطہ
وبتبعیتہا لذالک الشئی الاخر اذ لا محذور فی جواز تعدد الشئی بالاعتبار وہذا القسم یسمی
واسطۃ فی العروض تمییزا لہا عن القسم الاول وہذا فی الحرکۃ العرضیۃ کراکب السفینۃ فان
الحرکۃ بالذات للسفینۃ وبتبعیتہا للراکب کما ہذا یستفاد من شرح المواقف فی بحث الخاصۃ
ومن حواشیہ فی بحث الموضوع نقلا من کشاف اصطلاحات الفنون للسید الحاذق بندی
القاضی محمد اعلی الفاروقی التہانوی قدس سرہ کالحرکۃ اللاحقۃ لمجالس السفینۃ لواسطتہا
فانہا لاحقۃ للسفینۃ حقیقۃ ولمجالسہا لواسطتہا بالعرض لانی الواقع لانہ ساکن فیہا لا متحرکا
من حواشی الفاضل المتین مولوی محمد مبین لکھنوی علی الزاہدیہ علی الجلالیۃ ۱۲

قسط اس پر ہاشم یہ سمجھنا چاہیے کہ قرار دادات اقدس حضرت خاتم النبیین
صلعم منجملہ وسائط مذکورہ مصداق واسطہ فی العروض بالنسبت سائر انبیاء علیہم
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام محض خیال خام ہے بسبب قصور مباشرت اسباب سوء
فہمی کے اسلئے کہ بصورت ہذا تمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت ہرگز نبی نہیں ہوسکتے
اور نہ ان پر وحی نازل ہوئی کیونکہ درحقیقت وصف نبوت بالاصالۃ اون تک
نہیں پہونچا مگر بتبعیۃ واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس
کشتی کے کیا معنی کہ بتبعیۃ بھی ایک امر خیالی ہے کہ جسکا پایہ پایہ اعتبار کو نہیں پہونچا
سو اسطی کہ امر موہوم ہے کہ جالس مذکور کو وصف تحرک بغور عمیق ہرگز حاصل نہیں
اور اگر بالاعتبار والاضافۃ خواہ مخواہ سمجھا جاوے تو ایسا امر عدمی دیتا ہے اور جانکہ
حق تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اور
مذکرہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو بوجہ اولوالعزمی کے ہے امر متحقق الوجود
حتی النبوت ہے اور یہ تشبیہ صرف نہیں بطریق مثال بلکہ قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوۃ

تحقیق اسکی عنقریب آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل معقول اوپر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر مقبول ہے اور محض فضول تفسیر بیضاوی
مین تحت قولہ لتم انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جواب لاہل الکتاب عن اقترحہم ان
ینزل علیہم کتابا من السماء و احتجاج بان امرہ فی الوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار نے تحکم
طلب کیا آنحضرت سی صلعم کہ اتار لاؤ کتاب ہمپر آسمان سے اوسکا یہ آیۃ جواب ہے
اور حجۃ ہے اوسپر بنیطور کہ شان اس رسول کی دربارہ وحی کی مانند تمامہ انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت مین پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہان سخت نامزون
ہے بلکہ از حد زبون اور جانا چاہیئے کہ جابجا قرآن مجید مین واسطہ تمامہ انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات بشریۃ مستقلہ مین جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز ہی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بالاستقلال بلا التفصیل یعنی وحی جو اصل منشاء ہے نبوت کا اور یہہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات مین سے ہین پس بشریۃ بہ نسبت جمیع افراد بشر کے جنس ہے اور وحی
بہ نسبت جمیع افراد مخصوصہ منتخبہ انبیاء علیہم السلام کے بالتعیین التشخیص جداگانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہہ ہر دو امر قوام نبوت ہین کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
نوع جو وہ کلی ذاتی ہے متقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع مین بالضرور تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقۃ واحدہ متحد الحقیقۃ متمایز التشخیصیۃ
شریک متساوی بالاستقلال ہین امر اولیۃ و اولیۃ افراد منفرد اور مخل نہین ان
دونون مطلب کی دلیل یہ دونون آیۃ ہین کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم
الہ واحد الایۃ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض الایۃ پس اب غور درکار ہے
کہ ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہو سکتی ہے

تحقیق اسکی مختصر یہ آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل معقول اوپر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر مقبول ہے اور محض فضول تفسیر بیضاوی
مین تحت قولہ لتم انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جواب لاہل الکتاب عن افترا حہم ان
ینزل علیہم کتابا من السماء و احتجاج بان امرہ فی اوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار کے تحکم
طلب کیا آنحضرت سے صلعم کہ اتار لاؤ کتاب ہمپر آسمان سے اوسکا یہ آیۃ جواب ہے
اور حجۃ ہے اوسپر بیطور کہ شان اس رسول کی درباره وحی کی مانند تمامہ انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت مین پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہان سے ثابت ہوتا ہے
ہے ملکہ از حد زبون اور رجانا چاہیئے کہ جابجا قرآن مجید مین واسطہ تمامہ انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات بشریۃ مستقلہ مین جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز بھی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بالاستقلال بلا التفصیل یعنی وحی جو اصل منشاء ہے نبوت کا اور یہہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات مین سے ہین پس بشریۃ بہ نسبت جمیع افراد بشر کے جنس ہے اور وحی
بہ نسبت جمیع افراد مخصوصہ مشخصہ انبیاء علیہم السلام کے بالتعیین التشخص جداگانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہہ ہر دو امر قوام نبوت ہین کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
نوع جودہ کلی ذاتی ہے متقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع مین بالضرور تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقۃ واحدہ متحد الحقیقۃ متمایز الشخصیۃ
شریک متساوی بالاستقلال ہین امر اولیۃ و اولیۃ افراد مضر اور مخل نہین ان
دونون مطلب کی دلیل یہ دونون آیۃ ہین کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم
الہ واحد الایۃ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ پس اسپر غور درکار ہے
کہ ذات متقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہو سکتی ہے

کسی روز واقع ہوں وہ حج اکبر ہی ہیں باعتبار مذکور ہیں اگر صرف لفظ حج بولا جاوی یا لفظ
حج اکبر بولا جاوی مراد حج ہوگا نہ کہ عمرہ کچھ تخصیص روز جمعہ نہیں اور یہ امر دیگر ہے کہ ثواب اوس
حج کا جو بروز جمعہ ہو بموجب روایات احادیث تیسیر الاصول وغیرہ پچاس حج کا یا ستر حج کا
بیشتر بروی روایات مختلفہ اندرین باب ہوتا ہے سمعت شیخی و اوستادی مولانا محمد اسحاق
محدث قدس سرہ اور بخلاف لفظ عتمہ کی نسبت نماز عشاء کی اسمیں روایات مختلف ہیں درباب
کراہیۃ اطلاق اوپر نماز عشاء کی جو منصوص قرآنی ہے قولہ ثم من بعد صلوۃ العشاء جیسا
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لا یغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم المغرب الحدیث رواہ البخاری
وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشاء اول کر بتغیر کرتے تھے اور نماز عشاء کو عتمہ کر تعبیر کرتے
تھے اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ نسبت نماز عشاء ہی فرمایا جیسا کہ بخاری
میں مروی ہے جسپر امام بخاری نے کہا کہ جایز ہے مگر اختیار وہ ہے کہ مت کہو
اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطے سمجھانے اعراب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
حکایۃ فرمایا کہ مآل ان ہر دو توجیہہ کا ایک ہی ہے لیکن آخر کسیطرح جیسا ہو اطلاق اسکا شرعی تو
پایا گیا لہذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوۃ العشاء مذکور پر خیال نکیا جایز رکھا اور
اختیار صلوۃ العشاء کو کیا اور شروح بخاری میں اور اوسکی حواشی میں اختلاف رہا میں
کہتا ہوں محاکمہ فیما بین ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ کراہتہ اطلاق لفظ عتمہ اوپر عشاء کے تنزیہی ہے
کہ مرجح اوسکا خلاف اولی ہے بخلاف لقب حج اکبر مذکور کہ نسبت اوسکی کوئی حدیث
مزاحم حال نہیں ہوئی لہذا یہ لقب شرعی منحصر رہا اوپر عام حج کے بلا تخصیص روز جمعہ کے
تا وقتیکہ کوئی عموم نص مزیل اس باب میں نہ پائی جاوی جنانکہ اس قاعدہ شرعی کی
تصریح تورپشتی سے عینی شارح بخاری نے کی قال التورپشتی المعنی لا تطلقوا ہذا الاسم علی ما ہو
متداول بینہم فیغلب مصطلحہم علی الاسم الذی شرعتہ لکم اور یہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاحم جواز
جیسا کہ اطلاق عتمہ میں مزاحم ہوئے فافہم ۱۲ علی ہذا القیاس حال لقب خاتم بہ نسبت افراد

کسی روز واقع ہوں وہ حج اکبر ہی ہین باعتبار مذکور ہونے کے پس اگر صرف لفظ حج بولا جاوی یا لفظ
حج اکبر بولا جاوی مراد حج ہوگا نہ کہ عمرہ پھر تخصیص روز جمعہ نہیں رہی امر دیگر ہے کہ ثواب اوس
حج کا جو بروز جمعہ ہو بموجب روایات احادیث تیسیر الاصول وغیرہ پنجاہ حج کا یا ستر حج کا
بیشتر بروی روایات مختلفہ انذرین باب ہوتا ہے سمعت شیخی و اوستادی مولانا محمد اسحاق
محدث قدس سرہ اور بخلاف لفظ عتمہ کے نسبت نماز عشاء کی اسمین روایات مختلف ہین درباب
کراہیۃ اطلاق اوپر نماز عشاء کی جو منصوص قرآنی ہے وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ جیسا
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لا یغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم المغرب الحدیث رواہ البخاری
وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشاء اول کر کے نہ تغیر کرلے تھے اور نماز عشاء کو عتمہ کر کے تغیر کرتے
تھے اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ نسبت نماز عشاء کے بھی فرمایا جیسا کہ بخاری
مین مروی ہے جسپر امام بخاری نے کہا کہ جایز ہے مگر اختیار وہ ہے کہ مت کہو
اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطے سمجھانے اعراب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
حکایۃ فرمایا کہ تا ان ہر دو توجیہ کا ایک ہی ہے لیکن آخر کسیطرح پر ہو اطلاق اسکا شرعی تو
پایا گیا لہذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوۃ العشاء مذکور پر خیال نکیا جایز رکھا اور
اختیار صلوۃ العشاء کو کیا اور شروح بخاری مین اور اوسکی حواشی مین اختلاف رہا مین
کہتا ہون محاکمہ فیما بین ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ کراہتہ اطلاق لفظ عتمہ اوپر عشاء کے تنزیہی ہے
کہ مرجح اوسکا خلاف اولی ہے فقط بخلاف لقب حج اکبر مذکور کہ بسبب اوسکی کوئی حدیث
مزاحم حال نہین ہوئی لہذا یہ لقب شرعی منحصر رہا اوپر عام حج کے بلا تخصیص روز جمعہ کے
تا وقتیکہ کوئی عموم نص مزیل اس باب مین نہ پائی جاوی چنانکہ اس قاعدہ شرعی کی

تصریح تورپشتی سے عینی شارح بخاری نے کی قال التورپشتی المعنی لا یغلبنکم ہذا الاسم علی ما ہو
متداول بینہم فیخلب مصطلحکم علی الاسم الذی شرعتہ لکم اور یہہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاحم ہو جاوی
جیسا کہ اطلاق عتمہ مین مزاحم ہوے فافہم ۱۲ علی ہذا القیاس حال لقب خاتم بہ نسبت افراد

کوئی ایک قسم منجملہ دونوں قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت
کشتی اور راکب کشتی اسلئے کہ اسمین وصف حرکت درحقیقت واسطی کشتی کے ہے نہ واسطی
راکب کے اگرچہ بتخیل ہے تحرک اوسکا کہ وہ محض وہمی کا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی
علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین واسطی علت محض
ہے کچھ شرکت وصف معلول مین نہین رکھتی مانند صباغ یعنی رنگریز اور پارچہ رنگین کے
کہ محض معلول ہے جو ذو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار بھی ہے تو وہی
ہے ہرگز ہرگز رنگریز کو شرکت اس وصف مین نہین علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت کے جسمین علت اور معلول یعنی واسطہ اور ذو واسطہ ہر دو وصف مین
شریک ہین مانند حرکت ہاتھ کے اور کلید کے یعنی دونون موصوف بالذات ہین یعنی واسطی
صفت حرکت کی درحقیقت دو فرد ہین ایک قایم ساتھ ہاتھ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی
علت ہی اور دوسرا قایم ہے ساتھ کلید کے جو معلول ہے مگر اسقدر فرق ہے
کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کا فی الجملہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت مذکور ہین یعنی ید اور کلید مین ایک طرح کی بالغنی ہے کہ ظاہر ہے مگر
مخل مطلب اور مضر مقصد ہمارا نہین کیونکہ ہمارا کلام اصلی واسطہ فی العروض مین ہے
اور وہ بالغنی ہے یہی کہ یہہ مثال اوسوقت مطابق ہوگی جو گرفت ید سست ہو مانند حرکت ارتعاشی کے
اور درحقیقت کچھہ حرکت کلید مین بھی ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت ید ہے والا فلا اسواسطہ کہ
پھر تو مثال واسطی فی العروض کے ہوگی فتامل قال الفاضل میرزا جان حرفی حاشیہ
شرح المواقف فی مقدمۃ الامور العامۃ قولہ الغیر واسطہ فی الثبوت انیکون ہناک وجودان
ینبت احدہما للموصوف وینبت الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ تبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا وبواسطتہ
کوجود الجواہر واسطۃ لوجود الاعراض وقولہ واسطۃ فی العروض انیکون ہناک وجود واحد
کان ثابتا للموصوف اولا وبالذات وللصفۃ ثانیا وبالعرض فقط علی ہذا القیاس قول حاشیہ

کوئی ایک قسم منجملہ دونوں قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت
کشتی اور راکب کشتی اسلئے کہ اسمیں وصف حرکت درحقیقت واسطی کشتی کے ہے نہ واسطی
راکب کے اگرچہ متخیل ہے متحرک اوسکا کہ وہ محض وہوکا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی
علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمیں واسطی علت محض
ہے کچھہ شرکت وصف معلول میں نہیں رکھتی مانند صباغ یعنی رنگریز اور پارچہ رنگین کے
کہ محض معلول ہے جو دو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار بھی ہے تو وہی
ہے ہرگز ہرگز رنگریز کو شرکت اس وصف میں نہیں علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت کے جسمیں علت اور معلول یعنی واسطہ اور ذو واسطہ ہر دو وصف میں
شریک ہیں مانند حرکت ہاتھہ کے اور کلید کے یعنی دونوں موصوف بالذات ہیں یعنی واسطی
صفت حرکت کی درحقیقت دو فرد ہیں ایک قایم ساتھہ ہاتھہ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی
علت ہی اور دوسرا قایم ہے ساتھہ کلید کے جو معلول ہے مگر اسقدر فرق ہے
کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کا فی الجملہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت مذکور میں یعنی ید اور کلید میں ایک طرح کی پالغزی ہے کہ ظاہر ہے مگر
مخل مطلب اور مضر مقصد ہماری نہیں کیونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض میں ہے
اور وہ پالغزی آ بھی کہ یہہ مثال اوسوقت مطابق ہوگی جو گرفت ید سست ہو مانند حرکت ارتعاشی کے
اور درحقیقت کچھہ حرکت کلید میں بھی ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت ید ہے والا فلا اسواسطہ کہ
پھر تو مثال واسطی فی العروض کے ہوگی فتامل قال الفاضل میرزا جان حرفی حاشیہ
شرح المواقف فی مقدمۃ الامور العامۃ قولہ او الغیر واسطۃ فی الثبوت اینکون ہناک وجودان
یثبت احدہما للموصوف ویثبت الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ تبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا والواسطۃ
کوجود الجواہر واسطۃ لوجود الاعراض وقولہ واسطۃ فی العروض اینکون ہناک وجود واحد
کان ثابتا للموصوف اولا وبالذات وللصفۃ ثانیا وبالعرض فقط علی ہذا القیاس قول حاشیہ

کا بطور وجود وصف اعراض نہ بطور وجود وصف ذوات وجواہرات یوجہ انفراد استقلال
وجود اپنی ہین گو بطور عرض ہے ہی مثلاً لشدت سواد ثوب جو ایک امر محسوس ہے خارج
مین نہ کہ معروض ہے اور نہ موہوم جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد درحقیقت ہے
واسطہ فی العروض ہین اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت ہین قطع نظر اس سے
کہ ایک سبب ہے اور دوسرا مسبب۔ قسم پنجم وہ ہے جو کہ واسطہ فی العروض ہین
امتیاز ہون معنی لحظ بالاعتبار کی جو واقع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے میرے
نزدیک یہہ ہی ہین کہ دھوکا نہو مانند حرکت ارتعاش کے جو گرفت سست ید ہے کیونکہ وہ اگرچہ
بلکیفیم واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہوا غیر قریب بلکہ وہ حرکت بنسبط ہے جو کہ موثر
ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہانتک قوۃ رکھی کی وہانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوس قوۃ
مین ہوگا یہ ہی حرکت پہونچی گی پہر اوسکی سکون کے ساتھہ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آویگا
جیسا کہ متحرک نخلیان تہا پس ایسا بادی النظر کو دھوکا ہوتا ہے یہی منشا اعتبار ہے جو امر
عدمی انتزاعی ہے پس ہر گاہ جہتہ حقیقتہ اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسطہ مجاز و اجتماع
حقیقتہ و مجاز یعنی اعتبار فی محل واحد یہی اس تحقق سے برطرف ہوگیا فتدبر بخلاف شدہ وصف
سواد ثوب کہ وہ موقوف نہین اصالتہ اوپر ثوب کی اگرچہ خود سواد ثوب موقوف ہی اوپر ثوب کی یہ
امر آخر ہے مگر بتوسط واسطہ قریبہ جو در اصل اسکا موصوف ہے اور معروض اوسپر موقوف ہے
گو وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ مین سے ہے کہ جسپر
اس درجہ مین اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر عدمی ہے صحیح ہے پس ہر گاہ یہہ التباس
مذکور لعنایت خداوندی جلشانہ جو سپر امون بعض اذہان سونا ہے برطرف ہوا فرق کلی
درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی اسکیقسم کے کہ جسمین علت ہی
غیر محض نہین ہوتی بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہوگیا پس گرہ کھل گئی اور تابان
تر از آفتاب واضح ہوا کہ ذات مقدس آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض درباره وصف

کالبطور وجود وصف اعراض نہ لبطور وجود وصف ذوات وجواہرات لوجہ انفرداد باستقلال
وجود انہی ہین کو لبطور عروض ہے ہی مثلاً لشدت سواد ثوب جو ایک امر محسوس ہے خارج
ہین نہ کہ معروض ہے اور نہ موہوم جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد درحقیقتہ ہے
واسطہ فی العروض ہین اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت ہین قطع نظر اس سے
کہ ایک بسیط ہے اور دوسرا مرکب فقط ہاں پنجم تتمہ واسطہ فی العروض ہین
کہتا ہون بمعنی لفظ بالاعتبار کی جو واقع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے میرے
نزدیک یہہ ہی ہین کہ وہ کالہوا مانند حرکت ارتعاش کے جو گرفت سست پذیر ہے کیونکہ وہ اگر قسم
بکقسم واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہوا غیر نہیں بلکہ وہ حرکت منبسط ہے جو کہ موثر
ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہانتک قوۃ رکھی کی وہانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوس قوۃ
مین ہوگا یہہ ہی حرکت پہونچی گی پہر اوسکی سکون کے ساتھہ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آویگا
جیسا کہ متحرک نخلیان تہا پس لہذا بادی النظر کو وہوکا ہوتا ہے یہی منشار اعتبار ہے جو امر
عدمی انتزاعی ہے پس ہمکو جہتہ حقیقتہ اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسطہ مجاز و اجتماع
حقیقتہ و مجاز یعنی اعتبار فی محل واحد یہی اس تحقق سے برطرف ہوگیا فتدبر بخلاف شدت وصف
سواد ثوب کہ وہ موقوف نہین ایسا لتہ اور پر ثوب کی اگرچہ جو ذوالثوب موقوف ہی اوپر ثوب کی یہ
امر آخر ہے مگر بنظر واسطہ قریبہ جو در اصل اسکا موصوف ہے اور معروض اوسپر موقوف ہے
گو وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ مین سے ہے کہ جسپر
اس درجہ مین اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر عدمی ہے صحیح ہے پس ہرگاہ یہہ التباس
مذکور لعنایت خداوندی جلشانہ جو سپر اسون بعض اذہان ہوتا ہے برطرف ہوا فرق کلی
درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی بالکقسیم کے کہ جسمین علت ہی
سپر محض نہین ہوتی بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہوگیا پس گرہ کھل گئی اور تابان
تر از آفتاب ہوا واضح ہوا کہ ذات مقدس آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض درباره وصف

طویل ہر فرد کے اول افراد مذکورہ سے یا اعادہ اونکی کے جو مستلزم ہیں رفع خاص مذکور کو جو
مسلم ہے یہ ہر دو امر باطل شرعی ہیں قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہیں مستوجب الترتیب پس اس صورت میں ہر دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دار دنیا میں مجامع الزمان ہونی چاہئیں اور یہ امر
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہاں انفاد زمان ہوگا پھر وہاں ترتیب مذکور کہاں عفنکہ
ادعا مطلب واسطہ فی العروض اس مقام میں استحالجات شرعی وعقلی سے مالا مال ہے
قسط پانچ ۵ و ششم اگر پنجم و سابق مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل معقول
سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جسمیں شرکت ہے علت اور معلول کو وصف عام
ہیں جسکی مثال ید اور مفتاح گذری بشرطیکہ گرفت سست ید ہو مانند تحقیق وتنقیح میرے
کے تاکہ مفتاح بنی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
بر سبیل تجوز بتاویل اطلاق لفظ علت اور مراد اوس سے سبب الحقیقہ صادق آسکتا ہے
نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا سو واسطی کہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم بالفعل
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو مسبب ہیں اسمیں کچھ حرج نہیں کیونکہ
دراصل علت اول ان سب حضرات کی اور آنحضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک وتعالیٰ
ہے جو علت کل موجودات ہے پس یہ ہر دو طرف سبب اور مسبب معلول علتہ واحدہ
کے قبیل سے ہیں لیس یہ امر راجع اور آئل ہے طرف مبدء فیاض جل جلالہ عم نوالہ کے جو باعث
ہے فضیلت شخصی آپ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویہ لوعیہ مذکورہ کے
پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات وتعقفات معقولی میں پڑنے کی میری سمجھ میں پس تقلیداً للسلف
وتحققاً للشرافتہ نسبت براہین نقلیہ کے جو کہ بحمد ہم جملہ اہل اسلام کے زاید از سد سکندری
ہیں اوسکی طرف کیوں نہ رجوع کریں جسکی طرف جا بجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلف اور نیز کلیات اصول

طویل ہر فرد کے اول افراد مذکورہ سے یا اعادہ اونکی کے جو مستلزم ہین رفع خاتمہ مذکور کو جو
مسلم ہے یہ ہر دو امر باطل شرعی ہین قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہین مستوجب الترتیب پس اس صورت مین بھر دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دار دنیا مین مجامع الزمان ہونی چاہئین اور یہ امر
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہان انفاد زمان ہوگا پھر وہان ترتیب مذکور کہان عنقریب
ادعاء مطلب واسطہ فی العروض اس مقام مین استحالہ شرعی وعقلی سے مالا مال ہے
قسط پنجاہ و ششم اگر منجملہ وسایط مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل معقول
سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جسمین شرکت ہے علت اور معلول کو وصف عارض
مین جسکی مثال ید اور مفتاح گذری لیکن طریکہ گرفت سست پدید ہوا نند تحقیق وتنقیح میرے
کے تاکہ مفتاح بھی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
بر سبیل تجوز تاویل اطلاق لفظ علت اور مراد اوس سے سبب التہ صادق آسکتا ہے
نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا اسواسطے کہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم بالنظر
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو مسبب ہین اسمین کچھہ حرج نہین کیونکہ
دراصل علت اول ان سب حضرات کی اور آنحضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک وتعالیٰ
ہے جو علت کل موجودات ہے پس یہ ہر دو وصف سبب اور مسبب معلول علتہ واحدہ
کے قبیل سے ہین پس یہ امر راجع اور آئل ہے طرف مبدء فیاض جل جلالہ عم نوالہ کے جو باعث
ہے فضیلت شخصی آپ اسمین حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویہ نوعیہ مذکورہ کے
پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات وتعلقات معقولی مین پڑین سیری ہے پس تفصیلاً الا فقیر
وتحقیقاً للشر افتہ نسبت براین نقلیہ کے جو کہ بحق ہم جملہ اہل اسلام کے زاید از سد سکندری
ہین اوسکی طرف کیون نہ رجوع کرین جسکی طرف جا بجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلف اور نیز کلیات اصول

لہذا تاویل مذکور پر ضرور ہوئی مگر ٹھیک وہی تقریر اس عاجز کی ہے جو ساوی
سے تکلفات و تعلقات فرمعقول سے بروش شہر عرفی جو گذری حضوار سیالکوٹ اور بیان دغیرہ
آلودہ بلا غبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جلشانہ جو مفصل و منجام ہے نسبت افراد انبیاء
کی فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الایۃ پس یہ شرافت
مخصوصہ بافراد مخصوصہ از قبیل تمایز و صاف و عوارض مشخصہ مخصوصہ ہیں نہ لوازم ماہیۃ
ہیں جیسا کہ مشرح مدلل مبین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوی کہ نبوت محتاج نزول
وحی نہیں بلکہ عکس ہو سکتا ہے اسواسطے کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی از قبیل
معلوم ہے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار وغیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
پس یہ کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اوپر کمال علمی کے۔ پس جانا چاہیئے
کہ یہ عذر محض خیال اور وہم ہے اسلیے کہ مبنی اعتراض کا بظاہر یہ حدیث ہے کنت نبیا
وآدم بین الماء والطین اور وانہ لمنجدل بین ترابہ اور امثال اسکی ہم مضمون اور
روایات سو یہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالم ارواح ہے جو حاکی ہے استعداد
اور تہیا وصف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالیہ منصاعدہ اور کامنہ ہے بہ نسبت
اس مرتبہ سافلہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب ستہ مشہورہ کے نزد یک صوفیہ کرام کے
کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیۃ استعداد مذکور سے
جو بمنزلہ محکی عنہ ہے بلکہ اس سے بھی بالاتر ہے صرف خانہ علم الٰہی جلشانہ میں کہ
جس جگہ یہ کچھ بتفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
ہے پس یہ حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے نحن الاخرون السابقون یعنی
ہیں متصف تہا ساتھ اس وصف نبوت کے بیشتر اس خمیر اور سرشت اور قالب
آدم سے جو تو طیہ اور پرداز ظہور ارواح ہے عالم اشباح میں یعنی مراد اس سے
اظہار امر تقدیری ہے جو مقدم ہے امر تکوینی اور ایجادی پر واسطہ ازالہ اوہام باطلہ

لہذا تاویل مذکور پر ضرور ہوئی مگر ٹھیک وہی تقریر اس عاجز کا تب الحروف کی ہے جو ساڈ
سے تکلفات و تقشفات فن معقول سے بروش شہر حق جو گذری حضور پر نور اور بیان دیگر
آلودہ بلا غبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جانشانہ جو مفصل و منیام ہے نسبت افراد انبیاء
کی فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الایۃ پس شرافت
مخصوصہ بافراد مخصوصہ از قبیل تجاویز اوصاف و عوارض مشخصہ مخصوصہ ہیں نہ لوازم ماہیت
ہیں جیسا کہ مشرح مدلل مبین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوے کہ نبوت محتاج نزول
وحی نہیں بلکہ عکس ہو سکتا ہے اسواسطے کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی اقبیل
معلوم سے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار وغیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
پس یہ کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اور یہ کمال علمی کے۔ پس جاننا چاہیئے
کہ یہ عذر محض خیال اور وہم ہے اسلیئے کہ مبنی اعتراض کا بظاہر یہ حدیث ہے کنت نبیا
وآدم بین الماء والطین اور وانہ لمنجدل بین ترابہ اور امثال اسکی ہم مضمون اور
روایات سویہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالم ارواح ہے جو خاکی ہے استعداد
اور تہیا وصف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالیہ متصاعدہ نور کا منہ ہے بہ نسبت
اس مرتبہ سافلہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب ستہ مشہورہ کے نزدیک صوفیہ کرام کے
کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیت استعداد مذکور سے
جو بمنزلہ محکی عنہ ہے بلکہ اس سے بھی بالاتر ہے صرف خانہ علم الٰہی جانشانہ میں کہ
جس جگہ ہے کچھ تفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
ہے پس یہ حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے نحن الآخرون السابقون یعنی
ہیں ہم متصف تہا ساتھ اس وصف نبوت کے پیشتر اس خمیر اور سرشت اور قالب
آدم سے جو لوطیہ اور پردازظہور ارواح ہے عالم اشباح میں یعنی مراد اس سے
اظہار امر تقدیری ہے جو مقدم ہے امر تکوینی اور ایجادی پر واسطہ ازالہ اوہام باطلہ

خلاصہ مناصب کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سوا اسکی اور کیا تصور کیا جاوی بالفرض
سوا اس قسم کی تدقیق بیجھو رہی اور بی محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور راتبہ نہیں بلکہ یہ
حلوفہ ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال
علمی مذکور کے مرتبہ ارتاض میں تا مدت عمر شریف چہل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب
عالم ازواج تھا بدون نزول وحی کے جواز قبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی نہوی اور نہ مشہور ہوی ساتھ اس لقب کی اور نہ
کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بدعوت الی الحق ہوے اور نہ ہوید بمعجزات ہوی
اور اور لوازم نبوت ما دوار اسکی اگرچہ صدور بعض آثار خارق مرتبہ ارتاض سے ہوا
مانند کلام سلام حجر وغیرہ اور اگرچہ موجود رہے بصراحت آیتہ مبشرا رسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشعر ہے مرتبہ حکایتہ سی مگر مرتبہ محکی عنہ مذکور
کے طور پر نہوی تا وقتیکہ نزول وحی نہوی چنانچہ یہ آیتہ شریفہ دال ہے کان الناس امتہ واحدہ
فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین اسواسطے کے لفظ فا واسطی التعقیب تفریع کے ہے
ہویدا ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا بعد بعثتہ ہوا جسپر موقوف تھا اگرچہ بعض
مفسرین نے ہونا آدمیوں کا ایک روشن پر قبل بعثتہ انبیا مبشرین ومنذرین سے مراد کیا
ہے قبل بعثتہ نوح علیہ السلام سے سوا اختلاف تفسیر مذکور مانع استدلال نہیں۔ اور جانا چاہیے
کہ افراد مستحدثہ متنوع بدو نوع ہوتی ہے ایک معروضہ لعوارض یعنی مجوبہ بعوارض ممنوعہ بموانع
اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محجوبہ غیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق
موافق اس حدیث شریف کے لو کان بعدی نبی لکان عمر اور مانند اس حدیث کے
لو عاش ابراہیم لصدیق لکان نبیا کہ جو معتبر بلسان شرع شریف لصدیقین ہیں قولہ تعالیٰ
الصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی صدیق وہ ہے کاش امر نبوت
اوسکی تفویض کیا جاوی تو بخوبی انجام دی اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمر

خلاصی مناص کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سوا اسکی اور کیا تصور کیا جاوی بالفسطہ
سوا اس قسم کی تلفیق بیجھو رہی اور بی محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور راتبہ نہیں بلکہ یہ
محلوقہ ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال
علمی مذکور کے مرتبہ ارتاض میں تا مدت عمر شریف چہل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب
عالم ارواح تھا بدون نزول وحی کے جواز قبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی نہوی اور نہ مشہور ہوی ساتھ اس لقب کی اور نہ
کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بدعوت الی الحق ہوے اور نہ موید بمعجزات ہوی
اور اور لوازم نبوت ماورا اسکی اگرچہ صدور بعض آثار خوارق مرتبہ ارتاضیہ ہوا
مانند کلام سلام حجر وغیرہ اور اگرچہ موعود رہے بصراحت آیتہ مبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشعر ہے مرتبہ حکایتہ سی مگر مرتبہ محکی عنہ مذکور
کے طور پر نہوئی تا وقتیکہ نزول وحی نہوئی چنانچہ یہ آیتہ شریفہ دال ہے کان الناس امتہ واحدہ
فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین اسواسطہ کے لفظ فا ہ واسطی التعقب والتفریع کے ہے
ہویدا ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا بعد بعثتہ ہوا جسپر موقوف تھا اگرچہ بعض
مفسرین نے ہونا آدمیوں کا ایک روش پر قبل بعثتہ انبیاء مبشرین ومنذرین سے مراد کیا
ہے قبل بعثتہ نوح علیہ السلام سے سو اختلاف تفسیر مذکور مانع استدلال نہیں - اور جانا چاہیئے
کہ افراد مستحدثہ متنوع بدو نوع ہوتی ہے ایک معروضہ بعوارض یعنی محجوبہ بحوالیتی ممنوعہ بموانع
اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محجوبہ غیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق رضی
موافق اس حدیث شریف کے لو کان بعدی نبی لکان عمر اور مانند اس حدیث کے
لو عاش ابراہیم لکان نبیا کہ جو معتبر بلسان شرع شریف لصدیقین ہیں قولہ تم
الصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی صدیق وہ ہے کاش امر نبوت
اوسکی تفویض کیا جاوی تو بخوبی انجام دی اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمر رضی

پالان گرگ خر را در بود یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہیں اور عکس اسکا یعنی اگر
دلیل حاصل کیجاوی تو مدعا حاصل نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل اور ذی ظل یعنی اصل اور
عکس جو کہ بطور مرایا مناظر ہے اوسمیں سوای وجود واحد کے وجود ہی نہیں بلکہ ذی عکس
اور ذی ظل فی اوس کسوت ظل اور عکس میں منتقل کیا ہی بطور پرتو اپنی کے اور بسرقع اور نسبتی
کے اور وہ متحرک سنا تہہ تحرک ذی عکس اور ذی ظل کے یا کسی محل اپنے نہ از خود اور در حقیقت
وجود بین متعلمین کا تو قایل ہے کوئی نہیں کہ شرک لازم آتا ہے لہذا اعلماء طواسر تک ہی نہ
میر زاہد وغیرہ کی قایل ہوی کہ وجود واحد موجودہ متعدد بلکہ بہ مرتبہ واسطہ فی العروض
واسطہ علت اول حضرت ہویہ مطلقہ حقہ کی در حقیقت عقلاً ثابت ہو سکتا ہے کہ وہان
کچھہ خرابی لازم نہیں آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی امور کی اذن شرعی لازم ہے
بخلاف سلسلہ تحکیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب کی نور آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
عکوس اشعہ ہیں ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہو یا اور ماسوای اسکی اجسام شفیقہ بانی وغیرہ
ہو محض از قبیل دعوی ہو کہ ہیچو قولہ التہ صرح ممرد من قواریر ہے جو کہ منشا تقریر بعض الاقاصل
بل الاماجد والاماثل ہو گیا ہے پس الیس اور باقی ہوس فقط واللہ اعلم سوان مباحث
کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر خلط مبحث اچھا نہیں فقط یون تو ہر موافق اپنی اصطلاح
کے آدمی جو کچھہ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب بھی تو مطلب تصوف کا اگرچہ بلفظ مصطلحہ
کوئی سا لفظ ہو یا کچھہ ہو جاوی اور مخالف نہو جاوی مسایل شرعیہ ظاہریہ کو کہ انمیں
در حقیقت اختلاف نہیں بآل کار شریعت اور تصوف ایک ہی ہے ایک ہی ہونا چاہیے
تو پھر بھی اگر فقط واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہویہ مطلقہ ہو کی جو علت اول اور
حقیقی ہے نہ کہ ذات السمر و عالم صلعم جیسا کہ تحقیق کیا گیا واللہ اعلم جانا چاہیے کہ اثر
نور آفتاب جسکو ظل کر تعبیر کیا قرآن شریف میں اور اوسپر شمس کو دلیل گردانا وہ امر حسی
اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظل امر مقطوع بہ ہے صریح منصوص خصیص قرآنی ہے اور

بالان گرگ خر اور ربوبیت یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہیں اور عکس اسکا یعنی اگر
دلیل حاصل کیجاوی تو مدعا حاصل نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل اور ذی ظل یعنی اصل اور
عکس جو کہ بطور مرایا مناظر ہے اوسمین سوای وجود واحد کے وجود ہی نہیں بلکہ ذی عکس
اور ذی ظل اور اوس کیوقت ظل اور عکس مین متنزل کیا ہی بطور پرتو اپنی کے اور بسرعت اوڑتی
کے اور وہ متحرک سا تہہ تحرک ذی عکس اور ذی ظل کے یا کسی محل اپنے نہ از خود اور درحقیقت
وجود بین متعلمین کا تو قابل ہے کوئی نہین کہ شرک لازم آتا ہے لہذا اجلہ طوائر تک بہی نہ
پہنچ زاہد وغیرہ کی قابل ہوی کہ وجود واحد موجودہ متعدد بلکہ بہہ مرتبہ واسطہ فی العروض
واسطہ علت اول حضرت ہویہ مطلقہ حقہ کی درحقیقت عقلاً ثابت ہوسکتا ہے کہ وہان
کچہہ خرابی لازم نہین آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی امور کی اذن شرعی لازم ہے
بخلاف سلسلہ محکیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب نور آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
عکوس اشعہ ہین ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہو یا اور ماسوای اسکی اجسام شفیقہ یا نی وغیرہ
ہو محض از قبیل دہوکہ ہیچو قولہ تعم صرح ممرد من قوارید ہے جو کہ منشاء تقریر بعض الافاضل
بل لاماجد والاماثل ہوگیا ہے پس الدلیل اور باقی ہوس فقط واللہ اعلم ۔ سوان مباحث
کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر خلط مبحث اچہا نہین فقط یون تو ہر موافق اپنی اصطلاح
کے آدمی جو کچہہ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب بہی تو مطلب تصوف کا اگرچہ بلفظ مصطلح
کوئی سا لفظ ہو یا کچہہ ہو جاوی اور مخالف نہو جاوی مسایل شرعیہ ظاہرہ کو کہ انمین
درحقیقت اختلاف نہین ہاں کار شریعت اور تصوف ایک ہی ۔ ہے ایک ہی ہونا چاہیے
تو پہر بہی اگر بلفظ واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہویہ مطلقہ ہو کی جو علت اول اور
حقیقی ہے نہ کہ ذات السرور عالم صلعم جیسا کہ تحقیق کیا گیا واللہ اعلم ۔ جانا چاہیے کہ اثر
نور آفتاب جسکو ظل کر تعبیر کیا قرآن شریف مین اور اوسپر شمس کو دلیل گردانا وہ امر حسی
اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظل امر مقطوع بہ ہے صریح منصوص نص قرآنی ہے امور

طلی بہ نسبت کسی وجود کے بطور مشرب ظلوفیہ موصوفہ مذکورہ تجویز کیا جائی اس سے چنداں کاوش نہیں اور نہ یہ محل مطلب ہی کہ جو تساوی ہے مگر تفاضل ہو گری بعد تساوی الاقدام مذکور اور نیز خصائص اور عوارض شخصیہ بموجب نص قرآنی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ اور موافق اخبار و آثار مذہب سنی قطعًا حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام از قبیل جمیل السبیل قصہ کہانی ہیا ہوا مشہور ہی فلہذا تمثیل عکوس و شعہ وغیرہ مانند تقطیعات وسوب وغیرہ امور مخصوصہ سی ہیں نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد قرار داد واسطہ فی العروض ہونی کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل فضول ہیں اور غیر منطبق واللہ اعلم فقط اس پنجاہ و ہفتم قسط اس واسطہ فی العروض اور ملکہ یہ فضیۃ معقولیہ کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف فضیۃ معقولیہ ہی جیانکہ اسکی تصریح اقوال کبار سی کشاف اصطلاحات الفنون مذکور ہیں مرقوم ہی اور میری نزدیک البتہ یہ آیۃ شریف قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہو الذی جعل الشمس ضیاءً و القمر نورًا الایۃ بذریعہ حرف واو عاطفہ جو نابع اور متبوع متحد النسبۃ فی الحکم ہوتی ہیں یعنی ہر دو نور مجعول مستقل ہیں خواہ بطور جعل مرکب خواہ البسیط اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نور کو ضیاء سی عام کیا ہے پس ہر گاہ اپنی عمومیت کے ضمن میں بدون ضمن خصوصیت پایا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود ہے نہ عرضی الوجود مستفاد الوجود پس نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور یہ اضافت نور القمر اور ضیاء الشمس اضافۃ بیانیہ ہے مبالغۃً لیے قرار و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس میں درحقیقت افراص جو ہیں غیر نور و ضیاء ہیں اسائی کہ ہر دو قرص مذکور بدوان ضیاء اور نور سفال محض ہیں فافہم پس تمامہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نفس نفیسہ نبوۃ براہ ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی شعر فضائل و اخلاق و خصلت اور خیر ہی اسمیں کیا کلام ہے قولہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض پس واسطہ فی العروض کا

قسط پنجاہ و ہفتم واسطہ فی العروض

طبائی بہ نسبت کسی وجود کے بطور مشرب ظرفیہ موصوفہ مذکورہ تجویز کیا جائے اس سے چنداں
کاوش نہیں اور نہ یہ مخل مطلب ہی کہ جو تساوی ہے مگر تفاضل ہے گر ہی لعد تساوی الاقدام
مذکور اور نیز خصائص اور عوارض شخصیہ بموجب نص قرآنی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض
الایۃ اور موافق اخبار و آثار اندریں باب سی قطعًا حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ
واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از قبیل حمیل السیل تقسیم کہاں ہیا ًا منتورًا ہی فلہذا تمثیل عکوس و شعہ وغیرہا مانند تقطیعات
وسوب وغیرہا امور منضبطہ سی ہیں نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد قرار داد
واسطہ فی العروض ہونے کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل فضول ہیں اور غیر منطبق
واللہ اعلم فقط اس پنجاہ و ہفتم قسط اس واسطہ فی العروض اور بلکہ یہ فضیۃ معقولیۃ
کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف فضیۃ معقولیۃ ہی جیانکہ اسکی تصریح اقوال کبار سی
کشاف اصطلاحات الفنون مذکور ہیں مرقوم ہی اور میری نزدیک البتہ یہ آیۃ شریف
قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا الایۃ بذریعہ
حرف واو عاطفہ جو نابع اور متبوع متحد النسبۃ فی الحکم ہوتی ہیں یعنی ہر دو نور مجعول مستقل ہیں
خواہ لکور جعل مرکب خواہ البسیط اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نور کو ضیاء سی عام کیا ہے
پس ہر گاہ اپنی عمومیۃ ضمن میں بدون ضمن خصوصیۃ پایا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود
ہے نہ عرضی الوجود مستفاد الوجود پس نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور نہ اضافت
نور القمر اور ضیاء الشمس اضافۃ بیانیہ ہے مبالغۃ لعد قرار و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس
میں درحقیقت افراد جنس غیر نور و ضیاء ہیں اسلئے کہ ہر دو قرص مذکور بدون ضیاء اور نور
سفال محض ہیں فافہم پس تمامہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نفس نفیسہ نبوۃ برابر
ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی بشر فضائل و خصائص اور خصوصیات
اسمیں کیا کلام ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض پس واسطہ فی العروض کا

قسط پنجاہ و ہفتم واسطہ فی العروض

اور قوت اور برکات اور ضعف کا اختلاف بمقتضای محل وضرورت وغیرہ مصالح وقتیہ اور
اسرار حکمیہ ہیں فاروح اصل مطلب اور مفسر مقصد ہیں ثم النور ہو الضوء بالتحقیقہ کما لا یفہم من
شرح اشراق الحکمۃ وقد یقال النور یختص بالمنیر بالواسطۃ والضوء بالمضی بالذات من
کشاف اصطلاحات الفنون پس یہ قول ضعیف ہے بدلالہ لفظ قد اور بر صیغہ مضارع تمریض
کے اور احتمال تلون اور تشقیق کے بسبب بنون صیغہ تمریض کے شق اول ہیں فافہم ہر چند
خلاف اس تحقیق کے دستیاب کسی قول کی از قبیل خرط قتاد ہی مگر بہر حال در صورت تسلیم قضیہ
مقولیہ مذکورہ استدلال سائنہ اوسکی اور بر صادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کے اور بذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ منحصر ہو جانی وصف نبوت کی بالکلیہ ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم ہیں فتبصر قسطاس پنجاہ و ہشتم جاننا چاہئے کہ ہرگاہ خصیص
شخصیہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے منصوص قطعیہ قرآنی وسم باخبار متواترہ
ومشاہیر ونیز بآثار صحابہ کرام واقوال تابعین کبار وجمہ علماء اعلام ومشائخ عظام ظاہر
وباطنیہ مجمع علیہا بیش است بلکہ جمیع امم سالفہ مثل لقب کلیم اللہ ولقب مسیح وروح وخلیفہ وغیرہ
خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فرد احد یکتای میدان خاتمیت من حیث التشخص قطعا ثابت
ہوا اور ساحت امکان سے مرتبہ فعلیہ ہیں آیا نہ اور کسی کے واسطے اور خود سند ہیں جو اثر
مذکور حضرت ابن عباس رض جو بالحق فیہ ہی اوسمیں اس لقب کا کچھ اثر ہی نہیں اور یہ خصوصیت شخصی
موعود موثوق بوعدہ واثقہ صادقہ حضرت حق مطلق جلت سطوتہ وعمت قدرتہ ہوئی گو تحت قدرت
حضرت قادر مطلق جل جلالہ بنظر نفس امکان داخل ہے بنظر اسکی کہ ہر ممتنع بالغیر جو وعدہ اللہ
موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ ہیں سی ہے کہ وہ صادق الوعد کی صفت سی بکمال ذاتی متصف ہی
وہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ منجملہ ممکنات ہیں سے ہیں بالضرور ممکن بالذات
ہوتا ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ہر ممکن عین کو خارج ہیں موجود ہو لیسا ممکنات قطع نظر ممتنع بالغیر
ہونے سے فی انفسہا کبھی موجود بوجود خارجی نہیں ہوتی خواہ متعلق بواجب ہوں خواہ متعلق

اور نزول اور تراکت اور ضعف کا اختلاف بمقتضای محل و ضرورت وغیرہ مصالح وقتیہ اور
امور حکمیہ میں قادح اصل مطلب اور مقصد نہیں ثم النور ہو الضوء بالحقیقۃ کما یفہم من
شرح اشراق الحکمۃ وقد یقال النور یختص بالمنیر بالواسطۃ والضوء بالمضی بالذات من
کشاف اصطلاحات الفنون پس یہ قول ضعیف ہے بدلالہ لفظ قد اور یہ صیغہ مضارع تمریض
کے اور احتمال تلفیق اور تشقیق کے بسبب بنوں صیغہ تمریض کے شق اول میں فافہم ہر چند
خلاف اس تحقیق کے دستیاب کسی قول کی از قبیل خرط القتاد ہی مگر بہر حال در صورت تسلیم قضیہ
مقولیہ مذکورہ استدلال سابق اور صادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کے اوپر ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ منحصر ہونا بی وصف نبوت کی بالکلیۃ ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم میں فقط **قسطاس نجاہ و ہشتم** جاننا چاہئے کہ ہرگاہ خصیصہ
شخصیہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے منصوص قطعیہ قرآنی و سہم باخبار متواترہ
و مشاہیر و نیز آثار صحابہ کرام و اقوال تابعین کبار و جمہ علماء اعلام و مشائخ عظام ظاہر
و باطنیہ مجمع علیہا بیش امۃ بلکہ جمیع امم سابقہ مثل لقب کلیم اللہ و لقب مسیح و روح و خلیفہ وغیرہ
خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فرد واحد یکتای میدان خاتمیۃ من حیث التشخص قطعاً قائم
ہوا اور ساحت امکان سے مرتبہ فعلیۃ میں آیا نہ اور کسی کے واسطے اور خود سند میں جو اثر
مذکور حضرت ابن عباس رض جو بالخ فیہ ہی اوسمیں اس لقب کا کچھ اثر ہی نہیں اور یہ خصوصیۃ شخصی
وعود موثوق بوعدہ والقہ صادقہ حضرت حق مطلق جلت سطوتہ وعمت قدرتہ ہوئی کو تحت قدرت
حضرت قادر مطلق جل جلالہ بنظر نفس امکان داخل ہے بنظر اسکی کہ ہر ممتنع بالغیر جو وعدہ والقہ
موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ میں سی ہے کہ وہ صادق الوعد کی صفت سی بکمال ذاتی متصف ہی
وہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ بمجملہ ممکنات میں سے ہیں بالغیر و ممکن بالذات
ہوتا ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ہر ممکن کو خارج میں موجود ہو پس ما ممکنات قطع نظر ممتنع بالغیر
ہونے سے فی النفسہا کبھی موجود بوجود خارجی نہیں ہوتی خواہ متعلق بواجب ہوں خواہ متعلق

ہو معاذ اللہ اوسکو کعب علیا اور ید طولی اور باغ قصوی بعنایت الہی و اعانت باری
جلشانہ حاصل ہے جو لائق مقال اس میدان میں سخنہا بالغری اور بیخبری ہی فافہم بالفہم
الالہم فاعتبروا یا اولی الباب ولا تحتبر کافی بذالباب فسطاس شخاہ و نہم خلاصہ تقریر نظیر
دربارہ امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین شراح منیر لشبر نذیر جملہ۔ ظاہر ہی کہ وجود باجود
حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم منجملہ سلسلہ ممکنات مخلوقات سے ہے بموجب قول اللہ
قل انما انا البشر مثلکم الایۃ وغیرہ اخبار و آثار بی شمار و اجماع عام و خاص بی تکرار اور مضمون
مشابہ افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیہ سی کہ متحد
الحقایق اور متمیز الشخصیہ ہوتی ہیں پس ہر ممکن بالذات بالضرور تحت قدرۃ واجب بالذات
مطلق ہے من حیث القادریۃ و من حیث المقدوریۃ او ہر گاہ گوشہ امکان سے جو کوئی ایک
فرد ساحت فعلیہ میں حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر منجملہ
افراد ممکنہ بی بالضرور داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور بی جو کہ ساحت فعلیہ
میں حسب ارادہ آیا تہا از قبیل ممتنع بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر الممکن ممکن مسلم
الثبوت ہے پس امتناع بالغیر بہ نسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الہی جلشانہ متوجہ نہیں ہوا
ثابت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی بی قایم ہے کریمہ اولم یروا ان اللہ الذی
خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم۔ عدم مذکرہ بلفظ و ہا
کا اکتفا کیا اور پر مذکرہ اوسکی کے اور آیات میں جہا بجہ ضمیر مذکر جو لفظ ہم ہے مشابہ میں
دالّ ہی اور پر ذوی العقول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج جسمین ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم داخل ہے کریمہ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم
فیما لا تعلمون اور کریمہ لخلق یعنی مخلوقین دفع کرتا ہے واہمہ اور وسوسہ تسلسل قوت کو قدرت
مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کریمہ ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم دفع کرتا ہی واہمہ
اور وسوسہ عدم تحفظ کو بعد خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا تو کر دیا ایک دفعہ چون قرار کے

ہو معاذ اللہ منہ اوسکو کسب علیا اور ید طولی اور بلاغ قصوی بعنایت الہی و اعانت باری
جلشانہ حاصل ہے جولانی مقال اس میدان میں سخت بالغری اور بیخبری ہی فافہم
اللہم فاعتبر و یا اولی الباب ولا تحتبر کافی بدالباب فسطاس شاہ و نہم خلاصہ تقریر نظیر
دربارہ امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین شراح منیر لشبر نذیر صلعم ظاہر ہی کہ وجود باجود
حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم منجملہ سلسلہ ممکنات مخلوقات سے ہے بموجب قولہ تعم
قل لئن اجتمعت الانس والجن الایۃ وغیرہ اخبار و آثار بل شہادت و اجماع عام و خاص بلا تکرار اور مضمون
مشابہ افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیہ سی کہ متحد
الحقایق اور متمیز الشخصیہ ہوتی ہیں پس ہر ممکن بالذات بالنظر و تحت قدرۃ واجب بالذات
مطلق ہے من حیث القادریۃ و من حیث المقدوریۃ او ہرگاہ گوشہ امکان سے جو کوئی ایک
فرد ساحت فعلیہ میں حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر منجملہ
افراد ممکنہ بھی بالضرور داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور بھی جو کہ ساحت فعلیہ
میں حسب ارادہ آیا تھا از قبیل ممتنع بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر الممکن ممکن مسلم
الثبوت ہے پس امتناع بالغیر بہ نسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الہی جلشانہ متوجہ نہیں ہوا
ثابت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی بھی قایم ہے کریمہ اولم یروا ان اللہ الذی
خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم۔ عدم تذکرہ بلفظ و ضمایر
کا اکتفا کیا اور پر تذکرہ اوسکی ہے اور آیات میں جہاں کہیں ضمیر تذکیر جو لفظ ہم ہے مثلہم میں
دال ہی اور پر ذوی العقول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج جسمیں ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم داخل ہے کریمہ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم و ننشئکم
فیما لا تعلمون اور کریمہ ولم یعی بخلقہن دفع کرتا ہے واہمہ اور وسوسہ تسلیب قوت کو قدرت
مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کریمہ ولا یؤدہ حفظہما و ہو العلی العظیم دفع کرتا ہی واہمہ
اور وسوسہ عدم تحفظ کو بعد خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا تو کر دیا ایک دفعہ جون توں کر کے

تخصیص اضافہ کی فعلیتہ مین بلکہ علی العموم والشمول للحقیقتہ والانتہا للاضافتہ والاعتبار پہر قایل
ہونا ساتھہ وجود خواتم ستہ کی فعلیتہ مین اگرچہ بالاضافتہ والاعتبار ہی ہو باطل ہے انصاف
شرط ہے پس ساقط ہو گیا اور باطل یہ کہنا اوسکا کہ جایز ہے کہ خواتم ستہ بالاضافتہ موجودہ
بالفعلیتہ ہون بالاضافتہ اسلیے کہ یہ عقیدہ منجر ہوتا ہے طرف وجود خواتم ستہ کی بالفعل
جو نظیر انحضرت صلعم مین ولو اضافتہ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم بالفعل اعنی بالوقوع ممتنع ہے
ولو اضافتہ کیونکہ تناقض صریح ہے فتفکر غایتہ التفکر واللہ اعلم

فصل ششم

متعلق تقریر مشہور بنور افشان آئینہ جانا چاہیے یہہ شبہہ کہ اور انبیا علیہم السلام رسول
اللہ صلعم سی فیض حاصل کر کی اپنی اپنی امتونکو پہونچاتی ہین بیچ مین واسطہ ہین منتقل بالذات
نہین کوئی کمال ذاتی یہ ہین کہتے ہین کچھہ ہے ظل اور عکس محلی ہی ہے یہ تعینیہ مثل نور افشانی آئینہ کی
ہے جو واسطہ ہی آفتاب اور اوسکی دھوپ مین جسکی ذریعہ اور وسیلہ سی اون مواضع پر
جو آفتاب کی مقابل نہین ہین پہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو ہمارے ہی رسول مقبول ہین
اگر اور انبیا مین کمال نبوت آیا ہی تو جناب ختمی کی طرف سی آیا ہے فقط بطور ظل ہے
جانا چاہیے کہ یہہ مثال آئینہ اور نور افشانی اوسکی لچر ہے اثبات مطلب واسطہ فی
العروض ہے حسب مزعوم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جسکا اتصال کامل بتقاریر متنوعہ
ز نگارنگ عقلاً ونقلاً اکثر قسطاس مین مذکور ہے کہ شرعاً یہہ مطلب واسطہ فی العروض ذات
آنحضرت صلعم پر صادق نہین آتا ورنہ اس مسئلہ کا کچھہ اور مطلب ہے تو وہ معلوم ہونا چاہیے
تبھی ہمکو بھی منظور ہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام نہو مانند مطلب واسطہ فی العروض کے پھر ہمارا
کچھہ حرج نہین بلکہ جو کچھہ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلیے کہ خلاف قرار داد جو لازم
آویگا وہ باطل ہے مگر با اینہمہ چند وارد جو وارد ہوتی ہین متعلق بقبول مذکور مذکور ہوتی ہین
مثلاً سرگاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ٹہہری تو کیا معنی کہ
سلسلہ ممکنات مین بالذات عبارت ہی جوہر ہستہ سی کہ جسکی شان یہ ہے کہ معروضیتہ اور موضوعیتہ

تخصیص اضافہ کی فعلیہ میں بلکہ علی العموم والشمول للحقیقۃ والبنا للاضافۃ والاعتبار پھر قابل
ہونا ساتھ وجود خواتم ستہ کی فعلیہ میں اگرچہ بالاضافۃ والاعتبار ہی ہو باطل ہے انصاف
شرط ہے پس ساقط ہو گیا اور باطل یہ کہنا اوسکا کہ جایز ہے کہ خواتم ستہ بالاضافۃ موجودہ
بالفعلیۃ ہوں بالاضافۃ اسلئے کہ یہ عقیدہ منجر ہوتا ہے طرف وجود خواتم ستہ کی بالفعل
جو نظیر آنحضرت صلعم میں ولو اضافۃ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم بالفعل اعنی بالوقوع ممتنع ہے
ولو اضافۃ کیونکہ تناقص صریح ہے فتفکر غایۃ التفکر واللہ اعلم

فصل سی ششم

متعلق تقریر مشہور بنور افشان آئینہ جانا چاہیئے یہ شبہہ کہ اور انبیا علیہم السلام رسول
اللہ صلعم سی فیض حاصل کر کی اپنی اپنی امتیونکو پہونچاتی ہیں ہیچ میں واسطہ ہیں منتقل بالذات
نہیں کوئی کمال ذاتی یہ ہیچ کچھ ہے ظل اور عکس محمدی ہے یہ تعینیہ مثل نور افشانی آئینہ کی
ہے جو واسطہ ہی آفتاب کے اوسکی دھوپ ہیں جسکی ذریعہ اور وسیلہ سی اون مواضع پر
جو آفتاب کی مقابل نہیں ہیں پہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو تمہاری ہی رسول مقبول ہیں
اگر اور انبیا ہیں کمال نبوت آیا ہی تو جناب ختمی کی طرف سی آیا ہے فقط یہ بطور زایل ہے
جانا چاہیئے کہ یہ مثال آئینہ اور نور افشانی اوسکی لچینہ اثبات مطلب واسطہ فی
العروض ہے حسب مزعوم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جسکا استیصال کامل بتقاریر متنوعہ
ازگار نگ عقلاً و نقلاً اکثر مقاصد میں مذکور ہے کہ شرعاً یہ مطلب واسطہ فی العروض ذات
آنحضرت صلعم پر صادق نہیں آتا ورنہ اس مسئلہ کا کچھ اور مطلب ہے تو وہ معلوم ہونا چاہیئے
ہمکو بھی منظور ہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام نہو مانند مطلب واسطہ فی العروض کے پھر ہمارا
کچھ حرج نہیں بلکہ جو کچھ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلئے کہ خلاف قرار داد جو لازم
آوے گا وہ باطل ہے مگر بایں ہمہ چند وارد ہوتی ہیں متعلق بقول مذکور مذکور ہوتی ہیں
مثلاً ہرگاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ٹھہری تو کیا معنی کہ
سلسلہ ممکنات میں بالذات عبارت ہی جوہر ہستہ سی کہ جسکی شان یہ ہے کہ معروضیہ اور موصوفیہ

بالذات ہی اور بالعرض ہی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض ہی ہو کا ہے پر مگر متعارف
شایع ذایع ہو گیا ہے اسلئے کہ مقتضای جوہر تینہ یہ تہا کہ دو وصف ہون ایک وصف
متعلق بجوہر اور دوسرا متعلق بعرض پس فی ذات حضرات دیگر انبیا علیہم السلام کو نہ قابل
وصف موصوفیتہ و معروضیتہ رکہا نہ قابل وصف عرضیتہ رکہا بلکہ ایک امور آلیتہ مین سے بموجب
مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراد نظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کردیا
مثل ناو دان فیض کے واسطی امتہ کی پس بموجب اسکی توفی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید
رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آلیتہ کو حصول وصف مین کچہہ شرکت نہین بلکہ بنظر
غایر ترسلیم مشتبہہ سا تہہ مطلب واسطہ فی الثبوت بہی انہین متحقق آرہے سبب کامل بہی
نہین چہ جاکہ واسطہ فی العروض اور فی الثبوت پس حسب مزعوم اور انبیا مین نہ کوئی کمال
ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرات دیگر انبیا علیہ السلام کمالات مستقل بالذات
ہین اور تفاوت مراتب بالتشخص فی خاص اور چیز ہے بموجب قول حق سبحانہ و تبارک۔
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیتہ ای فضلنا بعضہم علی بعض بخصائص و راء اصل الرسالتہ ۱۲
من فحلا صتہ النقاسیر ۱۲ بان خصصناہ بمنقبتہ لیست لغیرہ منہم ۱۲ بیضاوی۔ بالخصائص و راء
الرسالتہ لا ستوائہم فیہا کالمؤمنین یستوون فی صفتہ الایمان و یتفاوتون فی الطاعات ۱۲ مدارک
مگر یہان یہ امر بالضرور ہے کہ بعد لوتجہہ کمال وحی کے بالاستقلال جو کچہہ نصیبہ اور حصتہ نفس وجود
مین یا حصول صفات زایدہ مین مثل نبوت وغیرہ نسبت انبیا اور ولایت اور قربتہ نسبت
اولیا اللہ اور ملایکہ مقربین و کروبیین سکان خطایر قدس بموجب لولاک لما اظہرت الربوبیتہ
وہ سب پرتوہ ذات سرد فتر افراد وجود ہی ہے اسمین کچہہ شک نہین پس واسطہ اس مطلب
کے ایراد مثال واسطہ فی العروض مصطلح نیز انہین جو موروث وحشت اہل اسلام ہے علی ہذا القیاس
مثال آئینہ وغیرہ بیجا ہے بقول شاعر ؎ اے ذات تو سرد فتر افراد وجود ہا ہر لا و نبود
را زبودی تو نمود ہا صحیح ہے والا پہر وہ ہی خرابی لازم آتی ہین کہ ذات دیگر انبیا علیہ السلام

بالذات ہی اور بالعرض ہی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض ہی ہو گا ہے پر متعارف
شایع ذایع ہو گیا ہے اسلئے کہ مقتضای جوہر تنبیہ یہ تھا کہ دو وصف ہوں ایک وصف
متعلق بجوہر اور دوسرا متعلق بعرض پس ذوات حضرات دیگر انبیا علیہم السلام کو نہ قابل
وصف موصوفیتہ و معروضیتہ رکھا نہ قابل وصف عرضیتہ رکھا بلکہ ایک امور آلیتہ میں سے بموجب
مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراد نظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کر دیا
مثل ناودان فیض کے واسطی آئینہ کی پس بموجب اسکی توفی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید
رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آلیتہ کو حصول وصف میں کچھ شرکت نہیں بلکہ بنظر
غایر تر سلیم مشتبہ ساتھ مطلب واسطہ فی الثبوت ہی نہیں محض آلہ ہے سبب کامل ہی
نہیں چہ جاکہ واسطہ فی العروض اور فی الثبوت پس حسب مزعوم اور انبیا میں نہ کوئی کمال
ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرات دیگر انبیا علیہ السلام کمالات مستقل بالذات
ہیں اور تفاوت مراتب بالتشخص فرد خاص اور جزیرے بموجب قول حق سبحانہ و تبارک۔
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیتہ ای فضلنا بعضہم علی بعض بخصائص اوصاف الرسالتہ ۱۲
من خلاصتہ التفاسیر ۱۲ بان خصصناہ بمنقبتہ لیست لغیرہ منہم ۱۲ بیضاوی۔ بالخصائص اوصاف
الرسالتہ لاستوائہم فیہا کالمؤمنین یستوون فی صفتہ الایمان و یتفاوتون فی الطاعات ۱۲ ادارک
مگر ہاں یہ امر بالضرور ہے کہ بعد لوتجہ کمال وحی کے بالاستقلال جو کچھ نصیبہ اور حصتہ نفس وجود
میں یا حصول صفات زایدہ میں مثل نبوت وغیرہ نسبت انبیا اور ولایت اور قربتیہ نسبت
اولیا اور ابرار اور ملایکہ مقربین و کروبیین سکان حظایر قدس بموجب لولاک لما اظہرت الربوبیتہ
وہ سب پر تو ذات سرد فتر افراد وجود ہی ہے اسمیں کچھ شک نہیں پس واسطہ اس مطلب
کے ایراد مثال واسطہ فی العروض مصطلح میں نہیں جو مورث وحشت اہل اسلام ہے علی الاطلاق
مثال آئینہ وغیرہ بیجا ہے بقول شاعر ؎ اے ذات تو سرد فتر افراد وجود ہا ہر لا دو نمود
را زبودی تو نمود ہا صحیح ہے والا پھر وہ ہی خرابی لازم آتی ہیں کہ ذات دیگر انبیا علیہ السلام

منصب نبوت مین شریک ہین اولئکہ واولوئکہ افراد اور چیز ہے اور مغایرت افراد
اور چیز ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیم کے علی قدر المراتب ہر یک جزئی خاص سب ہی ہین کچھہ انحصار جن والنس ملک پر
نہین تمام مخلوقات عالم شہود و موالید ثلثہ کیا اور عالم غیب جنت وحور وقصور وعالم
برزخ مستفید ہین اسلئے کہ صورت وجود خود ہر یک نے بطفیل آنحضرت صلعم ہی پائی ہے
ہیدا السراعلم وعلمہ اتم واحکم الحذر الحذر فشرط اس شخصیت وتعلم دہوکا نہو کہ خاتم
امر اضافی ہے بے مضاف الیہ کی متحقق نہین ہوسکتا سو جسقدر مضاف الیہ ہونگی اوسیقدر
افزایش ہوگی مانند بادشاہیت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزایش
پر اوسکی افزایش اور عظمت اور ترقی موقوف ہے ہان کوئی نادان آج کل کے
نوابون کو دیکھکر دہوکا کہاوی اور کہی کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہین ایسے
ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہین اوسکی ترقی اور
افزایش کے لئے کثرت انبیاء ضرور نہین فقط اسواسطے کہ لفظ خاتم وارد کلام اللہ شریف
مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہہ امر مسلم ہے کہ جسقدر مضاف الیہ انبیاء ہونگے
اوسیقدر افزایش عظمت متصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتھہ کوئی بھی اوزان نہین ہیگا
برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا مین ہون یا طبقات سافلہ مین یا سب طبقات مین ہون
نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو ضرورۃ داعی ہو
طرف ایجاد خواتم کے واسطے ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزایش مذکور کے
جسکی خود کلام شہہ مین صراحۃ ہے اس فقرہ مین کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہین
یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحۃ ہے اوس فقرہ مین نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے
کہ ترقی افزایش ہے درصورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود
کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ اوسمین قلت ظاہری جو

منصب نبوت مین شریک ہین اولیٰ واولویہ افراد اور غیر ہے اور مغایرت افراد
اور غیر ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیم کے علی قدر المراتب ہر یک جزئی خاص سب ہی ہین کچھ انحصار جن والنس ملک پر
نہین تمام مخلوقات عالم شہود و موالید ثلثہ کیا اور عالم غیب جنت وحور وقصور و عالم
برزخ مستفید ہین اسیلئے کہ صورت وجود خود ہر یک نے بطفیل آنحضرت صلعم ہی پائی ہے
ھذا والسر اعلم وعلمہ اتم واحکم الحذر الحذر فشرط اس شخصیت وعظیم ہونیکا نہونا خاتمہ
امر اضافی ہے بے مضاف الیہ کی متحقق نہین ہوسکتا سو جسقدر مضاف الیہ ہونگی اوسیقدر
افزایش ہوگی مانند بادشاہیت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزایش
پر اوسکی افزایش اور عظمت اور ترقی موقوف ہے ہان کوئی نادان آج کل کے
نوابون کو دیکھکر یہ کہا کہا وی اور کہی کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہین ایسے
ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہین اوسکی ترقی اور
افزایش کیلئے کثرت انبیاء ضرور نہین فقط اسواسطہ کہ لفظ خاتم وارد کلام اللہ شریف
مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہہ امر مسلم ہے کہ جسقدر مضاف الیہ انبیاء ہونگی
اوسیقدر افزایش عظمت متصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتھہ کوئی بھی اوزان نہین ہیچ
برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا مین ہون یا طبقات سافلہ مین یا سب طبقات مین ہون
نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو ضرورۃ داعی ہو
طرف ایجاد خواتم کے واسطی ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزایش مذکور کے
جسکی خود کلام شہہ مین صراحۃ ہے اس فقرہ مین کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہین
یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحۃ ہے اوس فقرہ مین نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے
کہ ترقی افزایش ہے درصورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود
کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ اوسمین قلت ظاہری جو

ہین کسقدر تشدد کرتے ہین حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہین کرتے جب تک کہ قابل تکفیر نہو اور نہ انکار زمینون کا کرتے ہین البتہ اختلاف ہی اقسام طبقات مین سو اوسکا نام انکار نہین نیہہ اختلاف متوارث ہے سالفاً عن سالفٍ اگرچہ ترجیح ہے خلو بین الطبقات کو سو یہہ تکثر اوسپر موقوف نہین چنانچہ بعض قسطاس مین مذکور ہوچکا اور نہ وہی کسی کی آنکھہ ناک کیطرف لحاظ کرتے ہین اور نہ اونکا کام اتہام ہے نسبت کسیکی مگر بموجب کریمہ وذکر فان الذکری تنفع المومنین بطور موعظہ حسنہ بلیغہ و اشتکاف اظہار کرنے کے موافق کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن اور نیز فاصدع بما تومر حسبتہ للہ بری المعہدہ ہوتی ہین فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم الحذر الحذر قسطاس شعبہ ۲۲ دوم

اگر یہ شبہہ کیا جاوی کہ سلسلہ نبوت متسلسل بدو سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت اور لحوق ہے جو عبارت ہی ماضی اور مستقبل سے تو بدایہ سلسلہ نبوت بدین اعتبار جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی ہے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے یعنی طبقہ ارض علیا تاکہ یہہ امر صادق آوی کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم حقیقی کے ختم ہووی جیسیکہ یہان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اوپر ختم ہوا اور غایت اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق زمانی اور ساق مکانی ایکا نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہوکر موجب تشکل مثلثی ہون تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمین و زمان حاصل ہو فقط پس جانا چاہیئے کہ یہ شبہہ بدبنظور بر طرف ہے کہ ہرگاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم بطرح پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہوا تو پھر دو اسطہ وجود خواتم ستہ کی گنجایش نرہی کہ ظاہر ہے یہان کے سلسلہ کے بھی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل ہے اور وہان کے سلسلہ کے بھی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی ہوگا

مین کسقدر تشدد کرتے ہین حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہین کرتے جب تک کہ قابل تکفیر نہو اور منکار زمینون کا کرتے ہین البتہ اختلاف ہی اقسال طبقات مین سو اوسکا نام انکار نہین نہ یہہ اختلاف متوارث ہے سالفا عن سالف اگرچہ ترجیح ہے مخلوبین الطبقات کو سو یہہ تکثر اوسپر موقوف نہین چنانچہ بعض قسطاس مین مذکور ہو چکا اور نہ وہی کسی کی آنکھہ ناک کیطرف لحاظ کرتے ہین اور نہ اونکا کام اتہام ہے نسبت کسیکی مگر بموجب کریمہ وذکر فان الذکری تنفع المومنین بطور موعظہ حسنہ بلیغہ واشگاف اظہار کرکے موافق کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن اور نیز فاصدع بما تومر حسبتہ للہ سری المعہدہ ہوتی ہین فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واسلم الحذر الحذر قسطاس ششمست دوم

اگر یہ شبہہ کیا جاوی کہ سلسلہ نبوت متسلسل بدو سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت و لحوق ہے جو عبارت ہی ماضی اور مستقبل سے تو بدایہ سلسلہ نبوت بدین اعتبار جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی سے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے یعنی طبقہ ارض علیا تک تاکہ یہہ امر صادق آوی کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم حقیقی کے ختم ہووی جیسے کہ یہان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اوپر ختم ہوا اور غایت اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق زمانی اور ساق مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہو کر موجب تشکل مثلثی عون تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمین و زمان حاصل ہو فقط پس جان نا چاہیے کہ یہ شبہہ بدو بنظور بر طرف ہے کہ ہرگاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم ہر طرح پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہوا تو پھر واسطہ وجود خواتم ستہ کی گنجایش نرہی کہ ظاہر ہے یہان کے سلسلہ کے بھی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل ہے اور وہان کے سلسلہ کے بھی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی ہو گو

کے اور وجود باجود سرد فتر افراد وجود سے زمان و مکان کو کیا ملکہ کون و مکان کو
شرف حاصل ہوا اور کریمہ منتشر ابرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین بشارت زمانی
ہے نہ مکانی یعنی آدمی بعد زمان میری کی نیامہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع
سلسلہ ساق مکانی مین لحاظ فوق و تحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے
ہوا اور منہی تحت کی شکل کرہی بسبب خطوط متساوی المسافۃ مخرجہ از مرکز تا منتہی کرہ
ہر جانب متصور ہے یعنی ہر ہر نقطہ منتہی خطین مستقیم اداور لیاقت تحت ہونے کی اور فوق
ہونے کی رکھتا ہے بسبب اسکی کہ حماس ما بہ التحت و الفوق ہر ہر نقطہ ہے اور علی ہذا القیاس
ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہین پس سوای
ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہین ہوسکتی اور استحالہ تداخل ساقین علاوہ
برین ہے ۔ ہرگاہ کہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی
کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل مین ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کے
اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اوس حرکت کے لئے کوئی مقصود
اور غایۃ بھی خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہئے کہ وہ حرکت وہان منتہی ہوا اور وہ مراد ہوئی
نقطہ ذات محمدی سے صلعم جو کہ موصل ظاہر و ساق زمانی اور مکانی کا بمنزلہ زاویہ کے
اور قاعدہ اس مثلث کا بظاہر نہین معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے تو کچھ بحث
نہین ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچنا اوسکا موصل تک
یعنی اوس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلعم ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق
مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ تحرک ضرور نہین وضع ترتیب نقطات
امکنہ مندرجہ سلسلہ مکانی کے اس ہیئت کذائی پر بطور امر ابتدائی کے سری ہی سے
بدین طرز واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچی تو رفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی امر تدریجی
ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطی اوسکی ثابت ہوتے ہین یعنی مکان

کے اور وجود باجود سرور فخر افراد وجود سے زمان و مکان کو کیا بلکہ کون و مکان کو
شرف حاصل ہوا اور کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین بشارت زمانی
ہے نہ مکانی یعنی آدمی بعد زمان میری کی نہ یہہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع
سلسلہ ساق مکانی مین لحاظ فوق و تحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے
ہوا اور منتہی تحت کی شکل کرہی مین بسبب خطوط متساوی المسافۃ مخرجہ از مرکز تا منتہی کرہ
ہر جانب متصور ہے یعنی ہر ہر نقطہ منتہی خاص مین استعداد اور لیاقت تحت ہونے کی اور فوق
ہونے کی رکھتا ہے بسبب اسکی کہ مماس مابہ التحت والفوق ہر ہر نقطہ ہے اور جانب القابل
ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہین پس سوای
ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہین ہوسکتی اور استحالہ تداخل ساقین علاوہ
برین ہے ۔ ہرگاہ کہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی
کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل مین ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کے
اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اوس حرکت کے لئے کوئی مقصود
اور غایتہ بھی خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہئی کہ وہ حرکت وہان منتہی ہوا اور وہ مراد ہوئی
نقطہ ذات محمدی سے صلعم جو کہ موصل ظاہر دو ساق زمانی اور مکانی کا بمنزلہ زاویہ کے
اور قاعدہ اس مثلث کا نظاہر نہین معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے تو کچھہ بحث
نہین ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچنا اوسکا موصل تک
یعنی اوس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلعم ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق
مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ تحرک ضرور نہین وضع ترتیب نقطات
امکنہ مدارجہ سلسلہ مکانی کے اس نہج پر کہ ذکر ہوئی بطور امر ابتدائی کے سری ہی سے
بدین طرز واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچی تو رفع اسکا یہہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی امر تدریجی
ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطی اوسکی ثابت ہوتے ہین یعنی مکان

خداوندی ہی یہ ہین کہ زمانہ ایک امر متحرک ہے اور پیدا ہے بارادہ خداوندی
تو فہا وارنا اگر اطلاق حرکت اور پر ارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصد اور حرکت ہی چاہیئے
نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیالی سے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
کہ مراد معنی سابق ہی ہونگی ایسا بھی کیا اندیشہ ہے کہ ایسے معنی مراد ہون آخر
فاضلانہ شبہہ ہین نہ عوام کے غالبًا یہ عبارت محمول تغلیط کاتب یا سبقت قلمی ہے
یا عجلت جو مانع تدبر ہے اور یہ نقصیر اور پر ہر دو معنی مکان کے درست اور چسپت ہی
معنی متعارف جو خارج ہین نظر عوام ہین ہین اور نیز معنی مصطلح اہل علم متکلمین رحمہم اللہ
اور حکما رمعنی سطح باطن اور معنی بعد مجرد کیونکہ مکان ہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہیں بخلاف
زمان کے کہ وہ متحرک ہے ہے فقط واللہ اعلم و علمہ احکم و ارزن و احکم رتقن الجزار النجار

قسطاس شصت و سوم اگر یہ شبہہ وارد ہو کہ کمال نبوت کو کی امر بسیط نہیں
بدلیل اس حدیث شریف کی الرؤیا جزء من ستۃ واربعین جزءًا من النبوۃ اور تمثیل دیگر
ساتھہ جمال کے جو امور کثیرہ پر موقوف ہے مثل حصول جمال بسبب ہیئۃ اجتماعی اعضای
ضروریہ علی ہذا القیاس حصول کمال نبوت بھی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کمالات
کے ہوتا ہے تو پس یہ شبہہ بدستور برقرار ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت
ہے مجازًا نہ حقیقۃ کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیئیس ۲۳ سال ہی باعتبار
زمان حیات شریف اور زمان رویا صالحہ جو کہ بر از نبوت اور مبادی نبوت تھا
وہ چھہ ماہ رہا جیسا کہ اس پارہ حدیث شریف ثم جاور الحق مثل فلق الصبح بین کہ اداء
اوس سے وحی ہے دلالۃ صریح ہے اور چھہ ماہ کو نسبت ساتھہ تیئیس سال کے
نسبت حصہ چھیالیسوین کے ہے جیسا کہ یہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ سے حضرت شاہ
شہرۂ آفاق حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ سی سنی پس در اصل تجزی کمال

خداوندی ہی یہ ہین کہ زمانہ ایک امر متحرک ہے اور پیدا ہے بارادہ خداوندی
توقبہا وارلا اگر اطلاق حرکت اور پر ارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصد اور حرکت نہی چاہیئے
نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیالی سے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
کہ مراد معنی سابق ہی ہونگی ایسا بھی کیا اندیشہ ہے کہ ایسے معنی مراد ہون آخر
فاضلانہ شبہہ ہین نہ عوام کے غالبًا یہ عبارت محمول لغاطی کاتب یا سبقت قلمی ہے
یا عجلت جو مانع تدبر ہے اور یہ نقشہ اوپر ہر دو معنی مکان کے درست اور حسب ہی
معنی متعارف جو خارج ہین نظر عوام ہین ہین اور نیز معنی مصطلح اہل علم متکلمین رحمہم اللہ
اور حکما رمعنی سطح باطن اور بمعنی البعد مجرد کیونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہین بخلاف
زمان کے کہ وہ متحرک ہے ہے فقط واللہ اعلم وعلمہ احکم واتقن واحکم رمتن البخار الجدید

قسطاس ششصت وسوم اگر یہ شبہہ وارد ہو کہ کمال نبوت کوئی امر بسیط نہین
بدلیل اس حدیث شریف کی الرجل یاخذ من ستۃ واربعین جزءًا من النبوۃ اور تمثیل دیتا ہے
ساتھہ جمال کے جو امور کثیر پر موقوف ہے مثل حصول جمال بسبب ہیئۃ اجتماعی اعضای
ضروریہ علی ہذا القیاس حصول کمال نبوت بھی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کمالات
کے ہوتا ہے تو بین شبہہ بدینطور پر کران ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت
ہے مجازًا نہ حقیقۃ کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیئیس ۲۳ سال ہی باعتبار
زمان حیات شریف اور زمان رویا صالحہ جو کہ بر داز نبوت اور مبادی نبوت تہا
وہ چھہ ماہ رہا جیسا کہ اس پارہ حدیث شریف ثم جاور الحق مثل فلق الصبح بین کہ اور
اوس سے وحی ہے دلالۃ صریح ہے اور چھہ ماہ کو نسبت ساتھہ تیئیس ۲۳ سال کے
نسبت حصہ چھیالیسوین ۴۶ کے ہے جیسا کہ یہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ سے حضرت شیخ
شہرکہ آفاق حضرت مولا محمد اسحاق قدس سرہ سی سنی پس در اصل تجزی کمال

یعنی المومنین باعتبار مصداق کے بعض مواد ہیں نہ باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مفہوم
اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرضکہ یہ سب امور مذکورہ مجازی ہیں اعتقاد
کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کاربراری نہیں ہو سکتی ہاں مگر یہ امر
مسلم ہے کہ ہیئۃ اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہار متصور ہے اور ظاہر ہے
کہ سوابق اور لواحق شے اور مبادی اور مقاطع اجزائی مرکب بھی انہیں ہیں جیسے
جاکہ اجزائی بسیط ہوں کہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
والا در صورت ایتان صرف قول لا الہ الا اللہ تصدق واذعان کہ جس سے ایمان
منعقد ہوا کرتا ہے کہ جزو افضل ہے اور شعبہ اعلی بموجب حدیث شریف مذکور کے
بدون ایتان دیگر امور مذکور معلومہ منصوصہ کے معتبر نہو تا قابل نجات نہو حالانکہ من
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مروی صحیح ہے مانند رسن بافتہ مشتمل اجزائے کثیرہ کے
بدون ہیئۃ تالیفی اور ترکیبی کے درباره حصول مطلب مثلاً اسپ و بیل وغیرہ ہرگز ہرگز
موثر نہو پس بدیں کسی جزو کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھنا
ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً در باره اصحاب بدر رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
کہ اطلاق حکم جواز کی حق ہیں من حیث المجموع ہو امثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال
جو روایات وارد صحاح ہیں علی ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ ہیں اور سکوا دس ہیئۃ
بہ ملحوظ رکھنا چاہئے نہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہئے انسا ستا اور پڑھا ہے استاذ
سے رحمہم اللہ اجمعین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
ہوا کہ امر بسیط ہے مگر متحقق ہے رونق اور بہار کو جو موقوف ہے اوپر تکمل شعبہ ہائی
ایمان کے جو کہ مقصود ہیں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت کی نہ اصل
قوام ایمان ہیں بخلاف رو بار صالحہ کے نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

یعنی المومنین باعتبار مصداق کے بعض موارد میں نہ باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مفہوم
اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرضکہ یہ سب امور کو مجازی ہیں اسقدر
کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کاربراری نہیں ہو سکتی ہاں مگر یہ امر
مسلم ہے کہ ہیئۃ اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہار متصور ہے اور ظاہر ہے
کہ سوابق اور لواحق شے اور مبادی اور مقاطع اجزاء شی مرکب بھی انہیں ہیں جیسے
جاکہ اجزاء شی بسیط ہوں کہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
والا در صورت ایمان صرف قول لا الہ الا اللہ بصدق واذعان کہ جس سے ایمان
منعقد ہوا کرتا ہے کہ خود افضل ہے اور شعبہ اعلی بموجب حدیث شریف مذکور کے
بدون ایمان دیگر امور مذکورہ معلومہ منصوصہ کے معتبر ہونا قابل نجات ہونا حالانکہ من
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مروی صحیح ہے مانند رسن بافتہ مشتمل اجزاء کثیرہ کے
بدون ہیئۃ تالیفی اور ترکیبی کے درباره حصول مطلب مفید اسپ و بیل وغیرہ ہرگز ہرگز
موثر نہو بوسیلہ کسی جزء کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھتا
ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً درباره اصحاب بدر رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
کہ اطلاق حکم جو انکی حق میں من حیث المجموع ہو مثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقد
جو روایات وارد صحاح ہیں علی ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ میں اوسکو من حیث
یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے نہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہیئے ایسا سنا اور پڑھا ہے استنادہ
سے رضی اللہ عنہم اجمعین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
ہوا کہ امر بسیط ہے مگر مقتضی ہے رونق اور بہار کو جو موقوف ہے اوپر تکمیل شعبہ ہائی
ایمان کے جو کہ مقصود ہیں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت کی نہ اصل
قوام ایمان میں بخلاف رونق بہار صالحہ کے نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

سو بظاہر سق اخیر خوش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہیں نفس انداز نبوت سے جس میں
پر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الا با عتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ تعر
تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض بسبب کمالات منضمہ کے ہے جو اصل قوام نفس مابہ
نبوت میں داخل نہیں یہہ امر آخر ہے یہ از قبیل سوابق نعم اور لواحق نعم ہے پس بہر
حال شق اول یعنی صفحہ موضحہ مراد ہے محصول الکلام یعنی ہر نبوت فی نفسہ کامل ہی ہوتی
ہے نہ ناقص جو منجملہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات تامل ہر دو معنی واحد ہی پس
حاصل مطلب یہ ہوا کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امر بسیط ہے تجزی پذیر نہیں
فی نفسہ یعنی اصل سنخ قوام ماہیہ میں گو با عتبار کسی امر خارجی کے جو کہ داخل ہیں مقاصد
میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ از دیاد رونق اور بہار اور ترقی اور زیبائش
کے تجزی تجویز کر کے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیجاوے مگر رؤیا صالحہ تو اس
مطلب سے بمراحل منازل دور ہیں کیونکہ از قبیل مبادی ہیں اونکا تو دخل ہی
نہیں اس قسم کی تجزی مذکور میں پس تجزی رؤیا صالحہ سے تجزی نبوت ہرگز لازم نہیں
آتی اور حالانکہ تجزی رؤیا صالحہ ہی دراصل نہیں بلکہ تجزی زمان رؤیا صالحہ ہی
اور تجزی خاتمیت تو کہاں جو چوتھے درجہ میں ہے کیونکہ اول درجہ تجزی زمان
دوم تجزی رویا صالحہ سوم تجزی نبوت چہارم تجزی خاتمیت اور قطع نظر اس
سے غرض تجزی نبوت سے تعدد اور تکثر انبیاء تھا اور تعدد انبیاء سے تعدد خواتم جو
مطلب اہل اشتیاد ہے سو بالفرض بفرض محال بصورت تسلیم تجزی نبوت تجزی
خاتمیت جو حسب مزعوم اونکی مستلزم اور مساوق ہے تعدد خاتمیت اور تکثر خواتم
کو بنظر اسکی کہ آخر ذکر نبوت خاتمیت کا ہے تب بھی اسکا حصول محال ہے بموجب ان
دلایل کو مثل ادلہ جلایل کے جو از ابتدا تا انتہا مذکور ہو چکی کہ دلستی مہ قسا طلبیں مشحون و متملی افروزی و افروزی
پس اب کوئی ضرورۃ عقلی نہیں کہ انبیاء کثیر ہوں تو خاتم بھی کثیر ہوں کما ذکرنا فافہم وما علینا الا البلاغ المبین اخذ

سو بظاہر سق اخیر خدوش ہے کیونکہ کوئی ثبوت ناقص نہیں نفس انداز ثبوت سے جس میں
یہ حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ تعر
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض بسبب کمالات منضمہ کے ہے جو اصل قوام نفس مائیہ
ثبوت میں داخل نہیں یہہ امر آخر ہے یہ از قبیل سوابق نعم اور لواحق نعم ہے پس بہر
حال شق اول یعنی صفحہ موضحہ مراد ہے محصول الکلام یعنی ہر ثبوت فی نفسہ کامل ہی ہوتی
ہے نہ ناقص جو منجملہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات آل ہر دو معنی واحد ہی پس
حاصل مطلب یہ ہوا کہ ثبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امر بسیط ہے تجزی پذیر نہیں
فی نفسہ یعنی اصل سنخ قوام مائیہ میں گو باعتبار کسی امر خارجی کے جو کہ دخیل ہیں مقاصد
میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ از دیاد رونق اور بہار اور ترقی اور بڑائی
کے تجزی تجویز کر کے خوشدل بطور طفل تسلی حاصل کیجاوے مگر رؤیا صالحہ تو اس
مطلب سے بمراحل منازل دور ہیں کیونکہ از قبیل صبادی ہیں اونکا تو دخل ہی
نہیں اس قسم کی تجزی مذکور میں پس تجزی رؤیا صالحہ سے تجزی ثبوت ہرگز لازم نہیں
آتی اور حالانکہ تجزی رؤیا صالحہ بھی دراصل نہیں بلکہ تجزی زمان رؤیا صالحہ ہی
اور تجزی خاتمیت تو کہاں جو جوتے درجہ میں ہے کیونکہ اول درجہ تجزی زمان
دوم تجزی رویا صالحہ سوم تجزی ثبوت چہارم تجزی خاتمیت اور قطع نظر اس
سے غرض تجزی ثبوت سے تعدد اور تکثر انبیاء تھا اور تعدد انبیاء سے تعدد خواتم جو
مطلب اہل اشتباہ ہے سو بالفرض بفرض محال بصورت تسلیم تجزی ثبوت تجزی
خاتمیت جو حسب مزعوم اونکی مستلزم اور مساوی ہے تعدد خاتمیت اور تکثر خواتم
کو بنظر اسکی کہ آخر کو ثبوت خاتمیت کا ہے تب بھی اسکا حصول محال ہے بموجب آن
دلایل کہ حسب دلایل کے جو از ابتدا تا انتہا مذکور ہو چکی کہ دلیل منتج مرتب قضایا مشہورہ و مسلمہ فریقین
ہیں اور کوئی ضرورۃ عقلی بھی نہیں کہ انبیاء کثیر ہوں تو خاتم بھی کثیر ہوں کما مر فی قولہ انا السلام المسلمین احمد

نبی نہیں مانند حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اسواسطے کہ ایسا وجود انکا
موجب شرکت مذکور داوقسمت مذکورہ نہیں والا تعریف جامع مانع نہیں رہتی اسواسطے
کہ کوئی شے لوازم اور خصائص جگانہ سے ہرگز پیراستہ نہیں ہوسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
لوازم کی پیراستگی سے فائدہ نہیں ہونے دیتے اور چھوڑ نہیں سکتے اور سرکا نکہ
یہ امر ہو الوخواہ مخواہ جامع اور مانع ہونا چاہئے پس لغو ہوگئی تقریر عبارت دافع الوسواس
کے جو قابل ہوئی ہی مصدق خاتمیتہ اضافیہ کو اور پر ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
وہ عبارت مذکورہ خود قابل شرطنی نبی کی ہوئی ہے تعریف خاتمیتہ اضافیہ میں اور
لزوم استحالہ خلاف قرار داد کا در صورت تسلیم خاتمیتہ اضافیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد ازاں ہر صورت علاوہ برین ہے اسلئے کہ قرار داد
خواتم ستہ ہے نہ خواتم ستہ اور علی ہذا القیاس بموجب اس تحقیق کے یہہ شبہہ اس قسم کے
سب لغو اور ہیچ ہیں مثلاً یہہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے پس اگر یہہ مراد ہے
ختم نبوت سے کہ بعد ظہور ختم نبوت یعنی بعد ظہور خاتم النبیین تب تو صحیح ہے مگر کیا یہہ مفید
مطلب ہمیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ بعد اختتام نبوت تو غلط ہے اسلئے کہ یہہ
نبوت خاتمیتہ مستمر ہے تا قیام قیامت کیا بلکہ بعد دخول جنان بھی اوسکو اختتام نہیں
مگر یہہ امر مانحن فیہ سے لگا دہیں رکھتا بخلاف امر اول کے کہ ظاہر ہے ورنہ اگر انتہاء
نبوت مراد ہے جو ہم معنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہہ سب امور خلاف عقیدہ اسلام ہیں
اور اگر یہہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت باوجود ظہور اس
نبوت خاتم حقیقی کے تمام ہوئی یعنی اور کوئی نبی نیا نہیں ہوسکتا اور اور انبیاء قدیم ہیں
سے باوصف متصف ہونے اوسکے ساتھ وصف نبوۃ کے انتہاء احکام اونکی شریعت
کا جو عبارت ہے نسخ سے تو یہہ امر مسلم الثبوت ہے پس منکر متابعت اہل اوفاء لازم آتا ہے
کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں لقباء زمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

وہی نہیں بالفعل حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اسواسطے کہ ایسا وجود انکا
معرض شرکت مذکور داور قسمت مذکورہ نہیں والا تعریف جامع مانع نہیں ہستی اسواسطے
کہ کوئی شئے لوازم اور خصائص ہیچانہ سے ہرگز پیرا ستہ نہیں ہوسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
لوازم کی پیراستگی سے فائت نہیں ہونے دیتے اور چھوڑ نہیں سکتے اور ہر کا کہ
یہ امر ہو الوتخواہ مخواہ جامع اور مانع ہونا چاہیئے پس لغو ہوگئی تقریر عبارت دافع الوسواس
کے جو قابل سوائے ہی صدق خاتمیۃ اضافیہ کو اور ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
وہ عبارت مذکورہ خود قابل شرطنی نبی کی ہوسکی ہے تعریف خاتمیۃ اضافیہ میں اور
لزوم استحالہ خلاف قرار دادکا در صورت تسلیم خاتمیۃ اضافیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد ازاں بہر صورت علاوہ برین ہے اسلئے کہ قرار داد
خواتم ستہ ہے نہ خواتم سبعہ اور علی ہذا القیاس بموجب اس تحقیق کے یہہ شبہہ اس قسم کے
سب لغو اور ہیچ ہیں مثلاً یہہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے پس اگر یہہ مراد ہے
ختم نبوت سے کہ بعد ظہور ختم نبوت یعنی بعد ظہور خاتم النبیین تب تو صحیح ہے مگر کچھہ مفید
مطلب نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ بعد اختتام نبوت تو غلط ہے اسلئے کہ یہہ
نبوت خاتمیۃ مستمر ہے تا قیام قیامت کیا بلکہ بعد دخول جنان بھی اوسکو اختتام نہیں
مگر یہہ امر مخفی فیہ سے لگا دہنیں رکھتا بخلاف امر اول کے کہ ظاہر ہے والا اگر انتہاء
نبوت مراد ہے جو ہم معنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہہ سب امور خلاف عقیدہ اسلام ہیں
اور اگر یہہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت بوجود ظہور اس
نبوت خاتم حقیقی کے تمام ہوگئی یعنی اور کوئی نبی نیا نہیں ہوسکتا اور اور انبیاء قدیم ہیں
سے باوصف متصف ہونے اوصاف کے ساتھہ وصف نبوۃ کے انتہاء احکام اور انکی شریعت
کا جو عبارت ہے نسخ سے تو یہہ امر مسلم الثبوت ہے پس عکس نقیض اہل اوقاف لازم آتا ہے
کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں لقاء رحمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

آدم علیہ السلام و آخر ہم محمد صلعم فقط پس احقر العباد شیخ محمد تھانوی کہتا ہے جاننا چاہیئے
کہ اکثر قسطاس سوئین جنکو صن قسطاس سنہ ۱۳۰۱ھ میں اسکی چھپ گئی لیکن تاہم مختصر سنا چاہیئے
کہ بعد تو الف لام خاتم النبیین میں استغراقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
بھی تو نبی ہیں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمیۃ الشئی لنفسہ لازم آتی ہے
اور مطلب اضافتہ لغو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین جو واقع فقرہ ولکن رسول اللہ
و خاتم النبیین آیتہ خاتمیۃ میں الف لام مذکور واسطہ عہد کے نہیں بلکہ واسطہ استغراق
کے ہے جسپر دلایل قطعیہ نصوص قواطع ساطعہ اندازہ میں چنانچہ خود وہ دلیل جو موید مطلب
مدعی اول الانبیاء آدم و آخر ہم نبینا محمد صلعم ہے وہ ہماری یہی مطلب کی موید ہے
اسواسطے کہ لفظ الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا بوجہ لازم آنے صدق
علی المطلوب کے یعنی دعوی عین دلیل ہے کہ دعوی اور دلیل میں دونوں میں الف لام عہد کا
ہے اور یہ ضرور ہے کہ دلیل اجلی اور واضح ہو مدعوے سے یہ امر ہے واسطے اغیار
سمجھ گیری کے دعوی اور دلیل میں جو مانع ہو مصادرہ وغیرہ سے اسواسطے کہ عبارت
مذکورہ کتب عقاید میں کوئی سر اختہ نہیں الف لام عہد پر پس ہر دو متساوی الاقدام
ہو کر متہافت ہیں پس متعین ہو مانحن فیہ میں لام استغراق کا اور قطع نظر اس سے جو اور
استحالہ لازم آتے ہیں وہ علاوہ ہیں از انجملہ اگر مراد انبیاء طبقہ ارض عالیا ہے ہوں تو
پہر طبقات سماویہ میں بشرط ضرورت انبیاء اول نبی جو آدم کر مذکور ہوئی کتب عقاید
میں یہ ہی آدم طبقہ ارض عالیا میں یا کوئی اور نہیں یا اور کوئی ہی جو رافع ضرورہ ہو
اگر کوئی نہیں یا وصف ضرورۃ کے تو یہ امر شرعا باطل ہے باکار روائی اور عقل سے
بھی موافق تحقیق صاحب التنبیہ کبیر کی جو قول معتبر ہی سن سا میں چنانچہ تکمیل الایمان وغیرہ میں بھی ہے جیسا کہ
دل سوئین مذکور ہے وہ بھی تخصیص بعض افراد کی ہے ہیں ہیں اور کی بسوئے خذ ما تم عدول تخصیص لغتہ نہیں یا اور لغوی
سے اور دسکا تنبیہ میں ضرورت ہے علی ہذا القیاس

آدم علیہ السلام و آخر ہم محمد صلعم فقط پس احقر العباد شیخ محمد تہانوی کہتا ہے جاننا چاہئے
کہ اکثر قسطاس سوئمین خصوص قسطاس سوئمی و مفہم مین اسکی جرح کی گئی لیکن تاہم مختصر سنا چاہئے
کہ فعل تو الف لام خاتم النبیین مین استغراقی ہی نہین ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
بھی تو نبی ہین اور وہ اس الف لام سے خارج ہین ورنہ خاتمیۃ الشئی لنفسہ لازم آتی ہے
اور مطلب اضافت لغو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین جو واقع فقرہ ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین آیۃ خاتمیۃ مین الف لام مذکور واسطہ عہد کے نہین بلکہ واسطہ استغراق
کے ہے جسپر دلایل قطعیہ نصوص قواطع ساطعہ اندر زمین چنانچہ خود وہ دلیل جو موید مطلب
مدعی اول الانبیاء آدم و آخر ہم نبینا محمد صلعم ہے وہ ہماری ہی مطلب کی موید ہے
اسواسطے کہ لفظ الانبیاء مین الف لام عہد کا نہین ہو سکتا بوجہ لازم آنے عدم مطابقت
علی المطلوب کے یعنی دعوی عین دلیل ہے کہ دعوی اور دلیل مین دونو مین الف لام عہد کا
ہے اور یہ ضرور ہے کہ دلیل اجلی اور واضح ہو دعوے سے یہ اول امر ہے دوسرے اغیار
ہمارے کے دعوی اور دلیل مین جو مانع ہو مصادرہ وغیرہ سے اسواسطے کہ عبارت
مذکورہ کتب عقاید مین کوئی سر اختہ نہین الف لام عہد پر پس ہر دو متساوی الاقدام
ہوکر متہافت ہین پس متعین ہوا مانحن فیہ مین لام استغراق کا اور قطع نظر اس سے جو اور
استحالہ لازم آتے ہین وہ علاوہ ہین از انجملہ اگر مراد انبیاء طبقہ ارض عالیا ہے ہون تو
پھر طبقات سافلہ مین بشرط ضرورت انبیاء اول نبی جو آدم کر ملقب ہوی کتب عقاید
مین یہ ہی آدم طبقہ ارض عالیا مین یا کوئی اور نہین یا اور کوئی ہی جو رافع ضرورہ ہو
اگر کوئی نہین یا وصف ضرورۃ کے تو یہ امر شرعا باطل ہے یا کار روائی نور عقل سے
کی موافق تحقیق صاحب تفسیر کبیر کی جو قول معتبر ہی من باب چنانکہ تکمیل الایمان وغیرہ مین بھی ہے جیسا کہ
مطلب سوئمین مذکور ہوا وہ بھی تخصیص لغو ہوگی کہ ان مین بھی کوئی خاتم بالمعنی المذکور تخصیص لغو نہین یا اور کوئی
سے ارادہ کیا تسلیم ضرور ہے علی ہذا القیاس

ہر صنف کے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جس کی قسام
تمام انبیاء علیہ السلام یوم القیام در دست خاتم النبیین صلعم سپرد کردینگی جو ظہور ہے
بقیہ عامہ کا جو شامل ہے کل افراد لائق الشفاعت کو بلا تخصیص افراد طبقہ علیا صاف
تاریک ہے واسطے عموم بقیہ کا فہ کے ورنہ تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت
صغریٰ سے جو اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر
المراتب اور نیز واسطے امت محمدیہ کے فیما بین اونکی شفاعت سے گی مثل عاصی و شہداء
و صلحاء و حفاظ وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
آتی ہے پھر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطے کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار اور امتیاز
نہیں اور یہ شبہہ کہ ہر گاہ ہر ایک نبی اپنی اپنی امتہ کے شفیع ہوئی تو پھر آنحضرت صلعم کی عموم
بقیہ کیسی متصور ہو سکتی ہے بدیں طور زایل ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ واسطے ہر ایک فرد کے
بلا واسطہ بذات شریف خود متکفل ہوں یہ امر تو در واسطے اپنی امتہ کی بھی نہیں مراد ہی
بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و شیوع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
انبیاء نے بھی یہ رتبہ شفاعت واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہ ہی معنی
اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہر گاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اولوالعزم دست
بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم اس صحابہ غلطی سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلاوینگی
پھر بعد گرہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امتہ کے جرایم مخصوصہ سے
بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلاوینگی پس یہ مطلب قرآن و حدیث ہے قول فاکلان
خصوص بعض اسکی برخلاف ہے فافہم اذ منجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافتہ یہ کلام
محل مدح اور ثناء اور افتخار میں صادر ہوئی ہے اشراد ظہور اور غایتہ اوسکا شفاعت کبریٰ
ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤوس الاشہاد بر سر مجمع اولین اور آخرین مخلوقات تمامہ طبقات
کیا ملایکہ ساری مخلوق حذا حاضر ہوگی پس بصورت عہد حسب مزعوم زاعمین تخصیص

ہر صنف کے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جس کی قیام
تمام انبیاء علیہ السلام یوم القیام بدست خاتم النبیین صلعم سپرد کردینگی جو ظہور ہے
بعثت عامہ کا جو شامل ہے کل افراد لایق الشفاعت کو بلا تخصیص افراد طبقہ علیا صاف
تاریک ہے واسطے عموم بعثت کا فہ کے والا تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت
صغریٰ سے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر
المراتب اور نیز واسطے امت محمدیہ کے فیما بین اونکی شفاعت ہوگی مثل علماء و شہداء
و صلحاء و حفاظ وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
آتی ہے پھر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطے کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار انبیاء
نہیں اور یہ شبہہ کہ ہر گاہ ہر ایک نبی اپنی اپنی امتہ کے شفیع ہوئی تو پھر آنحضرت صلعم کی عموم
بعثتہ کیسی متصور ہو سکتی ہے بدیں طور زایل ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ واسطے ہر ایک فرد کے
بلا واسطہ بذات شریف خود متکفل ہوں یہہ امر تو در واسطے اپنی امتہ کی بھی نہیں مراد ہی
بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و شیوع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
انبیاء نے بھی یہہ رتبہ شفاعت واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہ ہی معنی
اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہر گاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اولوالعزم درست
بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم اس صحابکہ غلطی سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلاوینگی
پھر بعد گرہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امتہ کے جرایم مخصوصہ سے
بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلاوینگی پس یہ مطلب قرآن و حدیث سے قوی فائق ان
خصوص شفاعت کی برخلاف ہے فافہم اذا تجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافتہ یہ کلام
محل مدح اور ثناء اور افتخار میں صادر ہوئی ہے اشارہ ظہور اور غایتہ اوسکا شفاعت کبریٰ
ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤس الاشہاد بر سر مجمع اولین اور آخرین مخلوق تمامہ طبقات
گیا بلکہ ساری مخلوق حذا حاضر ہوگی پس بصورت عہد حسب مدعوم زاعمین تخصیص

شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء کو بلکہ تمامہ کائنات کو بحسب حال اونکی کہ جسکا منشاء
قولہ لعم وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین ہے پس باوصف ایسے رتبہ اور شان کے
تخصیص بعثتہ او تخصیص خاتمیتہ ساتھہ طبقہ عالیہ ارض علیا یک لخت خلاف رویتہ دین اور
وشیرہ عقل و آئین ہے سوای تیرہ عقلی اور کور ذہنی کے اور کچھہ نہین سمجھا جاتا فقط
واللہ اعلم **قسطاس شصت و ہفتم** ازانجملہ بموجب مزعوم زاعمین اگر لام لفظ لنبیین
آیتہ وبعثت اللہ النبیین مبشرین ومنذرین بطور عہد مختص کیا جاوی ساتھہ انبیاء
طبقہ ارض علیا کے تو انبیاء طبقات سافلہ مبشرین اور منذرین نہون بواسطی
کہ حال از قبیل ذی حال ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احتراز کو غیر سے جو باعث خصوصیت ہے
یعنی یہ ہر دو وصف بشارۃ اور نذارت در اصل خاصہ لازمہ ہے انبیاء کا اگرچہ فرعًا
بطور پرتوہ غیر انبیاء سے بھی تبشیر اور انذار ہوتا ہے اور بموجب مزعوم مذکور خاصہ
اصلی انبیاء طبقہ علیا ہی کا ہے اور اس مفہوم مخالف کی اعتبار کرنے کو کہ انبیاء طبقات
سافلہ مبشر اور منذر نہین جو کہ نتایج زایع ہے کوئی امر مانع نہین اور بالفرض اگر مانع
ہو تو بدلیل مزعوم زاعمین خود بہہ نفس مزعوم ہے مانع نہین اسلئے کہ قید کا مطابق
مقید کی ہونا پر ضرور ہے یعنی حال اور ذوالحال کا در باب تخصیص و تعمیم پس گویا مراد یہ ہے کہ یہ
ہی انبیاء معہود ین مخصوص ہین ساتھہ اس وصف مذکور کے لاغیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع ہی
ہوتا قطع نظر اس سے کہ جزئیات و کلیات مین اعتبار مذکور متمشی ہے یا نہین پس وہ بوجہ
استثناء اس جزئی خاص کے کلیہ سے بنا بر اس کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض جو
اکثر یہ ہے مانع نہین ورنہ پھر نہایتہ کار یہہ عذر ہے کہ نص ساکت ہے وصف تبشیر اور
انذار سے نسبت انبیاء طبقات سافلہ کی پس تا وقتیکہ ثبوت ہر دو وصف مذکور واسطہ
انبیاء طبقات سافلہ ثابت نہو کسی اور ایسی ہی نص سے یا دست برداری ہو ثبوت خاصہ
لازمہ ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام بعض افراد اونکی سے اور قیام ہو انفکاک خاصہ

شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء کو بلکہ تمامہ کائنات کو بحسب حال اونکی کہ جسکا منشاء
قولہ لعم وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین ہے پس باوصف ایسے رتبہ اور شان کے
تخصیص تنبیہ اور تخصیص خاتمیہ سابقہ طبقہ عالیہ ارض علیا یک لخت خلاف روئیہ دین اور
وشیرہ عقل و آئین ہے سوای شیرہ عقلی اور کوردہنی کے اور کچھ نہیں سمجھا جاتا فقط
واللہ اعلم **قسطاس شصت و ہفتم** از انجملہ بموجب مزعوم زاعمین اگر لام لفظ النبیین
آیتہ وبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین بطور عہد مختص کیا جاوی ساتھہ انبیاء
طبقہ ارض علیا کے تو انبیاء طبقات سافلہ مبشرین اور منذرین نہوں اسواسطے
کہ حال از قبیل قید ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احتراز کو غیر سے جو باعث خصوصیت ہے
یعنی یہ ہر دو وصف بشارۃ اور نذارت در اصل خاصہ لازمہ ہے انبیاء کا اگرچہ فرعاً
بطور پرتوہ غیر انبیاء سے بھی تبشیر اور انذار ہوتا ہے اور بموجب مزعوم مذکور خاصہ
اصلی انبیاء طبقہ علیا ہی کا ہے اور اس مفہوم مخالف کی اعتبار کرنے کو کہ انبیاء طبقات
سافلہ مبشر اور منذر نہیں جو کہ شایع ذایع ہے کوئی امر مانع نہیں اور بالفرض اگر مانع
ہو تو بدلیل مزعوم زاعمین خود بہ نفس مزعوم ہے مانع نہیں اسلئے کہ قید کا مطابق
مقید کی ہونا پر ضرور ہے یعنی حال اور ذوالحال کا در باب تخصیص و تعمیم پس گویا مراد یہ ہے کہ
ہی انبیاء معہودین مخصوص بین ساتھہ اس وصف مذکور کے لاغیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع ہی
ہوتا قطع نظر اس سے کہ جزئیات و کلیات مین اعتبار مذکور متمشی ہے یا نہیں پس وہ بوجہ
استثناء اس جزئی خاص کے کلیہ سے بنا بید اس کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض جو
اکثریہ ہے مانع نہیں ورنہ بہر نہایہ کار یہہ عذر ہے کہ نص ساکت ہے وصف تبشیر اور
انذار سے نسبت انبیاء طبقات سافلہ کی پس تا وقتیکہ ثبوت ہر دو وصف بوساطہ
انبیاء طبقات سافلہ ثابت نہو کسی اور ایسی ہی نص سے یا دست بردار ہی ہو ثبوت خاصہ
لازمہ ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام بعض افراد اونکی سے اور قیاس ہو الفلک خاصہ

صرف بلفظ رحمۃ للعالمین کر تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو ہم پلہ ہو لفظ البشیر اور
نذیر کے پس واضح ہو گیا کہ بعثت آنحضرت صلعم کی حسب اندازہ مخلوق کے تمام مخلوق
ہر قسم کو ساری خدائی میں شامل ہے چنانچہ قصہ ستون حنانہ اس میں اوسکی یعنی آواز
شبیہہ کر یہہ بچی کے اور تسلیہ آپکی بہ نسبت اوسکی وقت خطبہ منبر سے اوتر کے سب
ہی نے بیڑہا لکھا ہے خصوص جو علما رخادم حدیث شریف ہیں پس واضح ہوا کہ ان دونوں
آیتوں میں ہرگز تعارض نہیں فافہم ولا توہم از انجملہ علی ہذا القیاس تعارض کا دعوی کہا ہو
حدیث بعثت الی الخلق کافۃ ہیں اور آیۃ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی الآیۃ
ہیں بوجہ مذکور اور بوجہ اسکی کہ ناس لایق خطاب اور جواب کی ہیں باقی اور سب افراد کو حسب لیاقت
اوسکی بہرہ فیضیابی رسالتہ کافۃ ہے اور رحمتہ عامۃ تامہ سے حاصل ہے پس درصورت
لام عہد مذکور الناس ہیں اور العالمین اور الخلق ہیں اور ماسوای اسکی ایسی مواضع
ہیں شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم ہرگز نہیں کیونکہ یہہ قابل اس لفظ کی نہیں کہ ہم
وزن و ہم پلہ بعثتہ عامۃ اور رحمتہ تامہ ہو چہ یہہ دو امر مثل دو بازو طایر بعثتہ خاتمیتہ
ہیں کہ بدون ایک کی بھی قابل پرواز نہیں طعم و لقمہ سنانیز ہے اور قطع نظر اس سے شرط
اس رتبہ عالیہ کی جو موعودہ بوعدہ الہی جانشانہ تبصیر بحات بینات ہے مانند ایات و
اخبار و آثار و اتفاق امتہ ہے اور بیشتر نے یہ کہ ہرگاہ حضرت نوح علیہ السلام سے
باوصف اولوالعزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور دعوت ہوا کہ جسکی
سبب سے تمام مخلوق عذاب ہولی سوای بیاسی تن اور چند استخوان بہایم اور چند مشت
پر طیور نے نجات پائی صدق مطلب رحمۃ للعالمین کا تو یہہ حال ہوا علی ہذا القیاس بعہد
حضرت آدم چند ان نوبت امتحان بسبب قلت افراد بنی آدم و قلت احکام نہ پہونچی
حالانکہ اولوالعزم انبیاء میں سے نہ تھے اگر پہونچی تو بالاتر فراخور حوصلہ اور استعداد سے
کیا کام دینی سوا ظہر ہے کہ حضرت نوح کی اولوالعزمی کو ہرگز ہرگز بدلیل شرعی قولہ تعالی

صرف لفظ رحمۃ للعالمین کر تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو بیم پایہ ہو لفظ بشیر اور نذیر کے پس واضح ہو گیا کہ بعثت آنحضرت صلعم کی حسب اندازہ مخلوق کے تمام مخلوق ہر قسم کو ساری خدائی مین شامل ہے چنانچہ قصہ ساون حسنانہ اینن اوسکی یعنی آواز شبیہہ کر یہہ بچی کے اور تسلیہ آپکی بہ نسبت اوسکی وقت خطبہ منبر سے اوتر کے سب ہی نے پڑہا لکہا ہے خصوص جو علما رخادم حدیث شریف ہین پس واضح ہوا کہ ان دونون آیتون مین ہرگز تعارض نہین فافہم ولا توہم از انجملہ علی ہذا القیاس تعارض کا دعوی کہا ہو حدیث بعثت الی الخلق کافۃ ہین اور آیتہ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی الآیہ ہین بوجہہ مذکور اور بوجہہ اسکی کہ ناس لایق خطاب اور جواب کی ہین باقی اور سب افراد کو حسب لیاقت اونکی بہرہ فیضیابی رسالتہ کافتہ ہے اور رحمتہ عامتہ تامہ سے حاصل ہے پس درصورت لام عہد مذکور الناس ہین اور العالمین اور الخلق ہین اور ماسوای اسکی ایسی مواضع ہین شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم ہرگز نہین کیونکہ یہہ قابل اس لفظ کی نہین کہ ہم وزن و ہم پایہ بعثتہ عامتہ اور رحمتہ تامتہ ہو جو یہہ دو امر مثل دو بازو طایر بعثتہ خاتمیتہ ہین کہ بدون ایک کی بہی قابل پرواز نہین طعمہ و لقمہ سنانیکے اور قطع نظر اس سے شرط اس رتبہ عالیہ کی جو موعودہ بوعدہ الہی جانشانہ تبصیر بحات بینات ہے مانند ایات و اخبار و آثار و اتفاق امتہ ہے اور تیسرے یہ کہ ہرگاہ حضرت نوح علیہ السلام سے باوصف اولوالعزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور دعوت ہوا کہ جسکی سبب سے تمام مخلوق غرقاب ہوئی سوای بیاسی تن اور جنکو استخوان بہایم اور چند مشت پر طیور نے نجات پائی سابق مطلب رحمتہ للعالمین کا تو یہ حال ہوا علی ہذا القیاس بعہد حضرت آدم چند ان نوبت امتحان بسبب قلت افراد بنی آدم و قلت احکام نہ پہنچی الا انکہ اولوالعزم انبیاء مین سے نہ تہے اگر پہنچتی تو بالاتر فراخور حوصلہ اور استعداد سے کیا کام دیتی سو ظاہر ہے کہ حضرت نوح کی اولوالعزمی کو ہرگز ہرگز بدلیل شرعی قولہ تعالی

بھی اونکی ساتھہ منضم ہوجاوین بعض صورین علی حسب قابلیتہ مقام تاکہ استحالجات
شرعی وہم عقلی بھی اسی شرعی لازم نہ آجاوین مانند قولہ تعالی اصطفیک علی
نساء العالمین مین جو بحکم حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
لہذا الف لام واسطہ عہد کے ہے وہ معہود اہل زمان مریم علیہا السلام ہین باتفاق
مفسرین تاکہ لازم نہ آوی فوقیت اوپر بنسبت آنحضرت صلعم کے اور اوپر اون
ازواج طاہرات کی جو دار دنیا مین ازواج ہوئین اسلئی کہ حضرت مریم علیہا السلام
داخل سلک ازواج دار آخرت مین ہونگی نہایت کار یہ ہے کہ ہمسر اور ہمرتبہ ازواج
طاہرات ہون فائق لونڈون سے نہون کریمہ یانساء النبی لستن کاحد من النساء الا
جیسا کہ نساء اس آیتہ مین معہود ہین نساء طبقہ ارض عالیا کے بلکہ تم ان سے فائق ہو
مانند العالمین مذکور کے محتمل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج منظر مذکور فائق نہون
مگر ہمسری مین تو کلام ہی نہین بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بموجب حدیث شریف
بخاری شریف کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیہ وبریم بنت عمران و
فضل عائشہ علی سایر النساء کفضل الثرید علی سایر الطعام ظاہر ہے فضلیت حضرت
عائشہ رضہ کی اوپر حضرت مریم کی اور عموما کریمہ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس مین جو کچھہ
مطلب فضیلت ہے وہ ظاہر ہی پس مفصلا و مجملا فضیلت واضح ہوگئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
لازم عہد جاننا اس آیتہ مین علی ہذا القیاس فضیلت حضرت خدیجۃ الکبری اور حضرت
فاطمۃ الزہرا مین جو کچھہ آیات واخبار و آثار عموما و خصوصا وارد ہین سو وارد ہین مجھی ہاتھہ
اور ہر چند حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی آخرت مین بسلک ازواج مطہرات مین
داخل ہونگی تب بھی حضرت عائشہ رضہ کی فضیلت کو نہ پہونچین گے بدلیل کریمہ کنتم خیر امتہ
اسلئی کہ اول تو دونون یہ زمرہ خیر امتہ سے نہین دوئم یہ کہ حضرت عائشہ کی حق مین
حدیث فی سرقتہ من حریر موجود ہے بخاری شریف مین کہ باوجہ حریر مین حضرت صلعم

بھی اونکی ساتھہ منضم ہوجاوین بعض صور مین علی حسب قابلیتہ مقام تاکہ استحالجات
شرعی وہم عقلی بھراسی شرعی لازم نہ آجاوین مانند قولہ تعالی اصطفیک علی
نساء العالمین مین جو کہ حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
لہذا الف لام واسطہ عہد کے ہے وہ معہود اہل زمان مریم علیہا السلام ہین یا تغایر
مفسرین تاکہ لازم نہ آوی فوقیت اوپر بنات آنحضرت صلعم کے اور اوپر اون
ازواج طاہرات کی جو دار دنیا مین ازواج ہوئین اسلئی کہ حضرت مریم علیہا السلام
داخل سلک ازواج دار آخرت مین ہونگی نہایت کار یہ ہے کہ ہمسر اور ہمرتبہ ازواج
طاہرات ہون فائق نہ اون سے نہون کریمہ یانساء النبی لستن کاحد من النساء الا
جیسا کہ نساء اس آیتہ مین معہود ہین نساء طبقہ ارض علیا کے بلکہ تم ان سے فائق ہو
مانند العالمین مذکورکے محتمل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج بنظر مذکور فائق نہون
مگر ہمسری مین تو کلام ہی نہین بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بموجب حدیث شریف
بخاری شریف کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیتہ و مریم بنت عمران و
فضل عائشہ علی سایر النساء کفضل الثرید علی سایر الطعام ظاہر ہے فضلیت حضرت
عائشہ رضہ کی اوپر حضرت مریم کی اور عموما کریمہ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس مین جو کچھہ
مطلب فضیلت سے وہ ظاہر ہی پس مفصلا و مجملا فضیلت واضح ہوگئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
لازم عہد جاننا اس آیتہ مین علی ہذا القیاس فضیلت حضرت خدیجۃ الکبری اور حضرت
فاطمۃ الزہرا مین جو کچھہ آیات و اخبار و آثار عموما و خصوصا وارد ہین سو وارد ہین مخفی نہین
اور ہر چند حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی آخرت مین سلک ازواج مطہرات مین
داخل ہونگی تب بھی حضرت عائشہ رضہ کی فضل کو نہ پہونچین گے بدلیل کریمہ کنتم خیر امتہ
اسلئی کہ اول تو دونون یہ زمرہ خیر امتہ سے نہین دوئم یہ کہ حضرت عائشہ کی حق مین
حدیث فی سرقتہ من حریر موجود ہے بخاری شریف مین کہ باوجہ حریر مین حضرت صلعم

سب انبیا رسی متاخر الوجود ہین ساتھہ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف
شرف رتبہ کی جیسا کہ توہم ہوا بعض فضلا کو جو فوقیت دیتی ہین شرف رتبہ کو اوپر شرف
تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالتہ بسبب امکان مجامعتہ
ہر دو رتبہ کے پس کچھہ ضرورت اور احتیاج نہین طرف تفرد شرف رتبہ کی بلکہ موقوف
ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر مان نہین مگر
ہرگاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف مظروف اور شرط مشروط جو یہہ ہیئت ترکیبی ملازمتہ
غیر منفکہ ہے بدون اوسکی ظہور اوسکا نہین کہ جسکی ساتھہ خود صاحب رتبہ نے افتخار
اپنا کیا نحن الاخرون السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل تہا وہ بغیر
تاخر زمان کے جو نا معتبر رہا فافہم پس یہ قول کہ جایز ہے کہ یہہ خواتم ستہ طبقات
سافلہ پشتینہ وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صالم گذر چکی ہون اور تابع شریعت
محمدیہ ہون باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیتکم من کتاب وحکمتہ کے اسلئے کہ اونکی ساتھہ
کتاب اور حکمتہ یعنی دانش جو زایدہ بر اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسیکی پاس دونون
اور کسیکی پاس ایک ان دونون مین سے پس ثابت ہوگیا کہ وہ خواتم ستہ مزعومہ تہی ذیل
انبیا گذشتہ مین داخل ہوئی جیسا کہ اور انبیا علیہم السلام گذر چکی اپنی اپنی کتاب اور
حکمت کے ساتھہ اور خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم مین کچھہ دخل نہ رکھتی تہے ویسی خواتم ستہ
بہی گذر چکی اور کچھہ دخل نہ رکھتی تہی خاتمیتہ مین نہ حالاً نہ مالاً نہ حقیقتہ نہ اضافتہ اسلئے
کہ زمان ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمانیون کے ساتھہ ہرگز
مجامع نہین ہوسکتی قطع نظر اور استحالجات شرکت وقسمت ابتدائی مذکورہ قساطیس سابقہ
سے کیونکہ یہ استحالہ تو متعلق ہے بوجود خواتم ستہ زمان حال خاتم النبیین صلعم مین جو کہ
معتبر بزمان حیات ہے اور زمان استقبال جو معتبر بزمان بعد وفات شریف ہے
سو وہان تک اس صورت مین نوبت ہے نہین پہونچتی جو قابل اعتذار اور زاویہ توجیہ

سب انبیا رسی متاخر الوجود ہین ساتھہ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف
شرف رتبہ کی جیسا کہ توہم ہوا بعض فضلا کو جو فوقیت دیتی ہین شرف رتبہ کو اوپر شرف
تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالتہ بسبب امکان محا معتبہ
ہر دو رتبہ کے پس کچھہ ضرورت اور احتیاج نہین طرف تفرد شرف رتبہ کی بلکہ موقوف
ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر مان نہین مگر
ہرگاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف مظروف اور شرط مشروط جو بہ بہتہ ترکیبی ملازمتہ
غیر منفکہ ہے بدون اوسکی ظہور اوسکا نہین کہ جسکی ساتھہ خود صاحب رتبہ نے افتخار
اپنا کیا نحن الاخرون السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل مہاوہ بغیر
تاخر زمان کے جو ذاتا معتبر رہا فافہم پس یہ قول کہ جایز ہے کہ یہہ خواتم ستہ طبقات
سافلہ بیشتر وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صاعد گذر چکی ہون اور تابع شریعت
محمدیہ ہون باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیتکم من کتاب وحکمتہ کے اسلئے کہ اوسکی ساتھہ
کتاب اور حکمتہ یعنی دانش جو زاید بر اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسیکی پاس دونون
اور کسیکی پاس ایک ان دونون مین سے پس ثابت ہوگیا کہ وہ خواتم ستہ مزعومہ تہی ذیل
انبیاء گذشتہ مین داخل ہوئی ہون جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام گذر چکی اپنی اپنی کتاب اور
حکمت کے ساتھہ اور خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم مین کچھہ دخل نہ رکھتی تھے ویسی خواتم ستہ
بھی گذر چکی اور کچھہ دخل نہ رکھتی تھی خاتمیتہ مین نہ حالا نہ مالا نہ حقیقتہ نہ اضافتہ اسلئے
کہ زمان ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمانیون کے ساتھہ ہرگز
مجامع نہین ہوسکتی قطع نظر اور استحالات شرکت و قسمت ابتدائی مذکورہ قسا طیس سابقہ
سے کیونکہ یہ استحالہ تو متعلق ہے بوجود خواتم ستہ زمان حال خاتم النبیین صلعم مین جو کہ
معتبر بزمان حیات ہے اور زمان استقبال جو معتبر بزمان بعد وفات شریف ہے
سو وہان تک اس صورت مین نوبت ہے نہین پہونچتی جو قابل اعتذار اور زاویہ توجیہ

بن جیسا کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرائن شرعی ہم منضمہ بقرائن عقلی اور ہر گاہ کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جزئی تمثیلی کا کہ جسمین علاقہ تمثیل و تشبیہ موجود ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی دوسرے جزئی متصف بعین وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہئی بخلاف اس جزئی کے کہ سلک علاقہ تمثیل و تشبیہ مین منسلک اور متخرط ہی نہین مانند العالمین واقع آیتہ انی فضلتکم علی العلمین مین ای علی عالمی زمانہم کما فی البیضاوی بحق بنی اسرائیل نازل ہے اور ان اللہ اصطفیک علی نساء العلمین ای عالمی زمانہا بحق مریم علیہا السلام نازل ہے بلکہ یہ دونون جزئی باہم یکدیگر تمثیل مین کیونکہ علاقہ تشبیہ متحد ہے یعنی قرینہ شرعیہ باعتبار نزول کہ شان خاص رکھتی ہین وہم باعتبار مزاحمت عقیدہ اسلام مستخرجہ از نصوص قطعیہ قرآنی اور احادیث و اجماع امت دربارہ فضیلت حضرت خاتم النبیین صلعم و نیز دربارہ فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن غیر بعید اور قطع نظر اس سے تا آنکہ متعابد احم سابقہ بمقابلہ امتہ اجابتہ حضرت خاتمیتہ مانند کریمہ کنتم خیر امتہ ای خیر طریقہ اخرجت للناس لایتہ جو کہ نازل ہے بحق امتہ محمدیہ خیر الامم کے باتفاق مفسرین پس اپنے اوصاف جمیلہ کو از قبیل جہل وغیرہ نسبت کرنا صاحب مرغوب المسلمین کی رد قول الجاہلین کا طرف اور علماء کے بخواس قول شناعت کے کیا تصور کیا جاوے ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ہ گفتہ آید در حدیث دیگران ہ ایسے اوقات کریمہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاغبہ کیا مسابقہ و مشاتمہ شیوہ تا مقاومتہ ایسے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لاتسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون کریمہ انہ لایحب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری بہ السفہاء ادخلہ اللہ النار وارد ہے کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن و کریمہ ادفع بالتی

ہیں جیسا کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرائن شرعی ہم منضمہ لقرائن عقلی اور ہرگاہ کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جزائی تمثیلی کا کہ جسمین علاقہ تمثیل و تشبیہ موجود ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی دوسرے جزائی متصف بھین وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہئی بخلاف اس جزائی کے کہ سلک علاقہ تمثیل و تشبیہ مین منسلک اور متخرط ہی نہین مانند العالمین واقع آیتہ انی فضلتکم علی العلمین مین ای علی عالمی زمانہم کما فی البیضاوی بحق بنی اسرائیل نازل ہے اور ان اللہ اصطفیک علی نساء العلمین ای عالمی زمانہا بحق مریم علیہا السلام نازل ہے بلکہ یہہ دونون جزئی باہمدیگر تمثیل مین کیونکہ علاقہ تشبیہ متحد ہے یعنی قرینہ شرعیہ باعتبار نزول کہ شان خاص رکھتی ہین وہم باعتبار مزاحمت عقیدہ اسلام مستخرج از نصوص قطعیہ قرآنی اور احادیث و اجماع امت درباره فضیلت حضرت خاتم النبیین صلعم و نیز درباره فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجہ الکبری و حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہن عنصریہ غیر بعیدہ و قطع نظر اس سے تا آنکہ مقابلہ احمد سابقہ بمقابلہ امتہ اجابتہ حضرت خاتمیتہ مانند کریمہ کنتم خیر امتہ ای خیر طائفہ اخرجت للناس لایتہ جو کہ نازل ہے بحق امتہ محمدیہ خیر الامم کے باتفاق مفسرین پس اپنے اوصاف جمیلہ کو از قبیل جہل و غیرہ نسبت کرنا صاحب مرغوب المسلمین کی ردقول الجاہلین کا طرف اور علماء کے بخواس قول شاعر کے کیا تصور کیا جاوے ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ہا گفتہ آید در حدیث دیگران ہا ایسے الفاظ کریہہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاغبہ کیا مسابہ و مشاتمہ ہے تا مقاومتہ ایسے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لاتسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون کریمہ انہ لایحب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری بہ السفہاء او خلاہ اللہ لنار وارد ہے کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن و کریمہ ادفع بالتی ہی

حکم نفیا ہوتا ہے زمان مستقبل میں کسقدر تفاوت ہے اور بالفرض اگر باختراع
جدید استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغیا ہے ساتھ غایۃ ناقصہ
کے یہ شان استغراق نہیں بلکہ از قبیل امر معہود ہے جو کہ مانحن فیہ ہے اور سبیل
اوسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ درپی ہونا امر بیمعنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبوں کو ایک نہ ایک مزعوم چاہیئے خصوص اضافی بلا ضرورت بلا منشا
اضافتہ یہ ایک بات خوب بیہودہ لگ گئی یا نکیہ کلام ہے اب نظر کرنی چاہیئے استعمالات
تابیدلن پر موافق اس تحقیق کے قولہ لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی مغیا ہے
ساتھ غایۃ ناقص کے کریمہ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا مغیا ہے ساتھ غایۃ
ناقصہ کے کریمہ لن تبید ہذا ابدا علی ہذا القیاس اور اسلئے لیعنی مقید استغراق کو کہ مانحن
فیہ ہیں خواہ مخواہ دعوی کہا نا اور دعوی کہا دنیا واسطے ثابت کرنی اپنی مزعوم کے
بلا حوالہ سند معلوم کارروائی ناقص ہے قابل اعتبار نہیں پس یہاں سے
استغراق نہیں بلکہ استمرار ہے اور پر ایک زمان آئندہ کے اور عام ہے کہ غایۃ مغیا
کی ملفوظہ عط ہو یا مقدرہ عط ملفوظہ تو ہر دو مثال مذکور میں ساتھ لفظ ما داموا کے اور لفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مقدرہ ساتھ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذا ابدا
یعنی اس مغیا کی غایۃ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے نہایۃ کار تا روز
شمار کلی یا عنبار عقیدہ تجربی کفار کے کہ بعد موت اپنی کے باستدلال عقلی اور
تجربی اور مشاہدی کے بدلیل ہلاک قرون ماضیہ اور کہپ جانے تمامہ منکرون
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار حشر کے معتقد ہے کہ سیاق اس ہی کریمہ
کا دال ہے وہ امر آخر ہے کریمہ و ما اظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکار حساب و کتاب
کے پس تقدیر عبارت یہ ہے لن تبید ہذہ مدت العمر کو قولہ یعنی مدت العمر وغیرہا کا مر
پس معلوم ہوا کہ غایۃ ان استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اول ہے بموجب حدیث

حکم نفیاً ہوتا ہے زمان مستقبل میں کسقدر تفاوت ہے اور بالفرض اگر یا اختراع
جاوید استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغیا ہے ساتھ غایۃ ناقص
کے یہ شان استغراق نہیں بلکہ از قبیل مرسوم ہے جو کہ مانحن فیہ ہے اور سبیل
اوسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ دریل ہونا امر بمعنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبوں کو ایک نہ ایک مرعوم چاہیئے خصوص اضافی بلا ضرورت بلا منشا
اضافہ یہ ایک بات خوب بنا رہ لگ گئی یا تکیہ کلام ہے اب نظر کرنی چاہیئے استعمالات
تائید لن پر موافق اس تحقیق کے قولہ تم لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی مغیا ہے
ساتھ غایۃ ناقص کے کریمہ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا مغیا ہے ساتھ غایۃ
ناقص کے کریمہ لن تبید ہذا ابدا اعلی ہذا القیاس اور اشارہ لن یتمنوہ بمعنی استغراق کی کہ مانحن
فیہ میں خواہ مخواہ دعوی کہانا اور دعوی کہا دنیا واسطی ثابت کرنی اپنی مرعوم کے
بلا حوالہ سند معلوم کا روائی ناقص ہے قابل اعتبار نہیں پس یہاں سے
استغراق نہیں بلکہ استمرار ہے اور یہ ایک زمان آئندہ کے اور عام ہے کہ غایۃ مغیا
کی ملفوظہ ہو یا مقدرہ ملفوظہ تو ہر دو مثال مذکور میں ساتھ لفظ ما داموا کے اور لفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مقدرہ ساتھ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذا ابدا
یعنی اس مغیا کی غایۃ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے نہایۃ کار تا روز
فنا بر کلی یا باعتبار عقیدہ متجربی کفار کے ثبت موت اپنی کے باستدلال عقلی اور
تجربی اور مشاہدی کے بدلیل ہلاک قرون ماضیہ اور کہپ جانے تمامہ منکرون
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار حشر کے معتقد تھے کہ سیاق اس ہی کریمہ
کا دال ہے وہ امر آخر ہے کریمہ و ما نظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکار حساب و کتاب
کے پس نقدیر عبارت یہ ہے لن تبید ہذہ مدۃ المذکورۃ یعنی مدت العمر وغیرہا کما مر
پس معلوم ہوا کہ غایۃ اس استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اول ہے بموجب حدیث

ضرور ہیں کہ دار دنیا ہی میں ہو پس بوجہ مذکور دار عقبا میں متعین ہوئی وہ ایسی جگہ ہے کہ جس جگہ ممکن ہی نظر لقا رو وام واجب کی حکم میں ہو جائیگا جو کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ دار دنیا میں خصت موسی خواہان ہوئی بعد صدور جواب لن ترانی متعذر ہوئی اور ماسوای اسکی اور نصوص قطعیہ صریح ثبوت رویتہ کے دار آخرۃ میں دستگیر ہیں **قولہ تعالیٰ** یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فیستطیعون اور کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ ہی بحکم متواتر المعنی ہیں بنا بیکہ آیات مذکورہ پس اس امر کو بھی اوس ہی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکور کے ساتھ تول جو کہہ لینا چاہیئے تاکہ خلاف شرعی لازم نہ آوے خلاف عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل تسنن پس لہذا ہم کہتے ہیں کہ یہہ القیاس استعراقی جو ساتھ لن استعرار ہی کے چوتھا ظاہر ہو گیا پس سوال جواب شبہہ جو یہاں سے امر بیگانہ تھا اور بطور تقریر ملتبسانہ پیش آگیا تھا یا بطور کم فہمی معترض تھا غرضکہ جسطرح پر تھا اوسکی نسبت بھی جواب کامل بعنایت الہی حاصل ہو گیا پس بعد رفع التباس اصل مطلب ثبوت خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم لفظ النبیین سے جو بہ خاتمیۃ میں نازل ہم اور علی ہذا القیاس مطلب ثبوت رحمت عامہ واسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ العالمین آیہ رحمتہ میں بخوبی واضح ہو گیا اور بیتر واضح ہو گیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ شرعی موافق مقام متعین ہو جاویگا یعنی لام استغراق بجای خود اور لام عہد بجای خود مانند علی لسنا و العالمین میں اور مانند فضلتکم علی العالمین یعنی لیشر طنیا خبر جہم حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی ہو پس با التفرد اعتبار لام عہد النبیین کا آیہ خاتمیۃ میں بطور زعم صاحب خیر المومنین جو موید ہی ہے خصوصیۃ خاتمیۃ خاتم النبیین کو ساتھ طبقہ ارض علیا کے اور آیہ رحمتہ میں قطعا باطل ہے فافہم ولا تتم فقط

ہمزہ ہیں کہ دار دنیا ہی ہیں ہو لیں بوجہ مذکور دار عقبا ہیں متعین ہو ہی وہ
ایسی جگہ ہے کہ جس جگہ ممکن ہی نظر لقا رو دوام واجب کی حکم ہیں ہو جائیگا
جو کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ دار دنیا ہیں حضرت
موسی خواہاں ہوی بعد صدور جواب لن ترانی متعذر ہوی اور ماسوای اسکی
اور نصوص قطعیہ صریح ثبوت رویتہ کے دار آخرۃ ہیں دستگیر ہیں قولہ تعالیٰ یوم
یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون اور کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی
ربہا ناظرۃ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ ہی بحکم متواتر المعنی ہیں بنا بحکم آیات مذکورہ
پس اس امر کو بھی اوس ہی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکور کے ساتھ تول
جو کہہ لینا چاہئے تاکہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل اسلام خصوص
اہل السنت پس لہذا ہم کہتے ہیں کہ یہہ التباس استغراقی جو ساتھ لن استمراری
کے ہوتا ظاہر ہو گیا پس سوال جواب شبہہ جو یہاں سے امر بیگانہ تھا اور بطور
تقریر ملتبسانہ پیش آگیا تھا یا بطور کم فہمی معترض تھا غرضکہ جسطرح پر تھا اوسکی
نسبت بھی جواب کامل بغایت الہی ملتبسانہ ہو گیا پس بوجہ رفع التباس اصل مطلبنا
ثبوت خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم لفظ النبیین سے جو رتبہ خاتمیۃ ہیں نازل ہم
اور علی ہذا القیاس مطلب ثبوت رحمت عامہ واسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ العالمین
آیہ رحمتہ ہیں بخوبی واضح ہو گیا اور بیتر واضح ہو گیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
شرعی موافق مقام متعین ہو جاویگا یعنی لام استغراق بجائی خود اور لام عہد
بجائی خود مانند علی العالمین ہیں اور مانند فضلتکم علی العالمین یعنی بنسبت طبائع جمیع
حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی ہو لیں با تفرد اعتبار لام عہد النبیین یا آیہ خاتمیۃ
ہیں بطور زعم صاحب خطر الموسلین جو موقوفی ہے خصوصیۃ خاتمیۃ خاتم النبیین
کو ساتھ طبقہ ارض علیا کے اور آیہ رحمتہ ہیں قطعاً باطل ہے فافہم ولا تقنط قطعاً

کرے اگرچہ آنحضرت صلعم سے رتبہ میں کم سہی وہ شخص کافر ہے کیونکہ منکر عموم نص
سے وہو قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فقط
الجواب یہہ قول اوسکا کہ جو کوئی کسی اور طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین تجویز کرے الخ
محض غلط ہے اور یہہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اول تو یہہ ثابت
کرے الف لام النبیین میں استغراق کے لئے ہے جائز ہے کہ جہد کے لئے ہو فقط
پس جانا چاہیئے اور بہ اختلال ۔ بیکاری مذکور جو نسبت اسکی ہمنے بیان کی ہے
قطع نظر اس سے کہ یہہ دعوی کہ منکر عموم نص فی نفسہ باطل ہے یا نہیں یہہ ہے
کہ دلیل مذکور کہ اول یہہ ثابت کرے کہ الف لام النبیین میں واسطہ استغراق کے
ہے خود منقوض ہوگئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسرے
اور پہلی جملہ میں منجملہ تفصیل مذکور کے عنقریب غیر بعید گذر چکی پس اب نص قطعی ہونا
باستغراق جمیع افراد النبیین المضاف الیہم جنکا مضاف خاتم ہے بطریق تقابل
سابقہ اس ہی آیہ منیرہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آیہ خاتمیہ کا ثابتہ ہونا
اسواسطے کہ موجب دعوی مخالف تھا یعنی عدم ثبوت استغراق لام مذکور وہ
ہی ساقط ہوگیا تو دعوی جو دلیل تھا یعنی عدم قطعیت نص وہ بھی ساقط ہوگیا
پس ثابتہ ہوا کہ یہہ نص ہے اور جو منکر عموم نص ہے اوسکا کہ جو مذکور
سوال مذکور ہے وہ ہی معتبر رہا اور اعتراض صاحب اس عبارت کا جو بنا دو
نصر المومنین کا باطل ہوگیا اور قطع نظر اس سے جو دلایل دلایل اور دوسرا ایجاب
شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت بقرآن وحدیث اور اجماع امتہ سے مذکور ہے
قسطلانی اول کتاب بدء تا آخر مذکور ہوئیں وہ علاوہ برین ہیں وہ موجود
ہی ہیں پس اب تجویز اور خاتم النبیین کی سوائے خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ میں جو
خلاف نصوص قطعیہ ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوص اہل سنت وجماعت اور تمام

سری اگرچہ آنحضرت صلعم سے رتبہ میں کم ہووی وہ شخص کافر ہے کیونکہ منکر عموم نص ہے وہو قولہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فقط

الجواب یہہ قول اوسکا کہ جو کوئی کسی اور طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین تجویز کرے الخ محض غلط ہے اور یہہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اول تو یہہ ثابت کرے الف لام النبیین میں استغراق کے لئے ہے جایز ہے کہ عہد کے لئے ہو فقط پس جانا چاہیے کہ وہ احتمال بیکاری مذکور جو نسبت اسکی ہمنے بیان کی ہے قطع نظر اس سے کہ یہہ دعوی کہ منکر عموم نص فی نفسہ باطل ہے یا نہیں یہہ ہے کہ دلیل مذکور کہ اول یہہ ثابت کرے کہ الف لام النبیین میں واسطہ استغراق کے ہے خود منقوض ہوگئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسرے اور پہلی جماعت میں منجملہ تفصیل مذکور کے عنقریب بعید گذر چکی پس اب نص قطعی ہونا باستغراق جمیع افراد النبیین المضاف الیہم جنکا مضاف خاتم ہے بطرز تقاریر سابقہ اس ہی آیتہ منیرہ کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں آیتہ غامتہ کا ثابتہ ہوگیا اسواسطے کہ جو دلیل دعوی مخالف تھا یعنی عدم ثبوت استغراق لام مذکور وہ ہی ساقط ہوگیا تو دعوی جو دلیل تھا یعنی عدم قطعیتہ نص وہ بھی ساقط ہوگیا پس ثابتہ ہوا کہ یہہ نص ہے اور جو منکر عموم نص ہے اوسکا کلام جو مذکور سوال مذکور ہے وہ ہی معتبر رہا اور اعتراض صاحب اس عبارت کا جو ناقد نصر المومنین کا باطل ہوگیا اور قطع نظر اس سے جو دلایل جلایل اور براہین ساطعہ شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت بقرآن وحدیث اور اجماع امتہ ہے مندرجہ قسطنطنیہ از اول کتاب ہذا تا آخر مذکور ہوئیں وہ علاوہ ان میں وہ موجود ہی ہیں پس اب تجویز اور خاتم النبیین کی سوائی خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ میں جو خلاف صریح نصوص قطعیہ ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوص اہل سنت وجماعت اور تمام

خواہ تم ستہ فعلیہ مین ہوئی تو خود متناقض ہین اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
استعدادی ہی تہا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف ما بالفعلیۃ ہے سلسلہ حکمنات سے
صرف ما بالامکان الاستعدادی والقوۃ نہین علی ہذا القیاس عکس اوسکا یعنی جو صرف
ما بالامکان الاستعدادی والقوۃ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف ما بالفعلیۃ نہین
ہو سکتا پس فعلیۃ نظیر آنحضرت صلعم جو ممتنع بالغیر ہے بالحقیقۃ والاضافۃ بدلیل عموم
قولہ لکن رسول اللہ وخاتم النبیین بلا تخصیص بالحقیقۃ والاضافۃ عقلاً وشرعاً
باطل ہے فکان القول بالخاتمیۃ الاضافیۃ کان سہواً او منظوراً الحق للشرع علی ما ارانا
من الحق والصواب والیہ المرجع والمآب۔ اور ہماری عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع
بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل
مین موجود ہے فقط **قسطاس مفتاد و دوبیم** اور منجملہ تفصیل مذکور جملہ شانون
عبارت مذکور ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جسمین ان منفتون شاذ ہم
کی ہے اوس سے بہی یہ ہی مطلب جسکو یہ کفر کہتی ہین ثابت ہوتا ہے ہم تو یہی
ہین نبی کینکر مین تشبیہ کس بات مین ہے اوس شق کو متعین کرو جسکو تھوڑا سا
لگاؤ علم سے ہوگا سمجھ لیگا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے جسطرح اس
زمین مین آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء ہوی ہین اور طبقہ بہی
بہی اسیطرح گذرے ہین اور جو تاویل قسطلانی نے لکہی ہے وہ محض غلط ہے
پس جاننا چاہیئے کہ اول تو ہمنے بسبب سند اس اثر کے جنداں کلام نہین کی اسلئے
کہ علماء نے اسمین بہت کلام کی ہے خصوص علماء مکہ معظمہ نے خصہا اللہ تعالے
وعظمہا اوسکو سنداً ومتناً معنیً ومراداً نالے وجود کر دیا منجملہ اونکی جو اوہ عالم ہین
چاروں مذہب کے چاروں مفتی از انجملہ شیخ عبدالرحمان شراح جو سیبن مین مفتی
شیخ عبدالقادر شراح حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اعاظم فضلاء حرمین شریفین سے ہے فقیر

قسطاس مفتاد و دوبیم

خواتم ستہ فعلیتہ مین ہوئی تو خود متناقض ہین اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
استعدادی تہا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف ما بالفعلیتہ ہے سلسلہ حکمنات سے
صرف ما بالامکان الاستعدادی والقوۃ نہین علی ہذا القیاس عکس اوسکا یعنی جو صرف
ما بالامکان الاستعدادی والقوۃ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف ما بالفعلیتہ نہین
ہوسکتا پس فعلیتہ نظیر آنحضرت صلعم جو ممتنع بالغیر ہے بالحقیقتہ والاضافتہ بدلیل عدم
قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بالتخصیص الحقیقتہ والاضافتہ عقلاً وشرعاً
باطل ہے وکذا ان القول بالخاتمیتہ الاضافیتہ کان سہواً او منشورا الحق للسرعلی ما ارانا
من الحق والصواب والیہ المرجع والمآب۔ اور ہماری عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع
بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل
مین موجود ہے فقط قسطاس مستقیم ودوم اور منجملہ تفصیل مذکور جملہ شانون
عبارت مذکور ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان منقیون ما قالہم
کی ہے اوس سے بھی یہ ہی مطلب جس کو یہ کفر کہتی ہین ثابت ہوتا ہے ہم تو یہی
کہتے ہین نہی کہ تمکم مین تشبیہ ہے کس بات مین ہے اوس شق کو متعین کرو جسکو تہوڑا سا
لگاؤ علم سے ہوگا سمجھ لیگا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے جسطرح اس
زمین مین آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء ہوی ہین اور طرح نہین
بھی اسیطرح گذرے ہین اور جو تاویل قسطلانی نے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
پس جانا چاہیئے کہ اول تو ہمنے نسبت سند اس اثر کے جند ان کلام نہین کی اسلئے
کہ علماء نے اسمین بہت کلام کی ہے خصوص علماء مکہ معظمہ نے خرسہا اللہ تعالے
وعظمہا اوسکو سنداً او متناً معنیً ومراداً نالے وجود کردیا منجملہ اونکی جو اوہ عالم ہین
چارون مذہب کے چارون مفتی از انجملہ شیخ عبدالرحمان سراج جو لسپیر ہین مفتی
شیخ عبدالقدر سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اعاظم فضلاء حرمین شریفین سے ہے تفسیر

ہے اور عذر عدم مضرہ شاذ و غرابتہ وغیرہ اسباب ضعف و رکاکت در باب تفاصیل
حشری اور فضایل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
انقطاع سند باوجودیکہ ہرگونہ قابل اعتبار نہیں براہ سند اگر نظر بر متن بطریق تنزل کلام
جو ملاحظہ کیا کیا تو پھر بھی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قساطیس اوسنے پر ہیں الحاصل
محل کلام ہے سند اور متنا خصوص نظر بدان مفہوم مراد عرضم اعمین اور اس قسم کی تحقیق
ضروری متعلق اسکی اوایل کتاب ہذا قسطاس یکم میں مذکور ہے واللہ اعلم
قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبین سلف مانند قسطلانی
و زرقانی وغیرہ کے جو اس عصر میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کئے مانند عبارت
دافع الوسواس و مسئلہ واقعہ وغیرہ کی اور نیز بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المومنین
فی رد قول الجاہلین نے بیان کئے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے اور اصول
دین کے تو مخالف غلط ہوتی ہیں کتاب المرقطعی الدلالۃ کو یعنی عموم قولہ ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیرا کیونکہ اکثر قساطیس میں دلایل
مفصل ہو چکا جس سے انحاف و انقلاع معنی مندرج عبارت دافع الوسواس و مسئلہ
واقعہ و تالیہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بخوبی ہو گیا
مانند مخالفت حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلالۃ فاقرؤا
ما تیسر من القرآن کو پس جو یہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
جیسا کہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور عموم لفظ النبیین یا ایسا
والمعنی ہے کصحیح المجموع الدالۃ علی الشمول وضعا وعموم المعنی ظاہر للشمول ظاہر
صحیح اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا پس خاتمیۃ خاتم النبیین عموم نص قطعی
الثبوت ہے دربارہ ثبوت رسالت و ثبوت خاتمیۃ عامۃ نبیین کیونکہ مستوی الہ
الکلام بالفرض یہی مطلب ہے پس ثابت ہوا شمول خاتمیۃ خاتم

ہے اور عذر عدم مضرہ شاذ و غرابت وغیرہ اسباب ضعف و رکاکت در باب تفاصیل
حشری اور فضایل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
انقطاع سند باوجودیکہ ہر گونہ قابل اعتبار نہیں پر اہ سند مگر منظر متن بطریق تنزل کلام
جو ملاحظہ کیا کیا تو پھر بھی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قساطیس اور نسے پر ہیں الحاصل
محل کلام ہے سند اور متنا خصوص نظر بیان مفہوم مراد مرعوم اعمین اور اس قسم کی تحقیق
ضروری متعلق اسکی اوایل کتاب ہذا قسطاس یکم میں مذکور ہے واللہ اعلم
قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبین سلف مانند قسطلانی
و زرقانی وغیرہ کے جو اس عصر میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کئے مانند عبارت
داغ الوسواس و من واقعہ وغیرہ کی اور نیز بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المومنین
فی رد قول الجاہلین نے بیان کئے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے اور اصول
دین کے تو مخالف ہوتی ہیں کتاب السر قطعی الدلالۃ کو یعنی عموم قولہ تعالیٰ ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیرا اسبانکہ اکثر قساطیس میں دلایل
مفصل ہو چکا جس سے انخاف و انقلاع معنی مندرج عبارت داغ الوسواس و من
واقعہ و تالیہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بخوبی ہو گیا
مانند مخالفت حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلالۃ فاقرؤا
ما تیسر من القرآن کو پس خود یہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
چہ جاکہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور اثر ہے اور عموم لفظ النبیین ہا یشعر
والمعنی سے کصحیح المجموع الدالۃ علی الشمول وضعا و عموم المعنی ظاہر للشمول ظاہر
معنی اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا پس خاتمیۃ خاتم النبیین عموم نص قطعی
الثبوت ہے در بارہ ثبوت رسالت و ثبوت خاتمیۃ عامۃ نبیین کیونکہ مسوق لہ
الکلام ہا لفرض یہی مطلب ہے پس ثابت ہوا شمول خاتمیۃ خاتما

کتب مذکور سے بخوبی بطور اصول ثابت ہوگیا لیس لغو ہوگیا قول صاحب
نصر المومنین کا کہ عموم نص ظنی الثبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے
انما الباطل ای الانقطاع الباطن لو عان یکون الاتصال فیہ ظاہرا
ولکن وقع الخلل لوجہ آخر وہو فقد شرائط الراوی او مخالفتہ الدلیل فوقہ انکان
العرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان خالف الکتاب کحدیث لا صلوٰۃ الا
بفاتحۃ الکتاب یخالف لعموم قولہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر من القرآن او عرض عنہ
الائمۃ من الصدر الاول یعنی ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا
الی الحدیث کان ذالک دلیل انقطاعہ مثل ما روی ان الصحابۃ اختلفوا فیما بینہم
فی وجوب الزکوٰۃ علی الصبی بالرأی ولم یلتفتوا الی قولہ علیہ السلام ابتغوا فی
مال الیتامی خیرا کیلا یاکلہ الصدقۃ فعلم انہ غیر ثابتہ او کاول بتاویل ان المراد
بالصدقۃ النفقۃ علیہ کما قال نفقۃ الرجل علی نفسہ صدقۃ کان مردودا منقطعا
ایضا انتہی فقط اقول نفس علی ہذا حال الاثر المذکور المتنازع فیہ یعنی مراد نبی
سے اثر مذکور میں ہادی غیر نبی ہے مجازا بوجہ مناسبت نفس ہدایت میں مانند
مناسبت فیما بین صدقہ و نفقہ مذکور بتشارک علت شدہ احتیاج فیما بین ہر دو مصرف
یعنی احتیاج یتامی طرف متولی مربی سرپرست کے اور احتیاج فقراء طرف اغنیا
کے حالانکہ احتیاج یتامی فایق ہے نسبت احتیاج فقراء کے کہ ظاہر ہے اور بین
کہنا ہوں گویا وجہ یہ ہی دربارہ اطلاق لفظ صدقہ اوپر نفقہ یتامی کے بسبب
عاجز ہونے اونکی کے تصرف سی اپنی مال میں عرفا و شرعا و عقلا کہ وہ
مانند فقیر کے ہیں اور محتاج کے پیش مبلغ اپنی کے کہ وہ مجبور ہیں تصرف سی لہذا
غرض شارع یہ ہے کہ مربیان اور متولیان یتیمان اونکی کو خطاب ہے کہ خدا
کو مان کر اونکو اطور تملیکی فقیرون ہی کے انکی مال میں سے دو اور جلد جلد

کتب مذکور سے بخوبی بطور اصول یہی ثابت ہوگیا لیس بغ ہوگیا قول صاحب
نصر المومنین کا کہ عموم نص ظنی الثبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے
انما الباطل ای الانقطاع الباطن لو کان بانیکون الاتصال فیہ ظاہرا
ولکن وقع الخلل لوجہ آخر وہو فقد شرائط الراوی او مخالفتہ الدلیل فوقہ انکان
المعرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان خالف الکتاب کحدیث لا صلوٰۃ لمن
لم یقرء بفاتحۃ الکتاب یخالف لعموم قولہ تعالیٰ فاقرءوا ما تیسر من القرآن او اعرض عنہ
الائمۃ من الصدر الاول یعنی ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا
الی الحدیث کان ذالک دلیل انقطاعہ مثل ما روی ان الصحابۃ اختلفوا فیما بینہم
فی وجوب الزکوٰۃ علی الصبی بالرای ولم یلتفتوا الی قولہ علیہ السلام ابتغوا فی
مال الیتامی خیرا کیلا یاکلہ الصدقۃ فعلم انہ غیر ثابتہ او کاول بتاویل ان المراد
بالصدقۃ النفقۃ علیہ کما قال نفقۃ المرء علی نفسہ صدقۃ کان مردودا منقطعا
ایضا انتہی فقط اقول نفس علی ہذا حال الاثر المذکور المتنازع فیہ یعنی مراد نبی
سے اثر مذکور میں ہادی غیر نبی ہے مجازا لوجہ مناسب نفس ہدایت میں مانند
مناسبت فیما بین صدقہ و نفقہ مذکور بتشارک علتہ شدہ احتیاج فیما بین ہر دو مصرف
یعنی احتیاج یتامی طرف متولی مربی سرپرست کے اور احتیاج فقراء طرف اغنیاء
کے حالانکہ احتیاج یتامی فایق ہے نسبت احتیاج فقراء کے کہ ظاہر ہے اور میں
کہتا ہوں کو یا وجہ یہ ہی دربارہ اطلاق لفظ صدقہ اوپر نفقہ یتامی کے بسبب
عاجز ہونے اونکی کے تصرف سی اپنی مال میں عرفا و ہم شرعا و ہم عقلا کہ وہ
مانند فقیر کے ہیں اور محتاج کے پیش مربی اپنی کے کہ وہ مجبور ہیں تصرف سی لہذا
غرض شارع یہ ہے کہ مربیان اور متولیان یتیمان اونکی کو خطاب ہے کہ خدا
کو مان کر اونکو اطور للہیون فقیرون ہی کے انکی مال میں سے دو اور جلد جلد

بالاتفاق جو کہ ثابتہ ہے نصوص قرآنی سے قولہ تعالیٰ خلق سبع سموات طباقا الخ
تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیہن بخلاف تعداد زمین کے اسلیئے کہ نقطۃ الارض
معطوف ہے السموات السبع پر بخلاف ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور
منکر نفس وجود ارض ہی ایسا ہی کافر بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کافر بالاختلاف
مانند منکر مسح موزہ کہ اوسکا بھی ثبوت احادیث مشاہیر سے ہے مانند تعداد
اراضی کے نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کافر اختلافی درصورت بقاء اسلام
اوسکی کے اشد فاسق ہے کہ جسکی کفر اور اسلام میں علماء متحیر اور متردد ہیں اور
عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہا واقعہ
معتبرات کے مانند درمختار رد در شرح عزاوی وغیرہ اور اختلاف فصل اور وصل
مابین ارض مالع نہیں تکثر ارض اور تعدد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات
کے از قسم الوان وغیرہ وسہل وسخت جیسا کہ وارد احادیث ہے قال رسول اللہ
صلعم فجار بنو آدم الخ خواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اوسکی تفسیر
میں روایتہ مرفوعہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ میں
اصح واعمد الباب ہے اگرچہ اوسمیں باعتبار طرق عزائیہ من وجہہ ہے اور انقطاع
ہے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد ساری
شرح بخاری میں لکھا مگر باہم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفاً وخلفاً متلقی بالقبول
مابین العلماء والفحول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اوسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی
متجاورہ ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع
متجاورہ ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور جسنے حمل کیا عدد سبعہ کو اوپر اقالیم سبعہ کے وہ نالائق
ہر یک ہے قال ابن کثیر ومن حمل ذالک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعۃ وخالف القرآن
من قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ میں نجعۃ زکہ یہ قسم ہے گھاس کی اوسکو

بالاتفاق جو کہ ثابتہ ہے نصوص قرآنی سے قولہ ثم خلق سبع سموات طباقا الخ
تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیہن بخلاف تعداد زمین کے اسلئے کہ قولہ الارض
معطوف ہے السموات السبع پر بخلاف ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور
منکر نفس وجود ارض ہی ایسا ہی کافر بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کافر بالاختلاف
مانند منکر مسح موزہ کہ اوسکا بھی ثبوت احادیث مشاہیر سے ہے مانند تعداد
اراضی کے نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کافر اختلافی درصورت بقاء اسلام
اوسکی کے اشد فاسق ہے کہ جسکی کفر اور اسلام میں علماء متحیر اور متردد ہیں اور
عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہا واقعہ
معتبرات کے مانند درمختار و ردر شرح عزا وغیرہ اور اختلاف فصل اور وصل
مابین ارض بالغ نہیں تکثر ارض اور تعدد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات
کے از قسم الوان وغیرہ وسہل وسخت جیسا کہ وارد احادیث ہے قال رسول اللہ
صلعم فجار بنو آدم الخ خواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر
میں روایتہ مرفوعہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ میں
اصح واعمد الباب ہے اگرچہ اوسمیں باعتبار طرق عزائیہ من وجہہ ہے اور انقطاع
ہے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد ساری
شرح بخاری میں لکھا مگر اسہم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفاً وخلفاً متلقی بالقبول
مابین العلماء والفحول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی
متجاورہ ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع
متجاورہ ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور جسنے حمل کیا عدد سبعہ کو اوپر اقالیم سبعہ کے وہ نا سند
ہر یک ہے قال ابن کثیر ومن حمل ذالک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعۃ وخالف القرآن
من قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ میں نجعتہ رکھا یہ قسم ہے کہا اس کی اوسکے

تطبیق حاصل ہو درمیان اس روایت کے اور قول بعض کے جو یہ ہے وتوہم من یری
ان الارض سطح علی الانخفاض والارتفاع کدرجی المراقی من تفسیر روح البیان
یعنی مانند درجہ زینوں کے یعنی سیڑھیوں کے شکل ہذا بلندی
اور پستی کو بھی یہ شکل حاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یہ شکل ہو سکتی ہے
موافق تحقیق اہل حدیث شریف علما محققین کے دربارہ وارد ہونے
حدیث شریف کے بمقدمہ اوسط ہونے اور نیز اعلی ہونے
جنت الفردوس کے اور اوپر اوسکی اور سب جنتوں کے بطور جہت
کے عرش الرحمان ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلی میں یہ ہے کہ ایک شی اوسط
بھی ہو اور اعلی بھی ہو بدین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دایرہ ہفتمین یعنی
اسطوانہ مدور یعنی ستون گول جو درمیان دو ایرہ کے واقع ہے وہ سب دوایر
محیط اپنی سے مرتفع بلند ہو اور دایرہ ششمی جو متصل اوسکی ہے وہ اس سے
کوچک ہو علی ہذا القیاس تا دایرہ ہفتمین جو حاوی اور محیط ہے سب دوایر اسباطین بستہ
محاط اپنی کو یعنی ہر دایرہ محیط وہ ہر دایرہ محاط اپنی سے کوچک ہو جو شکل مدرج ہے مفاہیم
بغایر الفہم تو وہ دایرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان ہے اوسپر
بدین اعتبار صادق آتا ہے معا اوسط بھی ہونا اور اعلی بھی ہونا پس اگر (دایرہ ہفتمین)
حاوی اور سافل سے جو سب سے کوچک تر ہے چڑھنا شروع کیا جاوے تا دایرہ
بلند تر تک جو درمیان سب دوایر کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و نزول شروع کیا جاوے
وہ ہی شکل مدرج پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض دوایر مذکورہ بخط مستقیم جو
عین مساحتہ الراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اسطوانہ
مائلہ کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت وفوق مجازی کے مثل الفاتحہ تحت
کی ایرہ کے اخر سنی یعنی اپنی استاد استاذ الآفاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

تطبیق حاصل ہو درمیان اس روایت کے اور قول بعض کے جو یہ ہے وتوہم من یری
ان الارض سطح علی الانخفاض والارتفاع کدرجی المراقی من تفسیر روح البیان
یعنی مانند درجہ زینوں کے یعنی سیر ہیوں کے شکل یہ ہے بلندی
اور پستی کو بھی یہ شکل حاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یا یہ شکل ہو سکتی ہے
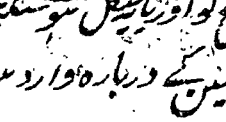
موافق تحقیق اہل حدیث شریف علماء محققین کے دربارہ وارد ہونے
حدیث شریف کے متعلقہ اوسط ہونے اور نیز اعلی ہونے

جنت الفردوس کے اور اوپر اوسکی اور سب جنتوں کے بطور جہت
کے عرش الرحمان ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلی میں یہ ہے کہ ایک شی اوسط
بھی ہو اور اعلی بھی ہو بدین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دایرہ ہفتمین یعنی
اصطوانہ مدور یعنی ستون گول جو درمیان دو دایرہ کے واقع ہے وہ سب دوایر
محیط اپنی سے مرتفع بلند ہو اور دایرہ ششمی جو متصل اوسکی ہے وہ اس سے
کوچک ہو علی ہذا القیاس تا دایرہ ہفتمین جو حاوی اور محیط ہے سب دوایر اسباطین جنت
محاطہ اپنی کو یعنی ہر دایرہ محیط وہ ہر دایرہ محاطہ اپنی سے کوچک ہو جو شکل مدرج سے مفاہیم
بغایر الفہم تو وہ دایرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوسپر
بدین اعتبار صادق آتا ہے معا اوسط بھی ہونا اور اعلی بھی ہونا پس اگر دایرہ ہفتمین
حاوی اور سافل سے جو سب سے کوچک تر ہے چڑھنا شروع کیا جاوے تا دایرہ
بلند تر تک جو درمیان سب دوایر کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و نزول شروع کیا جاوے
وہ ہی شکل مدرج پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض دوایر مذکورہ بخط مستقیم جو
عین مساحتہ الراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اسطوانہ
کاملہ کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت وفوق مجازی کے مثل القائم تحت
الجارہ کے آخر سنی بنی اپنی استاد استناذ الآفاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

مانند عدم وصول اکثر بلاد طبقہ ارض علیا پہونچنا دعوہ کا بذریعہ ہدایۃ خیر انبیاء مانند
تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ نسبت معنی و مطلب اثر ابن عباس رض سمجھنا چاہیے
اور پر ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استحالہ شترکت فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
بہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہیں آیا بوجہ فرق بنا دجازی مذکور بعلت
فرق کلی کے درمیان حقیقت اور مجاز کے قائل ۱۲ اور مسلک امام فخر الدین رازی
کے تائید اس حدیث شریف صحیحین میں صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روز حشر کنار دوزخ پر
تشریف رکھتی ہونگی اور خازنان نوالجین مالک داروغہ دوزخ اوسکو جو بخت شفاعۃ کبریٰ
آنحضرت صلعم داخل ہوے ہونگی بموجب پروانگی حقتعالی و تبارک جلبنانہ غواصی
کرکے نکال نکال نہ دوزخ سے باہر لاوینگی بشرطیکہ اوسکی قلب میں راہی کے دانہ
بھی برابر ایمان ہوگا پھر ملائکہ عرض کرینگی کوئی نہیں باقی رہا اوسوقت پروردگار
جل جلالہ اپنے تین بار پھر دوزخ میں سے نکالنے کا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث
حینات من حسنات ربی یعنی خیال کرنا چاہئے تین بار میرے رب کے لشکروں میں سے
یہ وہ لوگ ہونگی جنکو دعوہ انبیاء نہیں پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
توحید اور حشر پر ایمان لائی ہونگی کہ امر معقول ہے اسلئے کہ حسب اطلاق مبدء
اور منتہی ہر چیز کا ہوسکتی وہ ذات وحدہ لاشریک لہ متصداق ہوالاول والاخر
والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال میں یگانہ ہے اس مطلب پر براہ عقل پہنچ
سکتی ہیں اور جو ذات کہ موجد ہوسکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیۃ اور اخریۃ
والظاہریۃ والباطنیۃ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتی ہیں قادریۃ کاملہ پر وہی
ذات منفی اور مہلک ہوسکتی ہے اور اوہ پر قادر ہوسکتی ہے کہ اعادہ اجساد سی
اسوں ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے وہوا ہون علیہ
یہہ ارشاد آنحضرت صلعم الذا مالنجبہ بہ نسبت منکرین حشر تقریبا و تمثیلا و تقریرا لہم فی

مانند عدم وصول اکثر بلاد طبقہ ارض علیا پہونچنا دعوہ کا بذریعہ ہداۃ خیر انبیاء مانند
تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ نسبت معنی و مطلب ابن عباس رض سمجھنا چاہیئے
اور پر ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استحالہ شرکت فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
بہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہیں آیا بوجہ مزخرفہ وہابی حجازی مذکور بعلت
فرق کلی کے درمیان حقیقت اور مجاز کے قتائل ۱۲ اور مسلک امام فخر الدین رازی
کے تائید اس حدیث شریف صحیحین میں صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روز حشر کنار دوزخ پر
تشریف رکھتی ہونگی اور خازنان نوالجلین مالک داروغہ دوزخ اونکو جو بخت شفاعۃ کبریٰ
آنحضرت صلعم داخل ہوے ہونگی بموجب پروانگی حقتعالی و تبارک جلبتانہ غواصی
کرکے نکال نکال نہ دوزخ سے باہر لاوینگی بشرطیکہ اوسکی قلب میں رای کے دانہ
بھی برابر ایمان ہوگا پھر ملائکہ عرض کرینگی کوئی نہیں باقی رہا اوسوقت پروردگار
جل جلالہ اپنے تین بار پھر دوزخ میں سے نکالنے کا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث
حیثیات من حیثیات ربی یعنی خیال کرنا چاہیئے تین بار میں میرے رب کے لیوں میں سے
یہ وہ لوگ ہونگی جنکو دعوہ انبیاء نہیں پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
توحید اور حشر پر ایمان لائی ہونگی کہ امر معقول ہے اسلئے کہ حسب اطلاق مبدء
اور منتہی ہر چیز کا ہوسکتی وہ ذات وحدہ لاشریک لہ متصداق ہوالاول والاخر
والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال میں یگانہ ہے اس مطلب پر براہ عقل پہنچا
پہنچا سکتی ہیں اور جو ذات کہ موجد ہوسکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیۃ اور اخریۃ
والظاہریۃ والباطنیۃ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتی ہیں قادریۃ کاملہ پر وہی
ذات متفضی اور جہانکا ہوسکتی ہے اور اوہ پر قادر ہوسکتی ہے کہ اعادہ اجسادی
ہوں ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے وہوا ہون علیہ
یہہ ارشاد آنحضرت صلعم الزاما للحجۃ بہ نسبت منکرین حشر تفہیما و تمثیلا و تقریبا الہم فی

کے وصول دعوۃ بذریعہ آن ہذا ہ غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مراد نزول
امر سے نزول مذکور ہے چنانچہ سناد اوسکی قسطلانی سے جو شرح بخاری ہے مذکور ہے
وعلی تقدیر نبوتہ یحمل انبکون المعنی تحشر من تقدیری بہ مسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل
الذین یبلغون انبیاء اللہ وبسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسل ملائکہ کے
قولہ لغۃ اللہ لصیطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس الایۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
رسول شرعی نہیں ہیں جو بمعنی نبی شرعی ہیں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوۃ الخلق الی الحق
ہو بلکہ صرف پیغام رسانی ہی ہے اور یہ ظاہر ہے تعریف رسول اور نبی مصطلح شرعی
سے کہ ہوا انسان لعثبۃ السرالخ پھر کیا اشتباہ ہے اور فرق ہا دیان غیر انبیاء
ہیں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں اور ملایکہ مذکورہ ہیں جو ہے
سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملایکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
جنات اسواسطہ کہ اس گروہ کو نفس عدم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہا دیان غیر نبی کے لیس بہ شرکت جنات کچھ مضر
مطلب نہیں فافہم اور جاننا چاہیئے اگرچہ نزول وحی بظاہر متعلق بقصص واخبار
ماضیہ اور آیتہ اور احادیث ہی بعض کہ ہو رخصتیہ مانند نجاست پاپوش مبارک آنحضرت
صلعم عین حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رضہ مروی صحاح خصوص
بخاری شریف اور مخفی ہونا جرو کلب یعنی پلا کتی کا مروی مشکوت شریف اور
مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوتے مگر آل کار متعلق باحکام ہے نظر بتفرع
احکام بر ثبت ان امور کے بنظر غایر پس ہرگاہ منزل او محل اوسکا رسول اور نبی
ہوا کہ جو مرسل ومبعوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی نکاح ہے
ہے بخلاف قسم دوسری کے یعنی از قسم واوحی ربک الی النحل کریمہ جو بمعنی الہام ہے
برابر ہے کہ ذی عقل نہو مانند نحل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ واوحینا الی ام موسی

کے وصول دعوۃ بذریعہ آن ہذا ہ غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مراد نزول
امر سے نزول مذکور ہے چنانچہ شراح اوسکی قسطلانی سے جو شرح بخاری ہے مذکور ہے
وعلی تقدیر نبوتہ یحمل انبکون المعنی ثم من تقدیری بہ مسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل
الذین یبلغون انبیاء اللہ ویسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسل ملائکہ کے
قولہ تعالیٰ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس الایۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
رسول شرعی نہیں ہیں جو بمعنی نبی شرعی ہیں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوۃ الخلق الی الحق
ہو بلکہ صرف پیغام رسانی ہی ہے اور یہ ظاہر ہے تعریف رسول اور نبی مصطلح شرعی
سے کہ ہو انسان بعثتہ اللہ الخ پھر کیا اشتباہ ہے اور فرق ادیان غیر انبیاء
ہیں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات سو ان اور ملائکہ مذکورہ میں جو ہے
سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
جنات اسواسطہ کہ اس گروہ کو نفس عدم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ادیان غیر نبی کے پس شرکت جنات کچھ مضر
مطلب نہیں فافہم اور جاننا چاہیئے اگرچہ نزول وحی بظاہر متعلق بقصص واخبار
ماضیہ اور آیتہ اور احادیث ہی بعض ہو رخصتیہ مانند نجاست پاپوش مبارک آنحضرت
صلعم عین حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رضہ مرویہ صحاح خصوص
بخاری شریف اور خفی ہونا جرو کلب یعنی پلا کتی کا مرویہ مشکوت شریف اور
مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوئے مگر آل کا رمتعلق باحکام ہے نظر بتغیر
احکام بسبب ان امور کے بنظر غایر پس ہرگاہ منزل اور محل اوسکا رسول اور نبی
ہوا کہ جو مرسل ومبعوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی نکایہ
ہے بخلاف قسم دوسری کے یعنی از قسم واوحی ربک الی النحل کریمہ جو بمعنی الہام ہے
برابر ہے کہ ذی عقل نہو مانند نحل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ واوحینا الی ام موسی

صلعم کا کیونکہ ایک جانب ارض علیا سمجھی جاتی ہے اور دوسری جانب ہر ہفت آسمان
من حیث المجموع کیونکہ جبرئیل علیہ السلام وحی مذکور لاتے تھے بالائے ہر ہفت
آسمان سے اور اتر جاتے تھے روی زمین علیا پر جو کہ مقر تھا اوسکا یعنی وحی کا
کہ زر رسول اللہ رسول امین رسول کریم تھے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ امام رسل
پیشوائی سبیل ہا امین خدا مہبط جبرئیل ہا اور یہ توقف ملا علی قاری رح سے یعنی
یہ کہنا کہ نہیں پایا ہمنی یہ قول واسطہ کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
جلال الدین محلی رح یہ مبنی ہے اوپر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالاحکام
ہو پس نفی مذکور نفی اس کیفیت کے ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
یہ پیرایہ احکام اور تکالیف ہی ہو ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
اور اور قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع ارضی سماوات اور جمالیہ کو اور ہر ایک
آسمان کو قولہ الخ واوحی فی کل سماء امرہا فافہم وفی حاشیہ الجمل ما نصہ التوقف من القاری
مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالاحکام ولیس بلازم لامکان حملہ علی وحی
التصرف فی الکائنات پس جانا چاہیے کہ اس تحقیق معنی عبارت جلالین اور حاشیہ
الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس دور ہو گیا اوپر سے شیخ جلال الدین
محلی رح کے جو فخریہ عبارت دافع الوسواس نے آخر صفحہ اپنے میں کہا تھا سا ہے نقط
بے باکی کے یعنی نسبت کے اتنی قلت تدبر اور تتبع کی طرف شیخ موصوف رح کی دراز
افسی بتبین آنچہ مصنفا مورث کوتاہی چہرہ خود است وعبارت الخطیب والاکثرون علی
ان الامر ہو القضاء والقدر فعلی ہذا یکون المراد بقولہ لتعم بنیہن اشارۃ الی ما بین الارض
السفلی التی ہے ارقعا ہا وبین السماء السابعۃ التی ہے اعلاہا فیجری امر اللہ وقضاہ
وینفذ حکمہ فیہن وعن قتادہ فی کل ارض من ارضہ وسماء من سمائہ خلق من خلقہ
وامر من امرہ وقضاء من قضائہ وقیل ہو ما یتبرہ فیہن من عجائب تدبیرہ وقیل

صلعم کا کیونکہ ایک جانب ارض علیا سمجھی جاتی ہے اور دوسری جانب ہر ہفت آسمان
من حیث المجموع کیونکہ جبرئیل علیہ السلام وحی مذکور لاتے تھے بالائے ہر ہفت
آسمان سے اور اتر جاتے تھے روی زمین علیا پر جو کہ مقر تھا اوسکا یعنی وحی کا
کہ رسول اللہ رسول امین رسول کریم تھے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ع امام رسل
پیشوائی سبیل ہا امین خدا ہبط جبرئیل ہا اور یہ توقف ملا علی قاری رح سے یعنی
یہ کہنا کہ نہیں پایا ہمنی یہ قول واسطے کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
جلال الدین محلی رح یہ مبنی ہے اوپر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالاحکام
ہو پس نفی مذکور نفی اس کیفیت کے ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
بسبب احکام اور تکالیف ہی ہو ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
اور اور قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع ارضی و سماوات اور عالیہ کو اور ہر یک
آسمان کو قولہ لغۃ واوحی فی کل سماء امرہا فافہم وفی حاشیہ الجمل بعد التوقف من القاری
مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالاحکام ولیس بلازم لامکان حملہ علی وحی
التصرف فی الکائنات پس جانا چاہیئے کہ اس تحقیق سے عبارت جلالین اور حاشیہ
الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس دور ہو گیا اور بر سے شیخ جلال الدین
محلی رح کے جو فخریہ عبارت دافع الوسواس نے آخر صفحہ اپنے میں کہا تھا سا ہتہ لفظ
بے باکی کے یعنی نسبت کے اتنی قلت تدبر اور تتبع کی طرف شیخ موصوف رح کی دراز
افسی مثبتی آبنہ منصفا مورث کارنمائی چہرہ خود است وعبارت الخطیب والاکثرون علی
ان الامر ہو القضاء والقدر فعلی ہذا یکون المراد بقولہ لتعہ ہنہن اشارۃ الی ما بین الارض
السفلی التی ہی ارضنا وبین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا فیجری امر اللہ وقضاہ
وتنفذ حکمہ فیہن وعن قتادہ فی کل ارض من ارضہ وسماء من سمائہ خلق من خلقہ
وامر من امرہ وقضاء من قضائہ وقیل سوی ما یدبرہ فیہن من عجائب تدبیرہ وقیل

اوپر اتلی ایک دوسرے پر قطار باندہ کر اور کچھہ ایک آدہی بات بجملہ احکام صادرہ
سے جو کہ کارپردازان جریان قضاء و قدر کے نسبت صادر ہوتے ہین کارخانجات
الہیہ مین سن آتے ہین جسوقت کہ اوپر جسم ہوتا ہے بھاگ آتے ہین نیچی اور وہ
ایک آدہ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سن آتے ہین اپنے اخوان کو جو اخوان الشیاطین
ہین کاہن اور اہل نجوم وہ سو جھوٹ اور اپنی طرف سے ملا کر اونکو خبر دیتے ہین وہ
اپنے معتقدین سے کہتی ہین آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا تہا ہی اوسکی معتقدین
کل کلام کو اوسکی راست سمجہتی ہین کہ اس شخص کو غیب دانی ہے معاذ اللہ منہا عظم الکفر
قال الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل الحنفی الانقروی رح فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
تحت تفسیر الآیۃ الشہر لفیتہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
ہذہ الایۃ ہی نص علی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی
والاحری لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولا ینعکس
وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلعم فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال
محمد صلعم الیہم ثم من تشہر لفیہ لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر بہ
فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من امتہ لا نبی بعدہ لیعلموا من کذب دعی ہذا المقام
بعدہ کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وتشعبذ وات بانواع السحر والطلاسم
والنیرنجات وکلہا محال وضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل المذکور فی تفسیرہ
المذکور قریبا منہ غیر بعید وتنبا رجل فی زمن ابی حنیفۃ رح وقال اہملونی حتی اجیئ
بالعلامات فقال ابو حنیفۃ رح من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی
کذا فی مناقب الامام وفی الفتوحات المکیۃ وانما لم یعطف المسلم السلام الذی
سلم بہ علی نفسہ یا لواو علی سلام الذی سلم بہ علی نبیہ ای لم یقل والسلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیک ایہا النبی لا یعطفہ علیہ وقال والسلام

اوپر آتی ایک دوسرے پر قطار باندہ کر اور کچھہ ایک آدمی بات بجملہ احکام صادرہ
سے جو کہ کارپردازان جریان قضاء و قدر کے نسبت صادر ہوتے ہین کارخانجات
الہیہ مین سُن آتے ہین جسوقت کہ اوسپر رجم ہوتا ہے بھاگ آتے ہین نیچی اور وہ
ایک آدہ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سُن آتے ہین اپنے اخوان کو جو اخوان الشیاطین
ہین کاہن اور اہل نجوم وہ سو جھوٹ اوُر اپنی طرف سے ملا کر اونکو خبر دیتے ہین وہ
اپنے معتقدین سے کہتی ہین آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا تہا ہی اوسکی معتقدین
کل کلام کو اوسکی راست سمجہتی ہین کہ اس شخص کو غیب دانی ہے معاذ اللہ منہا حفظ اللہ علیہم
قال الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل الحنفی الانقروی رح فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
تحت تفسیر الآیۃ اشتہر لفیۃ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
ہذہ الایۃ ہی نص علی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی
والاحری لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولا ینعکس
وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلعم فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال
محمد صلعم الیہم ثم من تشہر لفیۃ لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر
فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من اللہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ہذا المقام
بعدہ کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وتشعبد وات بانواع السحر والطلسمات
والنیرنجات وکلہا محال وضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل المذکور فی تفسیرہ
المذکور قریبا منہ غیر بعید وتنبا رجل فی زمن ابی حنیفۃ رح وقال احملونی حتی اجیئ
بالعلامات فقال ابو حنیفۃ رح من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی
کذا فی مناقب الامام وفی الفتوحات المکیۃ وانما لم یعطف المسلم الذی
سلم بہ علی نفسہ یا لواو علی سلام الذی سلم بہ علی نبیہ ای لم یقل والسلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیک ایہا النبی لانہ لو عطفہ علیہ وقال والسلام

ولکن رسول اللہ ولکن کان محمد رسول اللہ وخاتم النبیین ختم اللہ بہ النبیین فلا یکون نبی بعدہ ۱۲ منہ تفسیر عباسی ۱۲ ولیکن پیغمبر خدا است و مہر پیغامبر آنست یعنی بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲ منہ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ۱۲ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ۔ قدتم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من شہر رمضان المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ خیر من الف لیلۃ اعطیتہا امتہ خیر الامم امتہ خاتم النبیین نبی آخر الزمان علیہ صلوٰۃ اللہ الرحمان۔

قسطاس ہفتاد و پنجم

بعید نہیں بلکہ قریب تر ہے کہ مثبتین خواتم ستہ عجب نہیں کہ بحوالہ حدیث ان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواتم ستہ کریں جسکو روایت کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ محی الدین محمد بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف کعبہ معظمہ شرح اس حدیث شریف کی بنہج کی کہ یہہ مخطور ہوا کہ یہہ معاملہ عالم مثال سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجیہہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے اسطور پر کی کہ جس سے تعدد آدم ثابت نہو بلکہ تو حد آدم ثابت ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام میں بیان کرینگے فقط اور تحقیق حضرت مجدد منجملہ مکاتیب اونکی کے مکتوب پنجاہ و ششم جلد ثانی میں موجود ہے جو بنام خواجہ محمد تقی صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا لیس میں کہتا ہوں کہ اس سے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ معاملہ دگرگون ہے بچند وجہہ اول تو خود ناقل حدیث نے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور منافقہ سہ دگری مثبتین خواتم ستہ اور نافین اونکی کے درمیان عالم استادہ واقع ہے چنانکہ حضرت مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہہ عالم شہادت سے نہیں بلکہ شعبدہ ہا ہے عالم

ولکن رسول اللہ ولکن کان محمد رسول اللہ وخاتم النبیین ختم اللہ بہ النبیین فبلا یکون نبی بعدہ ۱۲ من تفسیر عباسی ۲ ولیکن پیغمبر خدا است ومہر پیغامبران است یعنی بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ۱۲ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ۔ قلتم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من شہر رمضان المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ خیر من الف لیلۃ اعطیتہا امتہ خیر الامم امتہ خاتم النبیین نبی آخر الزمان علیہ صلوۃ الرحمان۔

قسطاس ہفتاد و پنجم

بعید نہیں بلکہ قریب تر ہے کہ مثبتین خواتم ستہ عجب نہیں کہ بحوالہ حدیث ان اللہ لم خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواتم ستہ کریں جسکو روایت کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ محی الدین محمد بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف کعبہ معظمہ شرح اس حدیث شریف کی بدیں طور کی کہ یہہ مخطور ہوا کہ یہہ معاملہ عالم مثال سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجیہہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے اسطور پر کی کہ جس سے تعدد آدم ثابت نہو بلکہ توحد آدم ثابت ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام میں بیان کرینگے فقط اور تحقیق حضرت مجدد منجملہ مکاتیب اونکی کے مکتوب پنجاہ و ششم جلد ثانی میں موجود ہے جو بنام خواجہ محمد نعیم صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا ایس میں کہتا ہوں کہ اس سے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ معاملہ دگرگون ہے بچند وجہہ اول تو خود ناقل حدیث نے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور منافشہ سہل گری مثبتین خواتم ستہ اور نافین اونکی کے درمیان عالم اسناد وہ واقع ہے چنانکہ حضرت مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہہ عالم شہادت سے نہیں بلکہ شعبدہ ہا ہے عالم

بالفرض والتقدیر اگر حضرات صوفیہ صافیہ کرام میں سے اکابر مانند شیخ اکبر و شیخ کبیر
صدر الدین قونیوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ فانی شیخ محب اللہ
الہ آبادی وغیرہم کا قول مکشوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدانخواستہ
باشند کہ کسی طور موجہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب متصور اور مقبول نہیں ہو سکتا
اور نہ قابل اعتقاد و انقیاد و اتباع ہے اول تو یہ کہ بنا بر اصول دین اور یہ مکاشفہ
اور الہام اور رؤیا اور وقائع اور منام اور تجلی اور انعاس اور رشحہ یعنی اونگھنا گنگیلا
پینک وغیرہ حالات پر نہیں جھوڑے گئے بلکہ اوپر وحی کے قرار پائے ہاں اگر
یہ امور موافق اصول دین ہوں تو معتبر ہیں عمدہ مؤیدات دین سے ہیں کیا
نہیں دیکھا تو نے ای طالب منصف کہ دیکھنا آنحضرتؐ کا خواب میں باوجود
پچھیالیسویں حصہ نبوت کے کہ برداز نبوت میں سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض
قسطاس میں گذری دیکھنے والی کو صحابی نہیں کہہ سکتے چنانچہ تکمیل الایمان
میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں بالجملہ نصیحت آنست
کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع آئمہ
مجتہدین باید بود خصوصاً در مادہ اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشایخ
باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجیہ و تطبیق کلام ایشان
با کلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نہاد و کار
باید کرد و اگر استدراج کاملست و بتبعیت صادق و مجاہدہ قوی انچہ از احوال و مواجید
و انوار کشف و یقین است خود پرتوہ خواہد انداخت از رتفوہ و تکلف و تقلید
در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و ہو الموفق و فقنا اللہ و ایاکم
لما یحب و یرضی ۱۲ امی گویم با اینہمہ معارف و مکاشفات و حالات رفیع و علوم وسیع شیخ اکبر
و صوفی قدس سرہ سے دربارہ اجتہاد در مسئلہ ایمان فرعون لعین میں خلاف نام

بالفرض والتقدیر اگر حضرات صوفیہ صافیہ کرام میں سے اکابر مانند شیخ اکبر و شیخ کبیر
صدر الدین قونیوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ ثانی شیخ محب اللہ
الہ آبادی وغیرہم کا قول مکشوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدانخواستہ
باشند کہ کسی طور موجہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب متصور اور مقبول نہیں ہو سکتا
اور نہ قابل اعتقاد و القیاد و اتباع ہے اول تو یہہ کہ بنا بر اصول دین اور مکاشفہ
اور الہام اور رؤیا اور وقائع اور منام اور تعامل اور انفاس اور رشتہ یعنی اونگھ نیند یا
بینک وغیرہ حالات پر نہیں جھوڑے گئے بلکہ اوپر وحی کے فرمایا ہے ہاں اگر
یہہ امور موافق اصول دین ہوں تو معین ہیں یا عادہ مؤیدات دین سے ہیں کیا
نہیں دیکھا تو نے ای طالب منصف کہ دیکھنا آنحضرتؐ کا خواب میں باوجود
جیسا کہ ہیں حصہ نبوت کے کہ بر دار نبوت میں سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض
قسطاس میں گذری دیکھنے والی کو صحابی نہیں کہہ سکتی چنانچہ تکمیل الایمان
میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں بالجملہ نصیحت آنست
کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع آئمہ
مجتہدین باید بود خصوصاً در مادہ اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشایخ
باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجیہہ و تطبیق کلام ایشان
با کلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نہاد و کار
باید کرد و اگر استعداد کاملست و نیتہ صادق و مجاہدہ قوی آنچہ از احوال و مواجید
و انوار کشف و یقین است خود پرتوہ خواہد انداخت از تفوہ و تکلف و تقلید
در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و ہو الموفق و قصدا السبیل و ایاکم
کما یحب و یرضی ۱۲ می گوئیم با اینہمہ معارف و مکاشفات و حالات رفیع و علم وسیع شیخ اکبر
و صوفی قدس سرہ سے درباره اجتہاد در مسئلہ ایمان فرعون یعنی میں خلاف نام

گاه کرد و فرمود که من از جمله اجداد تو ام پرسیدم که چند سال است از فوت تو فرمود که از فوت من زیاده از چهل هزار سال است من از روی تعجب گفتم که از ابتدا از خلقت آدم ابی البشر علیه السلام تا امدم هفت هزار سال تمام نشده است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این ادم است که در اول دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرمود بین وقت حدیث نبوی علیه السلام که سابق بخیر یافت بخاطر گذشت که مولانا میفرمود است محمد دما مکرتا دین مسله بعنایت الهی سبحانه انچه بر من خیر ظاهر گشته است آنست که اینهمه آدم که پیش از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند وجودشان در عالم مثال بوده است نه در عالم شهادة همین حضرت آدم است که در عالم شهادة موجود گشته است و در زمین خلافت یافته است و مسجود ملائک شده است خانیه مافی الباب آدم چون بر صفته جامعیته مخلوق گشته است و در حقیقت خود لطائف و اوصاف لبیاد دارد پیش از وجود او بقرون متطاول در هر وقتی از اوقات صفتی از صفات یا لطیفه از لطائف او بایجاد خداوندی جل سلطانه در عالم مثال موجود گشته و بصورت آدم ظاهر شده و مسمی باسم او گشته و کاروبار آدم منتظر از وی بوقوع آمده حتی که تو الد و تناسل که مناسب عالم مثال است نیز بظهور پیوسته و کمالات صوری و معنوی مناسب ان عالم نیز یافته و شایان عذاب و ثواب گشته بلکه در حق او قایم شده بهشتی به بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد ازان وقتی از اوقات بمشیته الله تعالی صفتی یا لطیفه دیگر از صفات و لطائف او در همان عالم بنقطه ظهور آمده و کاروبار یکه از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخه جامعه در عالم شهادة بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و بفضل او تعالی معزز و مکرم شده اگر

نگاه کرد و فرمود که من از جمله اجداد تو ام پرسیدم که چند سال است از فوت تو فرمود که از فوت من زیاده از چهل هزار سال است من از روی تعجب گفتم که از ابتدا از خلقت آدم ابی البشر علیه السلام تا امدم هفت هزار سال تمام نشده است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این ادم است که در اول دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرمود درین وقت حدیث نبوی علیه السلام کر سابق بخاطر یافت بخاطر گذشت که مولدا ینقول است محمد دما مکرر درین مسئله بعنایت الهی سبحانه انچه برین خقیر ظاهر گشته است آنست که اینهمه آدم که پیش از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند وجودشان در عالم مثال بوده است نه در عالم شهادة همین حضرت آدم است که در عالم شهادة موجود گشته است و در زمین خلافت یافته است و مسجود ملائک شده است فانه ما فی الباب آدم چون بر صفته جامعیته مخلوق گشته است و در حقیقت خود لطائف و اوصاف لبسیار دارد پیش از وجود او بقرون متطاولة در هر وقتی از اوقات صفتی از صفات یا لطیفه از لطائف او بایجاد خداوندی جل سلطانه در عالم مثال موجود گشته و بصورت آدم ظاهر شده و مستعی باسم او گشته و کاروبار آدم منتظر ازدی بوقوع آمده حتی که توالد و تناسل که مناسب عالم مثال است نیز بظهور پیوسته و کمالات صوری و معنوی مناسب ان عالم نیز یافته و شایان عذاب و ثواب گشته بلکه در حق او قایم شده بهشتی بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد از ان وقتی از اوقات بمشیته الله تعالی صفتی یا لطیفه دیگر از صفات و لطائف او در سیاق عالم بمنصه ظهور آمده و کاروبار یکه از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخه جامعه در عالم شهادة بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و بفضل او تعالی معزز و مکرم شده اکر

مجلی کے کبھی کثیر اور کبھی واحد اور کبھی کبیر اور کبھی صغیر اور کبھی دقیق اور کبھی عریض ہوتا ہے اور کبھی متحرک اور کبھی ساکن فافہم ولا تتوہم لیس علی ہذا القیاس سے موافق توجیہہ

اس حدیث ان اللہ خلق الف مائۃ آدم کے فقرہ اول اثر ابن عباس رض میں جو فیہ آدم کا ذکر ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے کی ہے وہ بھی مراد ہے جو مطابق ہے مضمون عقاید اسلام کے پس مطابق صدر اثر کے مقطع اثر میں جو فقرہ فیہ نبی کنبکم اور فیہ محمد کم مرد اتبہ دیگر ہے تو بہر صورت دہر بہلو بطریق اول توجیہہ و تاویل واجب ہے اسلئے کہ مرتبہ اثر کمتر از خبر ہے اور بیشتر مرتبہ خاتم افضلتر ہے مرتبہ اول سے جو آدم ہے فقط انصاف شرط ہے۔ موعظۂ حسنہ صدور خطا عصمت انبیاء کبار ہی سے صادر ہوتی ہے اور انہوں ہی کی خطا کا بھی اعتبار ہے جنکی صواب کا اعتبار ہے نقص فضل و کمال و دیانت نہیں بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا طریق اکابر سلف صالح سے زیادہ تر رونق بخش ہے امام اعظم رح سے بمقابلہ تلامذہ اپنے کے عدہ مسایل میں رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز افتخار دارین اونکی کا ہوا نہ موجب تنافر اور تنحی تلف و تعاند بلکہ گرمی اونکی کا ہوا بلکہ بموجب امر حضرت

شریف لا تباغضوا و لا تدابروا و لا تقاطعوا کونوا عباد اللہ اخوانا اور موجب تواصل و تواسی ہوا مخلص و وسیلہ عالم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل حکایت اپنی معاینہ کے کرتا ہے کہ سنہ ۱۲۴۷ ہجری قدسی میں بخدمت سید زادہ سنن ابی داؤد میں پیش خدمت حضرت اوستاذی اوستاذ الآفاق مولانا الحاج محمد اسحاق محدث قدس سرہ شاہجہان آباد میں وقت چار گھڑی روز برآمدہ سبق پڑھتا تھا اور پانچ چار صاحب جو ہمیشہ سامع ہوتے وہ بھی موافق معمول حاضر تھے ایک شخص آیا اس نے ایک فتوی پیش کیا حضرت ممدوح نے اوسپر نظر فرما دی دو بارہ اٹھا کر سبق مذکور میں وہی شخص آیا کاغذ سابق مذکور اور فتوی دوسرا لا کر پیش کیا حضرت

مجلی کے کبھی کثیر اور کبھی واحد اور کبھی کبیر اور کبھی صغیر اور کبھی دقیق اور کبھی عریض ہوتا ہے اور کبھی متحرک اور کبھی ساکن فافہم ولا تو تم پس علی ہذا القیاس موافق توجیہہ
اس حدیث ان اللہ خلق الف مائۃ آدم کے فقرہ اول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو
فیہ آدم کا ذکر ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے کی ہے وہی
مراد ہے جو مطابق ہے مضمون عقاید اسلام کے پس مطابق مسند ابن ابی شیبہ کے مقطع اثر
میں جو فقرہ فیہ نبی کبیکم اور فیہ محمد کم ہر دو اثبات دیگر ہے تو بہر صورت دو بہر پہلو بطریق اول
توجیہہ وتاویل واجب ہے اسلئے کہ مرتبہ اثر کمتر از خبر ہے اور سیر مرتبہ خاتم افضلتر ہے
مرتبہ اول سے جو آدم ہے فقط اضافت شرط ہے۔ موعظۃ حسنہ صدور خطا عیب
نہیں اکابر ہی سے صادر ہوتی ہے اور اونہوں ہی کی خطا کا بھی اعتبار ہے جنکی
صواب کا اعتبار ہے نقص فضل و کمال دیانت نہیں بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا
طریق اکابر سلف صالح سے زیادہ تر رونق بخش ہے امام ابوحنیفہ رح سے بمقابلہ علماء
زمانے کے عدد مسائل میں رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز افتخار دارین اونکی کا
ہوا مدرسہ موجب تنافر اور تنی لف و تعاند گری اونکی کا ہوا بلکہ بموجب امر حدیث
شریف لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تقاطعوا کونوا عباد اللہ اخوانا اور موجب
توالف اور توالس ہوا مخلص و وتسدر عالم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل
حکایت اپنی معاینہ کے کرتا ہے کہ ۱۲۴۷ھ ہجری قدسی میں بمنی سیزدہ سنن ابی داؤد
میں پیش خدمت حضرت اوستاذی اوستاذ الاساتذہ مولانا الحاج محمد اسحاق محدث
قدس سرہ شاہجہان آباد میں وقت چار گھڑی روز برآمدہ سبق پڑھتا تھا اور
پانچ چار صاحب جو ہمیشہ سامع رہتے وہ بھی موافق معمول حاضر تھے ایک شخص آیا اس نے
ایک فتوی پیش کیا حضرت ممدوح نے اوسپر نظر فرمائی دوبارہ اٹھا رسبق
مذکور میں وہی شخص آیا کاغذ سابق مذکور اور فتوی دوسرا لایا پیش کیا حضرت

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداع طریق شنیع
اعتقاد کہ شرکت فی النبوت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
خاتم نبی ہوا بالضرور اور نبوت ختم ہوچکی قطعاً ثابت ہے تو خاتم النبیین ہوئی اور زمان
بعثت سے تا انقراض زمان زمان خاتم النبیین ہے ہے خواہ زمان حیات شریف
خواہ زمان وفات منیف اور یہ عذر کہ خواہم شد قبل از زمان بعثت گذرے کی سے گیرد
مرسل شرعی منتفی اور تحاکم نہیں ہوں بخلاف حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس
کہ کروہ نبی نہیں ہوئی تاکہ شرکت لازم آئی بلکہ خدیم النبوت سابق النبوتا
باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ تابع الشریعۃ المحمدیۃ ہیں ایسا عقیدہ خلاف ہے عقیدہ
اہل اسلام کے خصوص اہل سنت وجماعت کے موجب اس واثبہ قول الخ باب
ہشتم کتاب تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ وبجعل الاعتقاد باتہ ما کان لاحد شرکۃ

فی النبوت بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کان شریکا
لمحمد صلعم فی النبوت وہذا منہم کفر انتہی قطع نظر خاتمیت سے کیونکہ اسکا تو اس امر سے کوئی
بھی اثر بھی نہیں جو کہ مستدل بہ ہے محض اختراع جدید ہے اور ابتداع شنیع ہے
اور نہایت قول غیر سدید نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم المرید واللہ اعلم
وعلمہ اکمل واتم واحکم واسلم پس توجیہ اس ترکی وہ ہی صحیح ہے بمعنی ہادی غیر نبی مسمی
بالمحدث جیسے کہ ان اسماء کے جب کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ وراثت زمانہ
ہے اور اس ہی اعتبار کر نبی آخر الزمان بعثت شرعی ہے ثابت بالنصوص قطعیہ
ہے اور مسلم الاجماع ہے۔ کتبہ شیخ محمد فاروقی تہانوی عفی عنہ
بلاشبہہ قول کرنا ساتھ تحقق یہ خاتمون کے ملفات تحتانیہ ارض ہیں کسی فرقہ
اہل سنت والجماعۃ تابکہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں سنا پس یہ قول اختراع فرقہ

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداع طریقہ شنیعہ
ہے کہ شرکت فی النبوت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
خاتم نبی ہوگا بالضرور اور نبوت ختم ہوچکی قطعاً ثابت ہے تو خاتم النبیین ہوئی اور ان
لغت سے نا انصرف زمان خاتم النبیین ہے ہے خواہ زمان حیات شریف
خواہ زمان وفات منیف اور یہ عذر کہ خواہ مخواہ قبل از زمان بعثت گذرے کی اسے گیوں
دلیل شرعی منتہض اور زعایم نہیں ہوں گے بخلاف حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس
کے کہ وہ نبی نہیں ہوئے تاکہ شرکت لازم آتی بلکہ قد یجمع النبوت سابق النبوۃ
باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ تابع الشریعۃ المحمدیۃ بین بین عقیدہ خلاف ہے عقیدہ
اہل اسلام کے خصوص اہل سنت وجماعت کے موجب اس واسطہ قول رابع باب
ہشتم کتاب تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ وبجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ

فی النبوت بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کان شریکا
لمحمد صلعم فی النبوت وہذا منہم کفر انتہی قطع نظر خاتمیت سے کیونکہ اسکا تو اس امر مذکور
میں اثر بھی نہیں جو کہ مستدل بہ ہے محض اختراع جدید ہے اور ابتداع شنیع
اور نہایت قول غیر سدید نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم المرید واللہ علم
وعلمہ اکمل واتم واحکم واسلم پس توجیہ اس اثر کی وہی صحیح ہے یعنی ہادی غیر نبی یسمی
ساتھ ان اسماء کے جیسا کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ دورات زمانہ
ہے اور اس ہی اعتبار کر نبی آخر الزمان بعثت شرعی ہے ثابت بالنصوص قطعیہ
ہے اور مسلم الاجماع ہے کتبہ شیخ محمد فاروقی تنہا لوہی عفی عنہ
بلاشبہ قول کرنا ساتھ تحقق جمیع خاتمون کے بلفظ تحتانیہ ارض میں کسی فرقہ
اہل سنت والجماعۃ تابکہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں سنا پس یہ قول اختراع شنیع

ہوالفضل الرحیم | کونکہ - جواب حضرت مجیب بقیۃ المحدثین بارک اللہ فی عمرہ وفیضہ
حق یقینی ہے اور مطابق ہے آیات واحادیث کے اور ابن عباس رض قطع نظر
اس سے کہ اسکی اسناد میں کلام کرتے ہیں مخالف ہے آیات اور احادیث صحیحہ
کے پس ساقط الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطے دلیل قطعی غیر
معارض چاہئی تاکہ لازم نہ آوی اعتقاد نبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد نبوت
غیر نبی کفر ہے کما قال الملا علی قاری رح فی ضوء المعانی اعتقاد نبوت من لیس
بنبی کفر انتہی - عبدالکریم ۱۳۲ ٹونک | عبدہ محمد یوسف | دہلوی | محمد مسعود | دہلوی | عبدالرحمن کنان | [illegible]
الجواب صحیح والمجیب صحیح | محمد یعقوب | دہلوی - | ہست رد وہابی محمد شاہ | دہلوی | حواشہ [illegible]
قولہم رحمہم اللہ اجمعین کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
نسبتہ جمیع طبقات ارضی کے سوای طبقہ ارض ہمایوں کی تسلیم نہ کری اور کہی کہ ولی نہیں
انبیاء علیہم السلام کی خاتم ہیں جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس ہی طبقہ ارض عیسیا میں ہوئی فقط پس یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت
وجماعت ہی یا نہیں اور ایسی شخص کے پیچھی نماز جایز ہی یا نہیں بینوا توجروا فقط
الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوص اہل سنت وجماعت کا
پس ایسا شخص مسلمان نہیں اوسکی پیچھی نماز جایز نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بعثت
حضرت خاتم النبیین کا صلعم جو کہ ثابت ہے نصوص قطعیہ قرآنی سے قولہ تعالی وما
ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا وقولہ تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور منکر ہی اوسکا جو کہ ثابت
ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہمیا ہی متواترات ہیں مانند ارسلت
الی الخلق کافۃ وغیرہ اور یہ مسئلہ انجام کار اجماعی ہی ہو گیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام
خصوص اہل سنت وجماعت ہے پس منکر اوسکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے پیچھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٹونک - جواب حضرت مجیب بقیۃ المحدثین بارک اللہ فی عمرہ وفیضہ
حق یقینی ہے اور مطابق ہے آیات واحادیث کے اور اثر ابن عباس رض قطع نظر
اس سے کہ اسکی اسناد میں کلام کیا ہے مخالف ہے آیات اور احادیث صحیحہ
کے پس ساقط الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطے دلیل قطعی غیر
معارض چاہئے تاکہ لازم نہ آوے اعتقاد نبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد نبوت
غیر نبی کفر ہے کما قال الملا علی قاری رح فی ضوء المعانی اعتقاد نبوت من لیس
بنبی کفر انتہی - خیر اگر تم ٹونک عبدالمحمد یوسف دہلو محمد مسعود دہلو عبدالرحمن کنان
الجواب صحیح والمجیب صحیح محمد یعقوب دہلوی - ہست در دہلی محمد شاہ دہلوی
قولہم رحمہم اللہ اجمعین کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
نسبتہ جمیع طبقات اناسی کے سوای طبقہ ارض عیسیا کی تسلیم نہ کرے اور کہے کہ وہ نبی نہیں
انبیا علیہم السلام کی خاتم ہیں جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس ہی طبقہ ارض عیسیا میں ہوئی فقط پس یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام حضور اہل سنت
وجماعت ہی یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جایز ہی یا نہیں بینوا وتوجروا فقط
الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں حضور اہل سنت وجماعت کا
پس ایسا شخص مسلمان نہیں اوسکی پیچھے نماز جایز نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بعثت
حضرت خاتم النبیین کا صلعم جو کہ ثابت ہے بنصوص قطعیہ قرآنی سے قولہ تعالیٰ ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا آیۃ تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور منکر ہی اوسکا جو کہ ثابت
ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہمیا ہی متواترات ہیں بانند ارسلت
الی الخلق کافۃ وغیرا اور یہ مسئلہ انجام کار اجماعی بھی ہو گیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام
منجملہ اہل سنت وجماعت ہے پس منکر اوسکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے پیچھے

حجت الہی بر تمام عالم تمام شد کسا حدی از افراد مکلفین آن وقت کہ استہ رعونہ
باشد تا لفظ اللہ اللہ آشنا نخواہد ماند آنوقت قیامت بر او نازل بر پا خواہد شد
چنانکہ شد بر قوم لوط حجت الہی بر جمیع موقعات تمام شدہ بود بہمان افراد محصورہ
مذہب الہی از قبیل قیامت صغری بحکم حدیث من مات فقد قامت قیامتہ یا از
قبیل قیامت وسطی کہ ہلاک یک قرن میتوانند شد نازل شد و وجود بنی آخر الزمان
کہ سایہ امان الہی ست و کتابش از آثارش است برکاتہ کہ این ہر دو چیز از سرایت
سر طرف شد حجت الہی بر ایشان بالکل تمام شد و سلسلہ نبوت و کتب الہیہ بازلہ
اختتام یافت و افراد انبیاء و کتب و افراد امم در علم الہی جلسا نہ سپری شدند
و آمدن قیامتہ را کہ وقت معلوم و معین ست بعلم الہی کہ از این سر موئی تقدیم و
تاخیر را نمیشاید کہ تقدیر بر ہم است نہ معلق تا در ان چیزی گنجائش ہی شد گفتہ
قیامت صغری کہ اجل ہر یک فرد ست نمونہ قیامت کبری ست بحکم اذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون سر موئی تجاوز از ان نمیکند حال قیامت کبری
یعنی فنای کل چہ گونہ تقدیم و تاخیر را می نشاید کہ خلاف این جملہ امور از محالات شرعیہ
اند پس بعد اختتام افراد کتب و افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام آمدن نبی دیگر
بر نہج شکل بدوضع است و سر اسر عقیم الخیر فیہ است از محالات شرعیہ است علی ہذا قیاس
شرط بقای عالم شرط باطل است فکذا المشروط یعنی آمدن نبی دیگر ہم باطل است
و مراد از بقای عالم اگر نیامدن قیامت بالکل است باز آخرت در دار دنیای فانی قائم
نشود و ہو خلاف الشرع و النقل و العقل و اگر مراد تاخیر قیامتہ است فہو کذا ایضا باطل
بالادلۃ المذکورہ و استحالۃ الکذب یعنی خلاف وعدگی از جانب حق تعالے علاوہ بر انست
پس مسلمان را بچنین عقیدہ بد معتقد شدن نہ باید کہ بالکل خلاف عقیدہ جملہ اہل اسلام و
اہل قبلہ است و اگر خواہ مخواہ بلا عقیدہ فضول گوئی است پس حرام است و گناہ کبیر

حجت الهی بر تمام عالم تمام شد که حاجی از افراد مکلفین آن وقت که مستدعو نه
باشد الا لفظ الله الله آشنا نخواهد ماند آن وقت قیامت بر او قائم برپا خواهد شد
چنانکه شد بر قوم لوط حجت الهی بر جمیع مکلفات تمام شده بود بهمان افراد محصوره
مذکوره الهی از قبیل قیامت صغری بحکم حدیث من مات فقد قامت قیامته یا از
قبیل قیامت وسطی که هلاک یک قرن میتواند شد نازل شد و وجود بقیه حزب الله
که سایه امان الهی است و کتابش از آثار رشحات برکات کبریای من هر دو چیز از سرا
سر طرف شد حجت الهی بر انسان بالکل تمام شد و سلسله نبوت و کتب الهیه نازله
اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد امم در علم الهی جلشانه سپری شدند
و آمدن قیامته را که وقت معلوم و معین است بعلم الهی که از ان سر موئی تقدیم و
تاخیر را نمیشاید که تقدیر بر هم است نه معلق تا در ان چیزی گنجایش می شد گفته
قیامت صغری که اجل هر یک فرد است نمونه قیامت کبری ست بحکم اذا جاء اجلهم
لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون سر موئی تجاوز از ان نمیکند حال قیامت کبری
یعنی فنای کل چه گونه تقدیم و تاخیر را می شاید که خلاف این جمله امور از محالات شرعیه
اند پس بعد اختتام افراد کتب و امم افراد انبیاء علیهم الصلوة و السلام آمدن نبی دیگر
که نتیجه شکل بدو وضع است و سر اسر عقیم الخیر فیه است از محالات شرعیه است علی ما بینا
شرط لقای عالم شرط باطل است فکذا المشروط یعنی آمدن نبی دیگر هم باطل است
و مراد از لقای عالم اگر بنا مدن قیامت بالکل است باز آخرت در دار دنیای فانی قائم
شدن هو خلاف الشرع و النقل و العقل و اگر مراد تاخیر قیامته است فهو کذا ایضا باطل
بالادلة المذکوره و استحاله الکذب یعنی خلاف وعدگی از جانب حق تعالی علاوه بر انست
پس مسلمان را بدینچنین عقیده بد معتقد شدن نه باید که بالکل خلاف عقیده جمیع اهل اسلام و
اهل قبله است و اگر خواه مخواه بدا عقیده فضول گوئی است پس حرام است و گناه کبیر

قطعہ تاریخ من تصنیف حکمت مآب فضیلت انتساب جناب حکیم محمد عمر صاحب چیرمین بہادولی سلمہ العالی

ذکر توحید خاتمیت — نور مہر سپہر نکوین — شش جہت تعدد خواتم — نار سوزان خزن دین
تاویل اضافی حقیقی — دود فانوس شمع توہین — رب احد ایک احمد ہی ایک ہم متبوع ہی دو را کہنا
مطلوب جواب عمر ہے تاریخ — لکھ ایک ہے خاتم النبیین
۱۲ ۹۵ ۱۴

وله

مرتب ہوئی چھپکی قسطاس حسبدم — قلم نے یہ قرطاس کن پر لکھا
جو ہی ای عمر فکر تاریخ طبع — اک احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکھ
۹۵ ۱۲

قطعہ تاریخ من تصنیف شعلہ سحر بیان حافظ امانت خان مظفر نگری

ہے یہ قسطاس وہ کتاب حسن — دل و جان سے ہیں جسکی قابل نیک
لکھی تاریخ یہ امانت نے — خاتم الانبیا ہیں ایک
۹۵ ۱۲

وله

ابن بحر شد چو پر سبب از گو ہر یتیم — عواصی فکر شکل گدا شد پس کریم
آمد چنین ندا پئے تاریخ او ز غیب — کز بہر عدل دان ہے قسطاس مستقیم
۹۵ ۱۲

قطعہ تاریخ من تصنیف حکمت مآب فضیلت انتساب جناب حکیم محمد عمر صاحب چرتہاولی سلمہ العالی

ذکر توحید خاتمیت — نور مہر سپہر کونین — شش جہت تعدد خواتم — نار سوزان آخرین دین
تاویل اضافی حقیقی — دور فانوس شمع توحین — رب احد ایک احمد ہی یکتہ مقبول حق وہی ایک نبی
مطلوب جواب عمر ہے تاریخ — کلمہ ایک ہے خاتم النبیین ۱۲۹۵ ھ

وله

مرتب ہوئی چھپکی قسطاس حسبدم — قلم لے یہ قرطاس کن پر دہ لکھہ
جو ہی ای عمر فکر تاریخ طبع — اک احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکھہ ۱۲۹۵ ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف شکوہ سحر سیاں حافظ امانت خان مظفر نگری

ہے یہ قسطاس وہ کتاب حسن — دل و جان سے ہیں جسکی قابل نیک
لکھی تاریخ یہہ امانت نے — خاتم الانبیا نبی ہیں ایک ۱۲۹۵ ھ

وله

این بحر شد چو بر سمہ ازکو ہر یتیم — عواصر افکر شمل گداخند پی بجا یم
آمد چنین ندا پئے تاریخ او ز غیب — کز بہر عدل دان بقسطاس مستقیم ۱۲۹۵

غلطنامہ کتاب مسمّٰی بہ قسطاس ماخوذ از موازنہ ابن عباس دینوری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	بالمتواری	بالستواری
″	″	ناطمان	باطمینان
۴	۳	بخشتہ	بخشہ
۵	۷	نہی	نہیں
″	۱۱	نرہوتا	نہوتا اور ہوگیا
۶	۷	بہشتوں	بتنوین
″	۹	۵	۵
″	۱۴	منزہ	منزہی
″	۲۱	نہیں	ہیں
۸	۱	غیبہ	غیبۃً
″	۴	توجیہہ	توجیہہ
۱۲	۴	۷	یہ
۱۰	۱۰	الوردسہ	اوردہ
″	۲۱	ملہوہر	یہ جوہر
۱۳	۱۰	قبل	قبیل
۱۴	۱۴	لعبت	لحت
۱۵	۶	ہر	کی
۱۶	۵	اسی	کسی
۱۷	۳	دی	دی
۱۸	۱۳	نسبت	نسبۃً
″	۱۴	لعبی	یعنی
″	۱۸	موکفتہ	موکفتہ
″	″	اٰیین	ہیں
۲۱	۱۸	ہیں	ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱	نہ تہی	تہی
″	۳	ہوگئی کہ کنکر اضافی سے	ہوگئی کہ کنکر اضافی سے پر تقدم
″	۴	رتبہ	رتبہ
۲۴	۱۷	خنا	خنا
″	۲۰	ایک معاملہ	معاملات ہوئی
۲۵	۵	ہم	ختم
″	″	انکاعوی	انکا دعوی
″	۱۴	مافیں	یا قبل
″	۱۸	اوہیہ	روایتہ
۲۹	۱۳	جس	جسنے
″	۲۰	افول	افعال
۳۳	۱	اگرچہ اور	اگرچہ ایسے
۳۸	۱۹	کان	کانا
۲۹	۳	افمن	افانین
″	۴	نحین	انحین
۴۱	۶	رقیامتہ	قرب قیامت
″	۱۷	بنان	مبین
۴۲	۷	دوا	روا
″	۱۰	اختیار	اختباری
″	۲۰	قباحت	قباحت نہیں
۴۳	۵	ابتہ	رتبہ
″	۱۴	عرض	عرضی
۴۴	۸	الاکمال	الی کمل
″	″	اطلق	اطلاق

غلطنامہ کتاب ہذا بموازنہ اثر ابن عباس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	بالمتواری	باستواری
//	//	ناطمنان	باطمینان
۴	۳	بخشتہ	بخشہ
۵	۷	نہی	نہیں
//	۱۱	زہوقا	زہوقادر ہوگیا
۶	۷	بہشتوں	بتنوین
//	۹	؎	؎
//	۱۴	منزہ	منزہ ہی
//	۲۱	نہیں	ہیں
۸	۱	غیبہ	غیبۃ احدا
//	۴	توجہہ	توجیہہ
۱۲	۴	؎	؎
۶	۱۰	الوہ بہ	اوہ بہ اس
//	۲۱	ملہوہر	تکبر
۱۳	۱۰	قبل	قبیل
۱۴	۱۴	لعنبت	تحت
۱۵	۶	ہر	کی
۱۶	۵	اسی	کسی
۱۷	۳	دی	دی
۱۸	۱۳	نسبت	نہ ہوسکا
//	۱۴	لعبی	یعنی
//	۱۸	موکفہ	موکفہ
//	//	امین	رمین
۲۱	۱۸	ہیں	ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱	نہ تھی	تھی
//	۳	ہوگئی کیونکہ اضافے	ہوگئی کیونکہ اضافی شرط سے
//	۴	ایتہ	رتبہ
۲۴	۱۷	خاء	خنا
//	۲۰	ایک معاملات	معاملات ہوئے
۲۵	۵	ہم	ختم
//	//	انکاوعوی	انکاوعوی
//	۱۴	مافیل	یا قبل
//	۱۸	اوہبہ	رواہبہ
۲۹	۱۳	جشن	جسے
//	۲۰	افول	افعال
۳۴	۱	اگرچہ اوریہ	اگرچہ ایسے
۳۵	۱۹	کان	کانا
۳۹	۴	افمن	افان
//	۴	نحین	انحین
۴۱	۶	رتبامتہ	قرب قیامت
//	۱۷	بکن	مبین
۴۲	۷	دوا	بروا
//	۱۰	اختیار	اختیاری
//	۲۰	قباحت	قباحت نہیں
۴۳	۵	ایتہ	رتبہ
//	۱۴	عرض	عرضی
۴۴	۸	الاکمال	الی کمل
//	//	اطلق	اطلق

غلط نامہ کتاب ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	عذر فجاہدین	عذر تفرقہ جاہدین
۱۱	۷	ممکن کانی	ممکن کافی
۱۵۱	۱۵	عام ایتہ	حام ھوایتہ
۱۱	۲	نہ رہا	رہا
۱۵۲	۸	ملکہ تلخیص	بلکہ تلخیص
۱۵۳	۱۶	کی ممکن	کی کیا ممکن
۱۱	۱۷	فاذدوات	فاذدورات
۱۶۲	۳	لارنرت	لانرث
۱۶۶	۷	حقیقت	حقیقی
۱۶۸	۱۲	ناسی	ناس
۱۶۹	۵	حکما	حکم
۱۷۱	۱۵	ابھی	ابھی
۱۱	۱۹	ام	اور
۱۷۲	۱۷	تغیر	تغیر
۱۷۳	۱۶	قاصی	قاضی
۱۷۵	۳	زمانی	ذاتی
۱۱	۱۷	اول	نزول
۱۸۰	۱۱	نوح ابن لوھن فوتک	نوح ابن لوھن من فوتک
۱۱	۱۴	السلام جو ما حضرت نوح علیہ السلام	السلام ہلا وقف ناحضرت علیہ السلام
۱۸۱	۱۴	التشخیص	والتشخیص
۱۱	۱۸	الاتیہ	اولیتہ
		لاتیہ	واولیتہ
۱۸۴	۹	اوپر	اوپر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۲	۲۰	مصطلح	مصطلح
۱۸۸	۸	لا	نا
۱۸۹	۱۸	ہوسکنا	ہوسکتا ہے
۱۹۲	۱۲	ہوہ واسی	ہوہ واسی
۱۹۳	۱	بلعسط	یا بسط
۱۹۵	۴	ظل ھوان	ظل ھوا اور
۱۱	۵۰	متحرک	متحرک ہوتا ہے
۱۱	۱۰	محکیات	محکمات
۱۹۵	۱۲	ہیچو قولہ تعالے	ہیچو قولہ تعالے
۱۱	۱۸	واسطہ للعبد	واسطہ فی العبد
۱۹۷	۱۴	جمل	جبل
۲۰۰	۲۰	لہ تو	لہ کانو
۲۰۲	۱۴	کذب باللہ	کذب نعوذ باللہ
۲۰۳	۱	والا عتبار	والاعتبار ہے
۲۰۸	۸	صلعم کہ	صلعم عن کر
۱۱	۱۳	میزان	میدان
۱۱	۱۶	شریف لعبد	شریف ھو لعبد
۲۲۱	۲۱	+	خاتم اور اور وسطہ یہ ہراو عہد الفوا
۲۲۴	۱۴	اس	اوس
۲۲۶	۳	لبشارت	لبشارت وانذارت
۲۲۷	۴	کریہ یہ	کریہ یہ
۲۲۸	۱۱	یہبط	لھا یہبط
۱۱	۱۳	انزلناہ	انزلنا
۲۳۰	۷	تحقیق	تخصیص

غلط نامہ کتابت و طباعت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	عذر فجاہلین	عذر لغرقہ جاہلین
۱۱	۷	ممکن کانی	ممکن ہی کانی
۱۵۱	۱۵	عام ایتہ	حام ھی ایتہ
۱۱	۲	نہ رہا	رہا
۱۵۲	۸	بلکہ تلخیص	بلکہ تلخیص کلام
۱۵۳	۱۶	کی ممکن	کی کیا ممکن
۱۱	۱۷	قاذورات	فاذورات
۱۶۲	۳	لارنرث	لانرث
۱۶۶	۷	حقیقت	حقیقی
۱۶۸	۱۲	ناسی	ناس
۱۶۹	۵	حکما	حکم
۱۷۱	۱۵	اہی	ہی
۱۱	۱۹	اہ	اور
۱۷۲	۱۷	لتغیر	لتغیر
۱۷۳	۱۶	تخاص	تخاصی
۱۷۵	۳	زمانی	ذاتی
۱۱	۱۷	اول	نزول
۱۸۰	۱۱	نوح ابن لوط	نوح ابنہ ابن لوط
۱۱	۱۴	السلام ملا وقف جوتا حضرت نوح علیہ السلام علیہ السلام	السلام کہ ناحضرت نوح علیہ السلام
۱۸۱	۱۴	التشخیص	والتشخیص
۱۱	۱۸	الولیہ	اولیہ
		الولیہ	واولیہ
۱۸۴	۹	اوپر	اوپر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۳	۲۰	مصطلح	مصطلح
۱۸۸	۸	لا	ہے
۱۸۹	۱۸	ہوسکتا	ہوسکتا ہے
۱۹۲	۱۳	نبوۃ وراثی	نبوۃ وراثی
۱۹۳	۱	بالعرض	بالعرض
۱۹۵	۴	ظل تھا ان	ظل تھا اور
۱۱	۵	متحرک ہوتا ہے	متحرک ہوتا ہے
۱۱	۱۰	تحکیمات	تحکمات
۱۹۵	۱۲	ہمچو قولہ تعالے	ہمچو قولہ تعالے
۱۱	۱۸	واسطہ للعرض	واسطہ فی العروض
۱۹۷	۱۴	جعل	جعل
۲۰۰	۲۰	لہ تو	لہ کانو
۲۰۲	۱۴	کذب باللہ	کذب نعوذ باللہ
۲۰۳	۱	والباعتبار	والاعتبار
۲۱۸	۸	صلعم کہ ہم	صلعم عن کہ
۱۱	۱۳	میزان	میدان
۱۱	۱۴	شریف لعلیہ	شریف ھوالیہ
۲۲۱	۲۱	+	خاتم اور اور بطور پیمبر اور عہد القرار
۲۲۴	۱۴	اس	اوس
۲۲۶	۳	لبشارت واسطہ	لبشارت وبشارت
۲۲۷	۳	کمر پیچی	کمر پیچی
۲۲۸	۱۱	یہبط	لحابہبط
۱۱	۱۳	انزلنا ہ	انزلنا
۲۳۰	۷	تحقیق	تخصیص